غزالیِ زماں رازیِ دوراں امام اہلسنت

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

کی تقاریظ و مکتوبات وغیرہ نادر

تحریروں کا شاندار مجموعہ

کاظمیات

مع

تقریظاتِ کاظمی

حصہ اول

از قلم: جگر گوشہ غزالئ زماں حضرت علامہ

سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

مرتب و محشی

ابو عبد اللہ محمد صفدر علی سعیدی ملانہ

(ایم اے، ایم ایڈ) فاضل جامعہ اسلامیہ انوار العلوم وفاضل تنظیم المدارس

ناشر کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت

علامہ حضرت سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

کی تقاریظ و مکتوبات وغیرہ نادر تحریروں کا شاندار مجموعہ

کاظمیّات

حصہ اول

مع

تقریظاتِ کاظمی

از قلم اجگر گوشۂ غزالی زماں حضرت علامہ

سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

مرتب و محشی

ابو عبد اللہ محمد صفدر علی سعیدی ملانہ

(ایم اے، ایم ایڈ) فاضل جامعہ اسلامیہ انوار العلوم و فاضل تنظیم المدارس

ناشر کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

نام کتاب: کاظمیات (اول)
مع تقریظاتِ کاظمی

مرتب و محشی: ابو عبداللہ محمد صفدر علی سعیدی ملانہ
سرائے سدھو تحصیل کبیر والا (خانیوال)

مشاورت: علامہ مفتی محمد حفیظ اللہ مہروی۔ لودھراں
علامہ حافظ محمد عبد الرزاق نقشبندی۔ ملتان

اشاعت: اول (رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ جولائی 2014ء)

صفحات: 436

پروف ریڈنگ: علامہ محمد اصغر علی ملانہ (ایم۔اے، ایم۔ایڈ)،
علامہ قاری محمد منشاء احمد قادری، کبیر والا،
حافظ محمد عبداللہ ملانہ (بی اے۔ بی ایڈ۔ درس نظامی)

حروف سازی: محمد صفدر علی صابر (کبیر والا) 0300-7892820

قیمت 350 روپے

ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ، نزد جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور، انفال سنٹر، کراچی
اسلامک بک کارپوریشن۔ اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی
کاظمی کتب خانہ، نزد نوری جامع مسجد، جامعہ غوثِ اعظم، شاہی روڈ، رحیم یار خان
مکتبہ ضیاء السنہ، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

فہرست مضامین

فقہ

تصوف

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تراجم۔تذکرہ۔سوانح

فہرست تقریظات کاظمی

(حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی مدظلہ العالی کی تقریظات کا مجموعہ)

فہرست حواشی

انتساب

استاذ محترم شیخ مکرم غزالیٔ زماں رازیِ دوراں امام اہلسنّت

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ ابوالنجم

السید احمد سعید الکاظمی

نور اللہ مرقدہٗ

کے نام

جو مجھے ''حافظ صفدر'' کے الفاظ سے یاد فرماتے۔

میں نے آپ سے بخاری و ترمذی پڑھیں۔ آپ ہی سے تحریر سیکھی اور ''باحوالہ دنیا'' سے واقف ہوا۔

؎ جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

صفدر

حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا عکس

فون نمبر: دفتر (۲۵۴۱) رہائش (۲۸۶۱)

دفتر صدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

حوالہ نمبر ———— تاریخ ۱۲ مارچ ۱۹۸۰

نورِ چشم ارشد مسعود سلمہ - بعد دعا [illegible]

تمہاری نمازوں کی پابندی، استادوں کا ادب

پڑھنے میں محنت اور اپنی بود و باش میں

نہایت پاکیزگی اعلیٰ خلق [illegible]

[illegible] عمل - اور اپنے علمی مشاغل میں [illegible]

[illegible] تمہارا [illegible] ہونا چاہیے

حضرت [illegible] مولانا عبدالواحد صاحب [illegible]

[illegible] احمد صاحب [illegible]

[illegible]

دعا گو

سید احمد سعید کاظمی

پیش لفظ

زیرِ نظر مجموعہ بعنوان ''کاظمیات'' دراصل عالمِ اسلام کے عظیم مذہبی و روحانی پیشوا اور تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت کے راہنما غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں ضیغم اسلام حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت و باکمال اور عہد ساز شخصیت کی تقاریظ، مکتوبات، انتسابات، شخصیات اور تعزیتی خطوط، جیسے نادر شہ پاروں پر مشتمل ہے۔ جسے آپ کے شاگرد رشید، حضرت علامہ محمد صفدر علی سعیدی زیدہ مجدہٗ نے ترتیب دیا ہے۔

حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ یقیناً دنیائے اسلام کے نامور بطلِ جلیل، علوم عقلیہ و نقلیہ کے بلند پایہ عالم، عظیم مفسر، بے مثال محدث، لاثانی فقیہ، قادر الکلام خطیب اور جلیل القدر شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قابل قدر منتظم، منفرد مفکر، بیدار مغز مدبر، انتہا درجہ کے صاحب بصیرت اور علم لدنی کے حامل مردِ خود آگاہ بھی تھے۔ آپ علم و عمل کے ایسے آفتاب عالم تاب تھے جنہوں نے ہزاروں ذروں کو بھی رشکِ قمر بنا دیا۔

آپ نے 58 سال سے زائد عرصہ تک علمی، مذہبی، سیاسی، سماجی خدمات انجام دیں، تحریک پاکستان سے لے کر ملک و ملت کے استحکام کی ہر اہم تحریک میں آپ کا قائدانہ کردار رہا اس مجموعے میں آپ کے ہمہ قسم تنظیمی، اصلاحی اور ذاتی خطوط بھی شامل ہیں۔

دراصل خط اور عام تحریروں میں یہ ایک بنیادی فرق ہوتا ہے کہ خط میں معین شخص مخاطب ہوتا ہے۔ اس میں حسبِ مرتبہ آداب، القاب اور خطابات ہوتے ہیں۔ بات سمجھانے میں بے تکلفی ہوتی ہے، زیادہ دلائل کی بھی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ عام تحریروں میں دلائل پر زیادہ توجہ ہوتی ہے اس میں مشکل اصطلاحات کا استعمال بھی کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ محترم سعیدی صاحب نے بالخصوص حضرت امام

کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے ان مکتوبات کو بغیر کسی تبصرے اور تشریح کے ترتیب دیا ہے۔ قارئین خود بخود حضرتِ والا کی ان نادر علمی شاہ پاروں اور مکتوبات سے ایک کیف محسوس کریں گے اور ان میں لطیف علمی نکات سے بھی محظوظ ہونگے۔ حضرتِ والا کی اپنی اولاد پر شفقت و رافت، مریدین، متعلقین اور متوسلین سے حُسن سلوک، ایثار و ہمدردی، غم خواری، بندہ پروری، اصاغر نوازی، علماء و مشائخ کی فراغ دلی سے پذیرائی اور اپنے عظیم اسلاف سے والہانہ محبت و عقیدت کو جگہ جگہ نمایاں دیکھیں گے۔

یہ اس کتاب کی جلد اول ہے جبکہ حضرت علامہ جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب مرتب کتاب ''امام کاظمی'' کے پاس بھی ان کے علاوہ خاصی تعداد مکتوبات کی موجود ہے۔ انہیں بھی ان شاء اللہ جلد منظر عام پر لایا جائے گا۔ سردست یہاں ہم دو خطوط کا تذکرہ کریں گے جس سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ آپ اپنی اولاد کی تربیت، مریدین و متعلقین کی خیر خواہی اور دینی و قومی امور میں ملت کی راہنمائی کیلئے کتنے حساس طبع تھے۔ پہلا خط آپ نے اپنی علمی عظمتوں کے امین، اپنے محبوب نورِ نظر حضرت صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کو اپنے اور ان کے یوم ولادت کی مناسبت سے لکھا جو درج ذیل ہے:

تاریخ 13 مارچ 1980ء

''نورِ چشم ارشد میاں سلمہ۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون۔۔۔۔۔۔دعائیں''

بیٹا نمازوں کی پابندی، اُستادوں کا ادب، پڑھنے میں محنت اور اپنی بود و باش میں نہایت پاکیزگی، اعلی خلق، بہترین طرزِ عمل اور ان علمی مشاغل میں مصروفیات بس یہی تمہارا طریقہ ہونا چاہیے۔ حضرت العلامہ مولانا عبدالواحد صاحب اور مولانا مختار احمد صاحب کو بہت سلام مسنون۔ باقی خیریت ہے اگر آنا چاہو جمعہ چھٹی ہے آجانا۔

دعائیں!

سید احمد سعید کاظمی

کیا حسین امتزاج ہے کہ اس پر جو تاریخ درج ہے وہ ہے 13 مارچ 1980ء۔

13 مارچ حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تاریخ پیدائش بھی ہے اور صاحبزادہ والا شان کی بھی۔ حضرت والا کا یہ خط بظاہر تو اپنے فرزند ارجمند کے نام ہے مگر درحقیقت ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کیلئے بھی پیغام ہے جو اپنے بچوں کی سالگرہ کے موقع پر اسلامی اقدار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دنیاوی لحاظ سے کیا کچھ نہیں کرتے۔

دوسرا خط

''مولانا غلام مصطفی رضوی سلمہ''! سلام مسنون! تینوں فتوے مختلف ہیں۔ آپ حضرت مولانا احمد سدیدی صاحب کو بلالیں مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا عبدالحکیم سب مل کر روایاتِ فقہیہ پر غور کریں اور اپنے غور و خوض کا نتیجہ مرتب کر کے مجھے دکھائیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے اور یہ کام تاخیر طلب نہیں۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی

۱۵ مارچ ۱۹۸۶ء

اس خط میں آپ کی دینی معاملات میں احتیاط اور ذمہ داری کو بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ جب ایک ہی سوال کے تین مختلف جواب سامنے آئے تو کسی ممکنہ دینی انتشار اور عوام الناس کو اپنے علماء پر بے اعتمادی سے بچانے کیلئے فوراً اقدام فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ خط اپنے اجلہ فضلاء کرام پر حضرت والا کے کامل اعتماد کا بھی عکاس ہے۔ الغرض فاضل موصوف کی یہ کوشش و کاوش انتہائی قابل قدر ہے کہ انہوں نے کتنی مشکل سے یہ مضامین جمع کئے۔ اس میں بعض وہ خطوط اور مضامین بھی ہیں جو مقالات وغیرہ میں شامل تھے مگر ان کی اہمیت اور مضمون سے تعلق کے پیش نظر انہیں بھی اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل علم کے استفادہ کے لیے جگر گوشہ غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کے تقاریظ، پیش لفظ وغیرہ بھی ''تقاریظِ کاظمی'' کے نام سے شامل کردیئے ہیں۔ حضرت علامہ سعیدی

صاحب نے اگرچہ یہ مسودہ تو بہت پہلے تیار کرلیا تھا لیکن اس کی طباعت کی کوئی ظاہری صورت نہیں بن رہی تھی۔ اتفاق سے 29 مارچ 2014ء کو میرے ایک کلاس فیلو مولانا ممتاز حسین دین پوری کے گھر ایک تقریب میں ملاقات ہوئی جس میں سعیدی صاحب نے اپنی اس کاوش کا اظہار کیا تو میں نے ان سے کہا کہ اگر جگر گوشہ غزالیٔ زماں حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان سے بات کی جائے تو یقیناً آپ اس کی پذیرائی فرمائیں گے اور بہت جلد اس کی طباعت کے مراحل طے ہو جائیں گے جس پر فاضل موصوف نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور پھر ایک ملاقات میں حضرت صاحب والا مرتبت سے اپنی اس ترتیب کی اشاعت کیلئے گزارش کی جسے آپ نے شرف پذیرائی بخشا اور اس کے طباعت کے تمام اخراجات کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ کتاب جگر گوشہ غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی سرپرستی اور تعاون سے منظر عام پر آئی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ اس بات کے شدید متمنی ہیں کہ حضور غزالی زماں پر ہونے والا کام جلد سے جلد منظر عام پر آئے لہٰذا وہ اہل علم حضرات جو امام اہلسنت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف یا ان کی شخصیت وغیرہ پر کام کر رہے ہیں اگر انہیں طباعت وغیرہ میں کوئی مشکل درپیش ہے تو ان کی بھی مناسب حد تک سرپرستی کی جائے گی اور انہی کے نام سے ان کا یہ کام منظر عام پر آئے گا۔ الغرض! اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مرتب موصوف کے علم، عمل اور عمر میں برکت فرمائے اور اس کاوش کو قبول فرما کر اسے نافع خلائق بنائے۔ آمین!

اس کتاب کی کتابت وطباعت میں حتی الوسع احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔ شکریہ!

حافظ محمد عبد الرزاق نقشبندی

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک

عرض مرتب

محترم قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ کتاب حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۱۳۔۱۹۸۶) کی سوانح حیات نہیں بلکہ آپ کی اُن نایاب تحریروں کا مجموعہ ہے جنہیں تقاریظ، مکتوبات، تعزیات اور انتسابات وغیرہم کا نام دیا جاتا ہے۔ انہیں جمع کرنا استخواں شماری، ضیاعِ وقت اور ماضی پرستی نہیں بلکہ احیاءِ علم ہے۔

ان شاہ کار جواہر پاروں کو ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ بھی کہیں گے کہ انہیں منظر عام پر واقعتہً آنا چاہیے تھا کہ ان میں بہت علمی اور تحقیقی مواد ہے۔

انہیں یکجا کرنے کی ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ کسی جگہ خط کو تقریظ کا نام دیا گیا، کہیں آدھا خط نقل کیا گیا کئی کتابوں میں تقریظیں تو تھیں لیکن ان کی فہرست میں ایسا اشارہ تک نہ تھا کہیں فہرست میں تقریظ کا لفظ تھا لیکن حضرت غزالیٔ زماں کا نام بطور تقریظ نگار نہ تھا۔

بعض خطوط، تقاریظ اور پیش الفاظ میں تبدیلی کردی گئی، انتسابات کو ختم کیا گیا اور تمہیدی کلمات کو خارج کردیا گیا۔ چند تحریروں کے بارے میں یہ خطرہ بھی ہے کہ انہیں حرفِ غلط کی طرح مستقبل میں مٹا دیا جائے گا۔

اجازت اور خلافت ناموں کی الگ ایک حیثیت اور وقعت ہے وہ کہیں نظر نہ آئے۔ غرض یہ کہ کہیں حذف واسکان پر عمل اور کہیں ابدال وادغام پر، کہیں اعلال وتعلیل کا روگ اور کہیں تخفیف وتسہیل کا تصرف۔

چناں چہ زعم حق کام میں لایا گیا مطلوب مواد تک رسائی ہوتی گئی اور یوں سرخروئی نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

یہ دعویٰ تو نہیں کہ حضرتِ والا سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں آ گیا ہے مقدور بھر آپ کے سامنے ہے ورنہ کتنا ایسا ہوگا جو ''تبرکات'' کی مد میں آچکا ہوگا اور جسے ظاہر نہ ہونے دینا ہی ''محبت'' ہے۔

میری طرف سے یہ مجموعہ صرف مجموعہ ہے نہ کہ شہادۃ العالمیہ' ایم فل اور پی ایچ ڈی کا مقالہ جسے جیسے پایا ویسے با حوالہ شامل کر دیا۔ صرف چند مقامات پر ضروری حواشی لگائے گئے۔ قارئین مبصرین اور محققین جو رائے قائم فرمائیں ان کی مرضی۔ من صنف قد استھدف

البتہ اُس سے مطلع ضرور فرمائیں کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کی جا سکے۔

آخر میں اُن تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی مساعدت حوصلہ افزائی اور ہم نوائی سے میں اس قابل ہوا کہ یہ کتاب پیش کر سکوں۔

جن دوستوں اور کرم فرماؤں نے اپنے کتب خانوں کے دروازے میرے لیے کھول دیے اور روایتی بخل سے کام نہ لیا وہ درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم وفضل میں برکت فرمائے۔

ملتان : حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مولانا حافظ محمد عبد الرزاق نقشبندی، مفتی محمد حفیظ اللہ نقشبندی، مولانا محمد شریف باروی، قاری عطاء الرسول امجد، قاری ہدایت رسول احمد، مولانا عبد اللطیف نقشبندی، شیخ غلام محمد راشد نظامی (اجمیری کتب خانہ) ریاض احمد راغب۔ مولانا محمد سعید احمد کریمی چشتی

خانیوال: مولانا محمد حنیف اختر سعیدی سہروردی، مولانا محمد اسحاق چشتی، مفتی

محمد رفیق القادری الحامدی، مفتی عبد الرزاق مہروی گولڑوی، مفتی محمد صفدر شاکر رضوی، اسلم شاہ سہروردی۔

مخدوم پور پہوڑاں: مولانا محمد خلیل خان فیضی۔

کبیر والا: چوہدری محمد افضل سعیدی (مرحوم) ملک محمد اسلم سعیدی، مفتی ملازم حسین سعیدی، سید محمد آصف شاہ بخاری سعیدی، سید زاہد علی شاہ بخاری، قاری شان محمد قادری، سید مقصود الحسن شاہ بلاول پور، قاری نذیر احمد رضوی جودھپور، قاری عبد الرؤف سعیدی فاضل شاہ، حکیم علی شیر سعیدی نیکوکارہ، میاں مظہر حسین سعیدی سیال فقیر

میاں چنوں: مولانا محمد رفیق شاہجمالی، مولانا محمد فاضل نقشبندی، مولانا محمد عبد اللہ سیالوی

عبد الحکیم: مفتی ابرار احمد سعیدی، میاں محمد عبد الخالق قادری میانہ، حافظ محمد یعقوب قادری میانہ، مولانا محمد شریف ہراج سعیدی۔

بہاول پور: مفتی محمد امیر احمد نقشبندی۔

رحیم یار خان: مفتی محمد عبد المجید ساجد سعیدی۔

لودھراں: مفتی محمد حفیظ اللہ مہروی۔

قطب پور سادات: سید غلام یٰسین شاہ بخاری۔

میلسی: صوفی محمد زاہد سعیدی باجوہ، حافظ محمد اسلم نقشبندی، ممتاز حسین دین پوری کامل

فیصل آباد: قاری محمد اکبر ساقی نقشبندی۔

کراچی: مفتی غلام غوث رضوی، مولانا غلام محمد قمر چشتی۔

حاصل پور: محمد امین ساجد سعیدی

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

تقاریظ

اعتذار

تقریب

پیش لفظ

ارشادات

فیوض القرآن

ارشادات گرامی

حضرت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی نوراللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

امّا بعد۔

زیرِ نظر ترجمۃ القرآن مرتبہ جناب ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب بعض مقامات سے دیکھا نہایت سلیس، مطلب خیز، با محاورہ ہے۔ دل نشین انداز میں وسیع مطالب کو بین القوسین مختصر عبارات میں واضح کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ربط آیات کو بہترین انداز سے بیان کر دیا گیا ہے۔

محترم بلگرامی صاحب نے جدید تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اس ترجمۃ القرآن میں قدیم طرز اختیار کیا اور اس دور کے نام نہاد مجددین کی طرح اپنے دامن کو تجدد پسندی سے ملوث نہیں ہونے دیا۔

اس ترجمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے والا قرآن کے نفسِ مفہوم کو آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ اس ترجمہ میں ڈاکٹر صاحب کے طبعی ذوق کی جھلک اور محبت ومعرفت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ دریائے عشق ومحبت میں غوطہ زن اور وصالِ محبوب کے گوہر نایاب سے ہم کنار ہوں۔

روحانیت پسند لوگوں کو یہ ترجمہ پڑھ کر ایسا محسوس ہوگا کہ گویا یہ ایک

چمنستانِ معرفت ہے جس کی ہوائیں مشامِ جان کو معطر کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر بلگرامی صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کے اس ترجمہ کو قبولِ عام عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور

بتاریخ:۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۷ء

(فیوض القرآن صفحہ ۱۸۔ افادات حضرت احمد عبدالصمد فاروقی قادری چشتی مرتبہ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی، سابق رئیس الجامعہ (V.C) جامعہ اسلامیہ بہاولپور طبع ششم از فیروز سنز لاہور۔ سالِ طباعت ندارد)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

''تفسیر الحسنات بآیاتٍ بینات''

''خلاصہ تفسیر آیات باقوالِ حسنات''

تقریظ

امامِ اہل سنت غزالیٔ دوراں، استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

''تفسیر الحسنات بآیات بینات'' مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ سبحان اللہ! تفسیری محاسن کا حسین وجمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضلِ اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو اَبًا عَنْ جَدٍّ وارثِ علوم قرآن وحدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر قرآنِ کریم کے حافظ اور قاری تفسیر وحدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طبِ یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صالح متقی شریعت وطریقت کے حامل تصنیف وتالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنیٰ جسے تفسیر کہا جاسکتا ہے وہ ''تفسیر الحسنات'' ہے۔ لفظی ترجمہ میں لغاتِ قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا۔ شانِ نزول تحریر فرما کر مطالبِ قرآن کو مزید واضح فرما دیا۔ افسوس ہے کہ تا حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحاتِ اوراق پر جواہر پارے اور درہائے نایاب بکھرے ہوئے پائے۔ سورۃ قٓ تک حضرت مؤلف قدس سرہ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلمین کی

بارگاہِ عظمت میں حاضری کا وقت آ گیا۔ اے کاش! بقیہ تفسیر ہی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ بہرنوع اور جتنا بقضاء اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسانِ عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو بحسن وخوبی زیورِ تصحیح وترتیب سے آراستہ کر کے تشنگانِ علوم تک پہنچایا۔ اللہ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت کے ساتھ زندہ وسلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

”تفسیر الحسنات“ ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ طبع سوم ۱۹۹۲ء

مؤلفہ از علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی لاہور

تفسیر سراج منیر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم :۔

زیر نظر تفسیر بعض مقامات سے دیکھی۔ زبان سے بے ساختہ ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ جاری ہوا۔ ماشاء اللہ قرآنی مطالب ومسائل اور اقوالِ علماء کو پسندیدہ طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور علمی تحقیق کی حلاوت پیدا کی گئی ہے۔ یہ عامۃ المسلمین سب کے لئے نہایت مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے بندوں کے لئے اس تفسیر کو نافع بنائے۔ (آمین)

سید احمد سعید کاظمی

مہتمم مدرسہ انوار العلوم رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان۔

۲۱ شوال المکرم ۱۹۸۱ء

(تفسیر سراج منیر پارہ اول جلد دوم۔ نمبر ۱۰۔ سورہ بقرہ۔ از حافظ علامہ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا (نابینا)۔ ۱۴ ایل جہانیاں، ضلع خانیوال۔ سالِ طباعت ندارد)

ترجمہ ''البیان''
اعتذار و خصوصیات

از قلم

امام اہل سنت غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

(ملحق در ترجمۃ البیان۔ طبع اول۔ جولائی ۱۹۸۷ء)

ترجمہ کا آغاز ۱۹۸۱ء کے اوائل میں ہو چکا تھا، جو بعونہٖ تعالیٰ سال ختم ہونے سے قبل ہی مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد حواشی کی ترتیب شروع کی۔ ارادہ یہی تھا کہ حواشی کے ساتھ اسے منظرِ عام پر لایا جائے۔ حواشی طویل ہو گئے، ان کی تکمیل دیر طلب تھی اس لئے ان کی ترتیب کے ساتھ ساتھ کتابت کا کام شروع کرا دیا۔ متن قرآن پاک مع ترجمہ کی کتابت سورۂ مائدہ تک اور حواشی کی کتابت بِسْمِ اللہ شریف سے لے کے سورۂ بَقرہ کے چند ابتدائی رکوعات تک مسلسل ہو چکی تھی اور اس کے علاوہ دوسرے پارہ کے کچھ حواشی بھی کتابت کے مرحلہ سے گزر چکے تھے، جن کی فوٹو سٹیٹ نقول اندرونِ ملک کراچی، لاہور تک اور بعض دیگر ممالک میں بھی بعض احباب لے جا چکے تھے۔ اسی دوران کچھ ایسے حالات رونما ہوئے کہ بقیہ حواشی کی ترتیب و کتابت کا کام اچانک بند ہو گیا۔ میرے نوجوان داماد الحاج عبد السلام صاحب قریشی ہاشمی مرحوم و مغفور اچانک وفات پا گئے۔ ادھر میں شدید علالت میں مبتلا ہو گیا۔ مزید برآں ہمارے کاتب حافظ محمد سراج صاحب بیمار پڑ گئے۔ پھر ان کا بچہ علیل ہو گیا ساتھ ہی ان کی والدہ محترمہ علالتِ طویلہ میں مبتلا ہو کر وفات پا گئیں۔ اب تک خود میرا اپنا حال یہ ہے کہ علالت

وضعف کے باوجود دورۂ حدیث شریف کی اہم کتابوں کا پڑھانا، مدرسہ انوار العلوم کا اہتمام، جماعتِ اہل سنت و تنظیم المدارس کی کچھ خدمات بھی میرے ذمہ ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ ملک اور بیرونِ ملک سے اہم ترین مسائل مسلسل سامنے آتے رہتے ہیں، جن پر قلم اٹھانا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً: رَجم کے مسئلہ پر رسالہ ''تدبر'' لاہور اور ''الاعلام'' کے اعتراضات اسی طرح عورت کی نصف دِیَت کے خلاف اخبارات میں مضامین کی بھرمار وغیرہ۔

اہم ترین امور کی طرف مجبوراً متوجہ ہونا پڑتا ہے اور ان موضوعات پر مضامین لکھنے پڑتے ہیں۔ اسی قسم کے دیگر موانع بھی بکثرت پیش آتے رہے جن کے باعث حواشی کی ترتیب کا کام رک گیا اور کتابت کا کام بھی معرضِ التواء میں پڑ گیا۔ احباب بار بار خطوط کے ذریعے دریافت کرتے رہے کہ تفسیر کب تک شائع ہو گی۔ سب کو یہی جواب لکھتا رہا کہ ان شاء اللہ عنقریب ترجمہ مع تفسیر شائع ہو جائے گا اور میرے مطبوعہ رسائل و مضامین میں بھی یہی اعلان شائع ہوتا رہا۔ لیکن بالآخر مذکورہ موانع کے باعث صرف ترجمہ بنام ''البیان'' شائع کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ سورۂ مائدہ تک جو کتابت ہو چکی تھی وہ سب بے کار ہو گئی اور دو سال کا عرصہ بھی ضائع ہو گیا اور حواشی کے بغیر متنِ قرآن کے تحت صرف ترجمہ شائع کرنے کے لئے از سرِ نو کتابت کرانا پڑی۔ اب یہ ترجمہ ''البیان'' کتابت و طباعت کے مراحل سے گزر کر بحمد اللہ آپ کے سامنے ہے۔ حواشی کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ ''التبیان'' کے نام سے حواشی کی پہلی جلد ان شاء اللہ بہت جلد آپ کے پاس پہنچے گی اور بشرطِ زندگی ان شاء اللہ اسی نوعیت سے تیس پاروں کے مکمل حواشی متعدد مجلدات میں ناظرین کرام کے ہاتھوں

میں پہنچ جائیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

اس کام میں میرے جن مخلص تلامذہ نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور اب تک ان کا یہ تعاون مسلسل جاری ہے ان میں پروفیسر مولانا حافظ اللہ یار فریدی (مرحوم) اور فاضل نوجوان مفتی محمد اقبال صدر مدرس دار القرآن محمدیہ جلالپور پیروالہ (حال شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم نیو ملتان) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصحیح کے کام میں مولانا حافظ عبد العزیز سعیدی فاضل مدرس مدرسہ انوار العلوم اور مولانا اللہ دتہ فاضل مدرس مدرسہ ہذا وحال مدرس شعبہ البنات جامعہ انوار العلوم نے خصوصی تعاون کیا۔ بعض مخلص ترین احباب نے وسعتِ قلب کے ساتھ اس کارِ خیر میں مالی تعاون بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو دین ودنیا میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ کسی اہل علم کو اس ترجمہ ''البیان'' میں کوئی لغزش محسوس ہو تو از راہِ شفقت فقیر کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے۔

اے اللہ! میری سب خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرما کر اس حقیر خدمت کو قبول فرمالے اور اسے میرے لئے نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنادے اور میرے والدین کریمین، نیز میرے حقیقی برادرِ معظم، استاذِ مکرم پیرومرشد حضرت مولانا سید محمد خلیل صاحب کاظمی چشتی صابری قادری محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات جنّات الفردوس میں بلند فرما۔ جن کی تربیت اور نگاہِ کرم سے یہ ترجمہ لکھنے کی توفیق مجھے نصیب ہوئی۔ آخر میں سربسجود ہو کر اپنے رب کریم سے ملتجی ہوں:۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ اٰمين بجاہ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ۔

اس ترجمہ کی ضرورت

عام طور پر یومیہ تلاوت کے لئے مترجم قرآن مجید کے جو نسخے مسلمانوں میں مروّج ہیں ان میں زیادہ تر لفظی ترجمہ ہے۔ علاوہ ازیں ان کی زبان بہت پرانی ہے۔ جس کے اکثر الفاظ ومحاورات اس زمانہ میں متروک اور غیر مانوس ہو چکے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ایک عظیم شاہکار ہے اور اپنے نہج میں وہ ایک ہی ترجمہ ہے لیکن اسی میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کا استعمال آج کل اردو محاورات میں متروک ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس کے منہاج پر کوئی دوسرا ترجمہ بھی سامنے لایا جائے۔ چنانچہ احباب کے اصرار پر یہ ترجمہ شروع کیا گیا جو بحمدہٖ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچ کر ہمارے ناظرین کرام کے سامنے ہے۔

خصوصیاتِ ترجمہ

1۔ اس ترجمہ میں ہم نے الفاظِ قرآن کی ترتیب کو حتی الامکان ملحوظ رکھا ہے اور مفہومِ قرآن کو عام فہم کرنے کے لئے سلیس اور سادہ زبان اختیار کی ہے۔

2۔ اس ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بعض مقامات پر مضمونِ آیت کی وضاحت یا کچھ شکوک وشبہات کے ازالے کے لئے ترجمہ کے دوران قوسین لگا کر دلائل شرعیہ اور تفاسیرِ معتبرہ کے مطابق مناسب الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام مضمونِ آیت کو سمجھ لیں اور ان کے ذہن الجھن سے محفوظ رہیں۔

3۔ پورے ترجمہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ ''اللہ'' اسمِ جلالت وارد ہوا، ہم

نے اس کے ترجمہ میں خدا کا لفظ نہیں لکھا۔ اگرچہ لفظ اللہ کا ترجمہ لفظِ خدا سے کرنا ناجائز نہیں تاہم یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ترجمہ الفاظ کی وضاحت کے لئے ہوتا ہے۔ جن الفاظ کا ترجمہ کیا جائے اور ترجمہ کے الفاظ ان سے زیادہ واضح نہ ہوں تو وضاحت نہ ہو سکے گی۔ اہل علم جانتے ہیں کہ تعریفات میں مُعرِّف کا مُعَرَّف سے اَعْرَف ہونا ضروری ہے ظاہر ہے کہ اسم جلالت ''لفظِ اللہ'' ''لفظِ خدا'' سے کہیں زیادہ اَعرف ہے۔ اس لئے لفظ ''خدا'' سے اس کا ترجمہ کرنا ترجمہ اور تعریف کا حق ادا نہیں کرتا۔

علاوہ ازیں اسمِ جلالت لفظ ''اللہ'' کے معنیٰ کی جامعیت لفظ ''خدا'' میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے ہم نے ترجمہ کرتے ہوئے لفظِ ''خدا'' کی بجائے لفظ ''اللہ'' ہی استعمال کیا، پھر یہ کہ ترجمہ پڑھنے والوں کی زبان سے بار بار لفظ اللہ کا ادا ہونا ان کے لئے کثرتِ ثواب اور زیادتِ برکت و سعادت کا موجب ہے۔ یہ فائدہ لفظِ خدا کے کثرتِ تلفظ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

4۔ ''رحمٰن'' و ''رحیم'' کا ترجمہ پورے قرآن مجید میں ہم نے ''نہایت رحمت والا'' اور ''بے حد رحم فرمانے والا'' سے کیا ہے۔ کیوں کہ اس ترجمہ کے لئے ہمارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر الفاظ یہی ہیں۔

5۔ اگرچہ ہم نے لفظ ''نبی'' کا ترجمہ ہر جگہ لفظِ نبی ہی کے ساتھ کیا ہے لیکن صرف ایک جگہ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۶۴ میں یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ کا ترجمہ کرتے ہوئے قوسین لگا کر لفظِ نبی کے حسبِ ذیل پورے معنیٰ لکھ دیئے ہیں۔
''اے (بلند رتبہ انسان مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والے) نبی'' یہ اس لئے کہ قارئین لفظِ نبی کے ترجمہ میں جہاں بھی لفظِ نبی پڑھیں تو سمجھ لیں کہ لفظ

نبی کے مرادی معنیٰ یہی ہیں جو محض اختصار کے پیشِ نظر ہر جگہ نہیں لکھے گئے۔ ''تحقیق لفظ النّبی'' کے عنوان سے ہم نے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے۔ ؎ جس میں علماء مفسرین و محدثین متکلمین ائمہ لغت کی تصریحات کے مطابق مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ لفظِ نبی کے مرقومہ بالا معنیٰ حق ہیں اور ساتھ ہی متعلقہ شکوک و شبہات کا ازالہ بھی تفصیل کے ساتھ کر دیا ہے۔

6۔ ہم نے لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جیسی تمام آیاتِ قرآنیہ کے ترجمہ میں لفظ اَرْض کا معنیٰ کرتے ہوئے ''زمین'' کی بجائے ''زمینوں'' کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات پیدا فرمائی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ ''اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں'' (سورۃ الطلاق، آیت ۱۲) ثابت ہوا کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔

لفظ ارض کو مفرد سمجھ کر یہ نہ کہا جائے کہ یہ واحد ہے اس لئے ''زمینوں'' کے لفظ سے اس کا ترجمہ صحیح نہیں۔ کیوں کہ لفظ ارض میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اسم جنس ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ ایسی جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں۔ قاموس میں ہے: اَلْاَرْضُ مُؤَنَّثَةٌ اِسْمُ جِنْسٍ اَوْ جَمْعٌ بِلَا وَاحِدٍ وَلَمْ يُسْمَعْ اَرْضَةٌ۔ یعنی ''لفظ ارض مؤنث اسم جنس ہے یا وہ ایسی جمع ہے جس کا کوئی واحد مسموع نہیں۔ (قاموس جلد ۲، صفحہ ۳۲۳)

چوں کہ اس کے مادہ سے اس کا مفرد مسموع نہیں اور کسی دوسرے مادے سے بھی

؎ شامل در مقالاتِ کاظمی سوم۔ جولائی ۱۹۹۱۔ بار دوم۔ مرتبہ حافظ نعمت علی چشتی سیالوی

کے مادہ سے اس کا مفرد مسموع نہیں اور کسی دوسرے مادے سے بھی کوئی لفظ اس کے مفرد کے لئے کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔ اس لیے اس کے اسم جمع ہونے کے باوجود مفرد کے لئے بھی یہی لفظ ارض استعمال کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ ''اور بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کے تابع ہے۔'' (البقرہ، آیت ۱۶۴)

اگر لفظ ارض کو اسم جمع کہا جائے تو ہمارے ترجمہ کی صحت بے غبار ہے اور اگر اسے اسم جنس قرار دیا جائے تب بھی زمینوں کے لفظ سے اس کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے کیوں کہ اسم جنس قلیل اور کثیر سب کو شامل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب آسمانوں اور سب زمینوں کا مالک ہے اور ان کے مابین ہر چیز اسی کی ملک ہے اس لیے ہم نے ''السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' اور اس جیسی آیات میں اپنے ترجمہ میں ''زمین'' کی بجائے ''زمینوں'' کا لفظ استعمال کیا۔

7۔ بعض آیاتِ قرآنیہ مثلاً: ''وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ'' اور ''وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ'' جن سے بظاہر علمِ الٰہی کی نفی مفہوم ہوتی ہے۔ حسبِ مناسبتِ مقام ہم نے ان کا ایسا ترجمہ کیا ہے جو مرادِ الٰہی کے مطابق نفی علم کی بجائے ظہورِ معلوم کی نفی کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: ''وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ۔'' اور (اے حبیب!) آپ ﷺ جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ ہم ظاہر (کر کے ممتاز) کر دیں ان لوگوں کو جو رسول کی پیروی کرتے ہیں۔'' (البقرہ آیت ۱۴۳)

''وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ''

''حالاں کہ ابھی اللہ نے تمہارے مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو (ان کے غیروں سے) ممتاز نہیں کیا۔'' (آل عمران، آیت ۱۴۲)

8۔ ایسی تمام آیات قرآنیہ جن میں لفظ ''قوم'' کسی نبی کی طرف مضاف ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ لفظ ''قوم'' سے نہیں کیا بلکہ حسب مناسبتِ مقام ایسے الفاظ سے کیا ہے جن سے مرادی معنیٰ واضح ہو جائیں۔ مثلاً: وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ۔ (البقرہ، آیت ۶۰)

چوں کہ یہاں قوم سے مراد اُن کی امت ہے اس لیے ہم نے ''قوم'' کا ترجمہ لفظ ''امت'' سے کیا ہے۔

بعض آیات میں لفظ ''قوم'' سے مراد رسول کا قبیلہ ہے جن لوگوں میں رسول مبعوث ہوا، جیسے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔

(سورۂ ابراہیم، آیت ۴)

اس آیت میں لفظ ''قوم'' سے مراد رسول کے قبیلے کے لوگ ہیں جن میں وہ رسول مبعوث ہوا۔ بعض مقامات پر لفظ ''قوم'' سے رسول کی دعوت و تبلیغ کے عام مخاطبین مراد ہیں۔ جیسے وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ۔ (عنکبوت، آیت ۱۶) کچھ مقامات پر لفظ ''قوم'' سے خاص وہ لوگ مراد ہیں جو رسول کے منکر مخاطبین ہیں۔ جیسے: يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ (اعراف: ۶۱) مفردات راغب میں ہے لفظ قوم کے اصل معنیٰ ''جماعة من الرجال'' ہیں۔ یعنی مردوں کی جماعت۔ اور قرآن مجید میں بالعموم لفظ ''قوم'' کے مفہوم میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں۔ یعنی لفظ ''قوم'' کا ترجمہ ہے۔ ''لوگوں کی جماعت''۔ قبیلہ ہو، امت ہو، عام مخاطبین ہوں یا خاص منکرین کا گروہ، بھی لفظ

''قوم'' کے مفہوم میں شامل ہیں۔ اس لحاظ سے ''قوم'' کا ترجمہ لفظ ''قوم'' سے کرنا بھی صحیح ہے لیکن لفظِ ''قوم'' چونکہ تمام مذکورہ معانی کو شامل ہے اس لیے ہم نے ''قوم'' کا ترجمہ ہر جگہ موقع کی مناسبت سے کیا ہے تا کہ مرادی معنیٰ واضح ہو جائیں۔

علاوہ ازیں ان آیات کے ترجمہ میں ''قوم'' سے متحدہ قومیت کے نو ایجاد نظریے کی طرف بھی ذہن بھٹک سکتا تھا اور یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ جب کفار و مشرکین انبیاء علیہم السلام کی قوم قرار پا سکتے ہیں تو ہندو اور مسلم ایک قوم کیوں نہیں ہو سکتے۔ اس ایہام و اشتباہ سے بچنے کے لیے لفظ ''قوم'' کا ترجمہ موقع محل کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب الفاظ سے کیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ متحدہ قومیت کا تصور نظریہ پاکستان سے متصادم ہی نہیں بلکہ پاکستان کی اساس کو منہدم کر دینے کے مترادف ہے لہٰذا نظریہ پاکستان کے دفاع اور مسلم قومیت کے تحفظ کی خاطر اس حقیقت کو ذہن نشین کرانا ضروری تھا۔

9۔ بکثرت آیاتِ قرآنیہ میں بعض انبیاء علیہم السلام کو لفظِ ''اَخ'' سے تعبیر فرما کر ان کے مشرک قبائل کی طرف ان کی اضافت فرمائی گئی ہے۔ مثلاً: وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا۔ (سورہ اعراف، آیت ٦٥)

اصل میں ''اخ'' اسی کو کہتے ہیں جو ولادت میں والدین کی طرف سے دوسرے کا شریک ہو یا دونوں میں سے ایک طرف سے یا رضاع میں کسی دوسرے کا شریک ہو۔ اس کے علاوہ قبیلہ یا دین یا صنعت وغیرہ میں ایک دوسرے کے شریک کو بطور استعارہ ''اخ'' یعنی بھائی کہا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک طرف سے یا رضاع میں

ان کے شریک نہ تھے صرف ان کے ہم قبیلہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور استعارہ ان کے مشرک قبائل کا انہیں ''اَخ'' فرمایا محض اس بات پر تنبیہ کے لیے کہ وہ ان پر ایسے مشفق تھے جیسے بھائی اپنے بھائی پر مشفق ہوتا ہے۔ ''اَخَا عَادٍ'' کے تحت امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔ وَقَوْلُهُ أَخَا عَادٍ سَمَّاهُ أَخًا تَنْبِيهًا عَلَىٰ إِشْفَاقِهِ عَلَيْهِمْ شَفَقَةَ الْأَخِ عَلَىٰ أَخِيهِ۔ (مفردات راغب صفحہ ١١)

انبیاء علیہم السلام کمالِ شفقت کی وجہ سے مشرک قبائل کے حق میں بھی قطعاً اس بات پر راضی نہ تھے کہ وہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا ہوں۔ وہ اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ ان کے قبائل ایمان لا کر جنتی ہو جائیں۔ ان آیات میں ''اَخَاهُمْ'' کا ترجمہ ''ان کے بھائی'' کے الفاظ سے کرنا لغت کے اعتبار سے غلط نہیں لیکن لفظ ''اَخ'' سے ان کے مشفق ہونے پر جو تنبیہ مقصود ہے وہ صریح الفاظ سے واضح نہیں ہوتی بلکہ حکمتِ استعارہ میں غلط فہمی کے باعث اس ترجمہ سے انبیاء علیہم السلام کے حق میں سوءِ ادب کا شائبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے اس کے علاوہ ''ان کے بھائی'' کے الفاظ سے ''اَخَاهُمْ'' کا ترجمہ حسبِ سابق اس وہم کا موجب بھی ہو سکتا ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنے مشرک قبائل کے بھائی قرار پائے تو ہندو اور مسلم بھائی بھائی کیوں نہیں ہو سکتے۔ اس وہم اور شبہ سے بچنے کے لئے ہم نے ان تمام آیات میں لفظِ ''اَخَاهُمْ'' کا ترجمہ ''ان کے مشفق ہم قبیلہ'' کے الفاظ سے کیا ہے تا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب و احترام کے خلاف کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو سکے اور جداگانہ مسلم قومیت کا تقدس بھی مجروح نہ ہونے پائے۔ نیز قرآنی الفاظ کے مرادی معنیٰ کی صریح الفاظ میں وضاحت بھی ہو جائے۔

10۔ قرآن مجید میں اگر ایک لفظ ذواتِ مختلفہ کے لئے مستعمل ہوا ہے تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس کے ایک ہی معنیٰ ہوں بلکہ وہ لفظ جس ذات کے لیے استعمال ہوا اس ذات کی مناسبت سے اس لفظ کے معنی مختلف مراد ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں موجو ہیں جیسے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کے معنیٰ صرف رحمت ہیں۔ فرشتوں کی صلوٰۃ سے استغفار مراد ہے اور مومنین کی صلوٰۃ سے مراد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ الخ کہنا ہے۔ اسی طرح لفظ ''ذنب'' کفار ومشرکین اور مومنین سب کے لیے قرآن مجید میں وارد ہے اور رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کے لئے بھی یہ لفظ وارد ہوا۔

لیکن کفار ومشرکین کا ذنب ایسی معصیت ہے جو دنیا میں قابلِ مغفرت ہے اور آخرت میں نہیں۔ مومنین کا ذنب بھی معصیت ہے مگر دنیا اور آخرت دونوں جہان میں قابلِ مغفرت ہے اور رسول اللہ ﷺ چوں کہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں معصوم ہیں اس لیے آپ کا ذنب سرے سے معصیت ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے کمالِ قربِ الٰہی کی وجہ سے اس کا ذنب ہونا محض صورۃً ہے اس سے مراد صرف خلافِ اَولیٰ امور ہیں اور ان کا خلاف اَولیٰ ہونا بھی بظاہر ہے درحقیقت وہ ''حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ'' سے بھی افضل واعلیٰ ہیں۔

بنابریں جن آیات میں لفظ ذنب کی اضافت رسول اللہ ﷺ کی طرف فرمائی گئی ہم نے ان کا ترجمہ ''(بظاہر) خلافِ اَولیٰ کام'' کے الفاظ سے کیا ہے۔

11۔ ''يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' اور اس قسم کی دوسری اکثر آیات میں ہم نے يَدْعُوْنَ کا ترجمہ جمہور مفسرین کی تصریح ''يَعْبُدُوْنَ'' کے مطابق

''عبادت'' سے کیا ہے۔ مخالف وموافق کتبِ تفاسیر کے بعض حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

ا:۔ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا۔ (النساء۔ آیت ۱۱۷) وَهُمْ اِنَّمَا يَعْبُدُوْنَ اِبْلِيْسَ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ۔ ''وہ دراصل صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں''۔ (ابن کثیر جلد ا، صفحہ ۵۵۶)

۲:۔ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (الانعام، آیت ۵۶، الاعراف، آیت ۳۷، ۱۹۴) تَدْعُوْنَ بِمَعْنٰى تَعْبُدُوْنَ۔ ''تَدْعُوْنَ کا معنی ہے تم عبادت کرتے ہو'' (قرطبی، جز ۶، صفحہ ۴۳۷، مظہری، جلد ۳، صفحہ ۵۰۰، قرطبی، جز ۷، صفحہ ۲۰۴، ۳۴۲) وَتَدْعُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْنَاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تَدْعُوْنَ کا معنیٰ ہے تَعْبُدُوْنَ (تم عبادت کرتے ہو)۔ (البحر المحیط، جلد ۴، صفحہ ۱۴۳)

۳۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ (الجن، آیت ۱۸) (فَلَا تَدْعُوْا) اَىْ فَلَا تَعْبُدُوْا فِيْهَا (مَعَ اللّٰهِ) غَيْرَهٗ۔ ''یعنی مسجدوں میں اللہ کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت نہ کرو''۔ (روح المعانی، پارہ ۲۹، صفحہ ۹۱، بیضاوی، جلد ۲، صفحہ ۴۰۳)

۴۔ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ۔ (الجن، آیت ۱۹) اَىْ يَعْبُدُهٗ ''یعنی يَدْعُوْهُ کا ترجمہ ہے يَعْبُدُهٗ (اس کی عبادت کرتا)''۔ (قرطبی، جلد ۱۰، صفحہ ۲۳، البحر المحیط، جلد ۸، صفحہ ۳۵۳، تفسیر کبیر، جلد ۸، صفحہ ۳۲۶)

۵۔ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۔ (الجن، آیت ۲۰) اَدْعُوْا اَىْ اَعْبُدُ۔ ''اَدْعُوْا یعنی (اَعْبُدُ) میں عبادت کرتا ہوں''۔

(روح المعانی، پارہ ۲۹، صفحہ ۹۳، البحر المحیط، جلد ۸، صفحہ ۳۵۳)

۶۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ الایہ۔ (الانعام، آیت ۱۰۸)

يَعْنِيْ لَا تَسُبُّوْا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَصْنَامَ الَّتِيْ يَعْبُدُهَا الْمُشْرِكُوْنَ

''یعنی اے ایمان والو! بتوں کو جن کی مشرک عبادت کرتے ہیں گالی نہ دو''۔

(خازن، جلد ۲، صفحہ ۴۳)

یہ معنی اس لیے اختیار کئے گئے کہ مشرکین اپنے بتوں کو معبود سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور ایسا پکارنا عبادت ہی ہے۔ ہر جگہ يَدْعُوْا کا ترجمہ اگر محض پکارنے کے لفظ سے کر دیا جائے تو یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ہر ندا اور خطاب عبادت ہے حالانکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ صحیح نہیں۔ مثلاً۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ (النور، آیت ۶۳) اور مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً۔ (البقرہ، آیت ۱۷۱) کہ یہاں ''دُعَاء'' اور ''نِدَاء'' دونوں میں سے کوئی بھی عبادت کے معنیٰ میں نہیں۔ اگر کسی کو محض ندا اور خطاب کرنا عبادت ہو تو نماز میں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ'' کے الفاظ کیوں کر شامل ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے کہ ایک نابینا کی بینائی واپس آنے کی حاجت پوری ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے دعا میں یہ الفاظ تلقین فرمائے: يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (ابن ماجہ، صفحہ ۱۰۰)

علیٰ ہذا ہجرت کے موقع پر صحابہ کرام کا مختلف گلی کوچوں میں متفرق ہو کر يَا مُحَمَّدُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کی ندا کرنا اور پکارنا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہجرت میں ہے: وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (جلد ۲، صفحہ ۴۱۹)

رہا یہ شبہ کہ حدیث شریف میں وارد ہے: ''اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ'' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دعا عبادت ہے، تو یہ شبہ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اس حدیث میں مومن کی وہ دعا مراد ہے جو کمالِ تضرع اور زاری وہ اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے اور اسی کمالِ تضرع وزاری کی بنا پر یہاں مبالغۃً حصر وارد ہوا ہے، یہ نہیں کہ ہر دعا عبادت ہے یا دعاء کے سوا کوئی اور عمل عبادت ہی نہیں۔ ابن قیم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ لفظ دعا عبادت کے معنیٰ میں منحصر نہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''اَلدُّعَاءُ نَوْعَانِ دُعَاءُ عِبَادَةٍ وَدُعَاءُ مَسْئَلَةٍ۔'' دعا کی دو قسمیں ہیں: ''دعاءِ عبادت'' اور ''دعاءِ مسئلہ'' (جلاء الافہام، صفحہ ۸۱، ایضاً۔ ۸۲)

''يَدْعُوْنَ'' سے متعلق تفصیل کے بعد ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' کے بارے میں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کی وہ سب آیات جن میں غیر اللہ کی اُلوہیت کی نفی اور ماسوی اللہ کی عبادت کی ممانعت ومذمت وارد ہے، یقیناً تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ کی اُلوہیت کی نفی اور ان کی عبادت کی مذمت وممانعت کی قطعی دلیلیں ہیں اور بے شک عقیدۂ توحید اصل دین ہے لیکن اُنہیں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' اور ''مِنْ دُوْنِهٖ'' کے مفہوم میں اس اعتبار سے شامل کرنا کہ وہ مطلقاً کسی تصرف یا حکم کے اہل نہیں، خواہ ان کا وہ تصرف اور وہ حکم باذن اللہ ہی کیوں نہ ہو، نصوصِ قرآنیہ کے خلاف ہے بلکہ اس اعتبار سے غیر اللہ کے کسی فرد کو بھی ان آیات کے مفہوم میں شامل کرنا درست نہیں۔ ایسی تمام آیات میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بِغَيْرِ اِذْنِ اللّٰهِ مراد ہے۔ مثلاً آیت: وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' کے تحت تفسیر مظہری میں فرمایا: اَیْ بِغَیْرِ اِذْنٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کی جانب سے اذن کے بغیر۔ (جلد، ۲، صفحہ: ۶۳) یعنی کسی کو ذاتی تصرف یا ذاتی حکم کا اہل ماننا اور بغیر اذنِ الٰہی کے اس کے حکم کو واجب العمل قرار دینا، گویا اسے اپنا رب بنالینا ہے اور اگر کسی کا حکم یا تصرف باذن اللہ ہو تو وہ ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' کے مفہوم میں شامل نہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ قرآن مجید میں وارد ہے: اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے جیسی صورت بناتا ہوں پھر میں اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اڑنے والی ہوجاتی ہے باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے اور میں شفایاب کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں جلاتا ہوں مردے باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے۔ (آلِ عمران، آیت ۴۹)

معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے تصرف کرنے یا ذاتی حکم کا کوئی اہل نہیں بلکہ بغیر اذنِ اللہ ایک تنکا بھی متحرک نہیں ہوسکتا اور ''باذن اللہ'' اللہ کے محبوبوں کے تصرف سے بے جان جسم میں جان بھی پڑسکتی ہے اور اذنِ الٰہی سے وہ مُردوں کو بھی جلا سکتے ہیں۔ یعنی ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' کوئی کچھ نہیں کرسکتا اور ''باذن اللہ'' بندہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اذن متعلق ہوجائے۔ اسی لئے مفسرین کے مطابق اظہارِ حقیقت کی غرض سے ہم نے اپنے ترجمہ میں قوسین لگا کر اس کی وضاحت کردی ہے تاکہ غلط فہمی کا شائبہ نہ رہے۔

۱۲:۔ بعض تراجم میں اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، مثلاً: وَمَا

جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ۔ (بنی اسرائیل، آیت: ۶۰) کا حسب ذیل ترجمہ کیا گیا: ''اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو اُن لوگوں کے لئے مؤجبِ گمراہی کردیا'' (ترجمہ مولانا تھانوی) اللہ تعالیٰ کے لئے تماشا دکھانے کے الفاظ عظمتِ اُلوہیت کے خلاف ہیں۔ ہم نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا: ''اور ہم نے نہ کیا وہ جلوہ جو آپ کو (شب معراج) دکھایا گیا تھا مگر آزمائش لوگوں کے لئے اور (اسی طرح) وہ درخت (بھی) جس پر قرآن میں لعنت کی گئی''۔

13۔ نیز بعض مترجمین نے آیتِ کریمہ: وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ (سورۂ تحریم، آیت ۱۲) کا انتہائی شرم ناک الفاظ میں حسب ذیل ترجمہ کیا: ''اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اس میں ایک اپنی طرف سے جان''۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی)

یہ غلط ہے کہ حضرت مریم کی شہوت کی جگہ میں جان پھونکی گئی کیوں کہ یہ بات نہایت شرم ناک اور حضرت مریم کی عزت وعظمت کے قطعاً خلاف ہے۔ حضرت جبریل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مریم کے چاک گریبان میں جان پھونکی۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۹۴، جلد ۴)

ہم نے اپنے ترجمہ میں شرم وحیا اور حضرت مریم کی عزت وعظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جمہور مفسرین کے مطابق صنعتِ استخدام سے کام لیا ہے۔ ناظرین کرام سے مخفی نہ رہے کہ صنعتِ استخدام یہ ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں، ایک معنی

اُس لفظ سے مراد لئے جائیں اور دوسرے معنیٰ اُس ضمیر سے مراد لئے جائیں جو اس کی طرف راجع ہے جس کی مثال جریر کا یہ مشہور شعر ہے:

اِذَا نَزَلَ السَّمَآءُ بِاَرْضِ قَوْمٍ
رَعَیْنَاهُ وَاِنْ كَانُوْا غِضَابًا

یعنی ''جب کسی قوم کی زمین میں بارش ہوتو ہم اس سے پیدا ہونے والے سبزہ کو چرالیتے ہیں اگرچہ وہ لوگ غضب ناک ہی کیوں نہ ہوں''

لفظ ''سماء'' کے دو مجازی معنیٰ ہیں، ایک ''بارش''، دوسرا ''بارش سے پیدا ہونے والا سبزہ'' شاعر نے لفظ ''سماء'' سے بارش مراد لی اور رعیناہ میں اس کی طرف راجع ہونے والی ضمیر منصوب سے بارش سے پیدا ہونے والا سبزہ مراد لیا۔ یہ صنعتِ استخدام ہے۔ اس کے مطابق ہم نے لفظ ''فرج'' سے اس کے مجازی معنیٰ عفت مراد لیے اور ''فِیْهِ'' میں اس کی طرف راجع ہونے والی ضمیر مجرور سے لفظِ ''فرج'' کے دوسرے مجازی معنیٰ چاک گریبان مراد لئے اور اجلّہ مفسرین کے مطابق حسبِ ذیل ترجمہ کیا: ''اور عمران کی بیٹی مریم (کی مثال بھی) جس نے اپنی عفت کی (ہر طرح) حفاظت کی تو ہم نے (بواسطہ جبریل اس کے) چاک گریبان میں اپنی (طرف کی) روح پھونک دی''

14۔ بعض تراجم میں انتہائی سوقیانہ اور غیر مہذب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ: عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۔ (سورہ قلم، آیت ۱۳) کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا: ''سخت مزاج ہو (اور) ان سب کے علاوہ حرام زادہ (بھی) ہو'' (ترجمہ مولانا تھانوی)۔ ہم نے اس آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''نہایت بدخُو ان سب کے بعد بداصل''۔

صرف یہی نہیں بلکہ یونس علیہ السلام کے بارے میں سورۂ انبیاء کی آیت ۸۷: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ کا ترجمہ حسبِ ذیل الفاظ میں کردیا: ''پھر وہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو'' (ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی) حالانکہ یہاں لفظ ''نَقْدِرَ'' قدرت کے معنیٰ میں نہیں بلکہ ''تنگی'' کے معنیٰ میں ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ کئی جگہ اسی معنیٰ تنگی میں وارد ہے۔ مثلاً: يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ۔ (سورہ شوریٰ آیت ۱۲) ''جس کے لئے چاہے (اللہ) رزق فراخ کردیتا ہے اور (جس کے لئے چاہے اس کے رزق کو) تنگ کردیتا ہے۔'' نیز (سورۂ طلاق کی آیت ۷) وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ ''اور جس پر اس کا رزق تنگ کردیا گیا'' امام راغب اصفہانی نے لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ کی تفسیر کرتے ہوئے مفردات میں فرمایا: اَیْ لَنْ نُّضَيِّقَ عَلَيْهِ۔ یعنی یونس علیہ السلام نے گمان کیا کہ ہم ان پر ہرگز تنگی نہ کریں گے۔ (مفردات صفحہ ۴۰۴)

ایک عام مسلمان بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہ پکڑ سکے گا چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے نبی یونس علیہ السلام یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ پکڑ سکے گا۔ اس میں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی ہے جس کا سمجھنا یا گمان کرنا نبی کی شان کے لائق نہیں ہوسکتا اسی لئے ہم نے اس آیت کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے: ''تو انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان پر ہرگز تنگی نہ کریں گے۔'' اسی طرح سورۂ نساء کی آیت ۱۴۲: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ کا ترجمہ اس طرح کیا گیا کہ: ''البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔'' (ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی) اللہ تعالیٰ کے لیے ''دغا دینے'' کے الفاظ خلافِ ادب ہیں۔ ہم نے بارگاہِ ربوبیت کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیت کریمہ کا ترجمہ

اس طرح کیا ہے: ''بے شک منافق (اپنے خیال میں) اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اس حال میں کہ اللہ ان کے دھوکے کی سزا انہیں دینے والا ہے۔''

بعض مترجمین نے سورۂ فاتحہ کی آخری آیت میں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں کیا: ''جو معتوب نہیں ہوئے۔'' (مولانا مودودی)

مغضوب کا ترجمہ ''معتوب'' کر کے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی معاذ اللہ ''مغضوب علیھم'' میں شامل کر دیا۔ بخاری و مسلم میں ہے: فَتَعَتَّبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ۔ ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عتاب کیا'' (بخاری، جلد ۱، صفحہ ۲۳، مسلم، جلد ۲ صفحہ ۲۶۹) اور حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا: عَاتَبَنِیْ فِیْهِ رَبِّیْ۔ ''عبداللہ ابن اُم مکتوم کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا۔'' (بغوی جلد ۷، صفحہ ۱۷۴، خازن جلد ۷ صفحہ ۱۷۴) ہم نے یہ ترجمہ حسبِ ذیل الفاظ میں کیا ہے: ''نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب ہوا۔''

عرض ناشر

ناظرین کرام! حضرت غزالی زماں قدس سرہ العزیز کے اس مضمون کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ سلسلۂ کلام ابھی ختم نہیں ہوا تھا اور حضرت نہ جانے مزید کتنی خصوصیات ترجمہ تحریر فرماتے اور علوم و معارف کے نہ معلوم کتنے راز ہائے سربستہ سے پردہ اٹھتا اور نہ جانے کتنے عق[illegible] کا شافی جواب ملتا لیکن وائے افسوس کہ حیات مستعار نے وفا نہ کی اور حضرت امام اہل سنت پورے عالم اسلام کو اشک بار اور تڑپتا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حکمت و عرفاں کا سورج وہ دور افق پہ ڈوب گیا
جانے کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گے

زیر نظر ترجمۃ القرآن ''البیان'' کی اشاعت میں تاخیر کا سب سے بڑا سبب حضرت کا سانحۂ ارتحال ہی ہے۔ آپ کے وصال سے خرمن دل پر جو بجلیاں گریں اور قلب و نظر کی دنیا جس طرح تہہ و بالا ہوئی اسے احاطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ مزید برآں حضرت کی رحلت کے بعد یک لخت جو بے شمار خاندانی ملکی، ملی اور مذہبی ذمہ داریاں فقیر پر آ پڑیں ان سے مجھ جیسے ناتواں کا عہدہ برآ ہونا ایک نہایت کٹھن اور صبر آزما مرحلہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے شاملِ حال ہونے سے تمام مراحل بحسن و خوبی طے ہوتے چلے گئے۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مندرجہ بالا مضمون میں مَغْضُوب اور مَعْتُوب کے فرق کی طرف جو اشارہ فرمایا ہے اس پر آپ نے سورۂ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر میں مفصل کلام فرمایا ہے جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور روح کو جلا ملتی ہے۔ پہلے پارے کی نہایت مفصل، ایمان افروز و فکر انگیز تفسیر کی کتابت کا کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز بہت جلد ہدیہ ناظرین کی جائے گی۔

یوں تو مزید خصوصیاتِ ترجمہ کی بھی نشان دہی کی جا سکتی تھی لیکن حضرت کی تحریر میں کسی اور تحریر کو شامل کرنا کمخواب میں ٹاٹ کا پیوند لگانے کے مترادف ہے اس لیے مندرجہ بالا مضمون بغیر کسی ترمیم و اضافے کے پیش خدمت ہے۔

آخر میں ناظرین کرام سے التماس ہے کہ فقیر راقم السطور کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے اور حضرت کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر ناکارہ سید مظہر سعید کاظمی۔

۳۔ جولائی ۱۹۸۷ء۔

فیوض الباری

تقریظ

حضرت امام المفسرین سید المحدثین استاذ العلماء رئیس الفضلاء
مولانا الحاج علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم۔ ملتان۔

فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری مؤلفہ علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر ''رضوان'' راقم الحروف کی نظر میں علوم و معارف کے بیش بہا جواہر کا خزینہ کمیاب ہے۔ جس کے مطالعہ سے فاضل مؤلف کا تبحر علمی، جودتِ طبع، ذکاتِ ذہن، فنی لیاقت اور دینی و مذہبی بصیرت آشکارا ہے۔

بخاری شریف کی ایک بلند پایہ شرح جن خوبیوں کی حامل ہو سکتی ہے وہ تمام خوبیاں ''فیوض الباری'' میں پائی جاتی ہیں۔ ہر حدیث کا لفظی ترجمہ، الفاظ حدیث کی لغوی تحقیق، مسائل و احکام مستنبطہ کی تفصیل، حدیث زیر بحث کے معنی میں آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و مذاہب کا بیان اور ان کے دلائل کی توضیح، پھر روشن دلیلوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی ترجیح، اس کے علاوہ بہترین علمی نکات خصوصاً دور حاضر کے اختلافی مسائل کا جامع اور مختصر بیان اور قوی دلائل سے اہل سنت کے مذہب کی تائید۔

شروع کتاب میں فاضل مؤلف نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں علم

حدیث کے متعلق نہایت ضروری اور مفید معلومات کو جمع کر دیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ابحاثِ متعلقہ میں سے کسی بحث کو نہیں چھوڑا گیا فاضل مؤلف نے خود اعتراف کیا ہے کہ: ''واضح ہو کہ ہم نے عوام کی سمجھ کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف مقدمۃ الکتاب کی مناسبت سے یہ ضروری باتیں لکھ دی ہیں۔ ورنہ یہاں بڑی علمی بحثیں ہیں جن کو مجبوراً ترک کرنا پڑ رہا ہے''۔

(مقدمۃ الکتاب فیض الباری صفحہ ۳۸)

تاہم اس میں شک نہیں کہ اکثر وبیشتر ضروری مباحث لے لئے گئے ہیں جن کے پیش نظر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس مقدمہ کی تالیف میں فاضل مؤلف نے انتہائی محنت وجانفشانی سے کام لیا ہے خصوصاً ''حجیتِ حدیث'' کی بحث فاضل مؤلف کے علمی تبحر کا بہترین شاہکار ہے۔ اکثر وبیشتر اردو تراجم میں جو کمزوریاں اور نقائص پائے جاتے ہیں۔ الحمد للہ ''فیض الباری'' کا دامن ان سے پاک ہے۔ اس کا مطالعہ صرف عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص اہل علم، طلباء اور مدرسین کے لئے بھی نہایت ہی مفید ہے۔

فاضل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا ہے اور ان کی یہ گراں مایہ تالیف اہل سنت پر ایسا احسان عظیم ہے جس کو ہماری آئندہ نسلیں بھی فراموش نہیں کر سکتیں۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مؤلف فیض الباری اپنی اس قابل قدر تالیف پر یقیناً شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ عظیم علمی کارنامہ ان کے استاذ معظم، مربی محترم، والد مکرم، امام العلماء قدوۃ الفضلاء، شیخ التفسیر والحدیث استاذ الاساتذہ حضرت علامہ الحاج مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب قادری دامت برکاتہم

العالیہ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ''فیض الباری'' فاضل مؤلف کے جدامجد سید العلماء الراسخین، وارثِ علوم احادیث سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، امام المفسرین مقدام المحدثین استاذ الکل مقتدائے اہل سنت حضرت قبلہ مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی نسبت وروحانیت کا بھی چمکتا ہوا نشان ہے۔ جسے دیکھ کر اہل بصیرت کو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے ''الولد سرّ لابیہ'' مولا تعالیٰ بطفیل نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ اس تالیف جلیل کو قبول عام عطا فرمائے اور فاضل مؤلف کو اس سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی۔ ملتان۔

۱۵ محرم الحرام۔ ۱۳۸۰ھ۔

(فیض الباری صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)

مقام سنت

تقریب

از: غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم وسابق شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔

تاریخ اسلام میں فتنہ انکار حدیث کا آغاز خوارج کے ظہور سے ہوا جسے معتزلہ کے دور میں خاصی تقویت پہنچی مگر ائمہ راسخین اور علمائے دین نے اپنی علمی اور روحانی قوتوں کو بروئے کار لا کر اسے روکا۔ اس کے بعد مادہ پرستی، الحاد اور لادینی کا دور آیا جس میں اسے دوبارہ سر اٹھانے کا موقع ملا، گویا فتنہءِ انکارِ حدیث کی دبی ہوئی چنگاری خرمن ایمان کو جلانے کے لئے بھڑک اٹھی جسے بجھانے کی کوشش کرنا ہر اہل علم مسلمان کا فرضِ اولین ہے۔ زیر نظر مقالہ اسی جدوجہد کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ فاضل جلیل مولانا مشتاق احمد صاحب گولڑوی (سابق شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان وسابق مفتی وشیخ الحدیث جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد) کا یہ مقالہ معاندین سنت اور منکرین حدیث کے سر پر گویا ضرب کلیم ہے۔ اس مقالہ میں بحث کے ہر پہلو کو دلائل وبراہین کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ منکرین ومعاندین کے تمام اعتراضات اور شکوک وشبہات کا پوری طرح

ازالہ کر دیا گیا ہے۔ اندازِ بیان دل کش اور دل نشین ہے۔ زبان نہایت سلیس اور دلائل انتہائی قوی ہیں، منکرین سنت کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں، بدعقیدگی کی بنا پر ان کی طرف سے چند اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں جو شکوکِ ضعیفہ واوہامِ رکیکہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ہیں۔

مادی اور لادینی طاقتوں کے سہارے یہ فتنہ ابھر رہا ہے لیکن جس طرح یہ نشاۃِ اولیٰ کے دور میں ناکام رہا، ان شاء اللہ اب بھی کامیاب نہ ہو سکے گا اور کتاب وسنت کی روشنی میں دین اسلام اور شریعت کا حسن وجمال ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

منکرینِ حدیث کے اہم ترین شکوک وشبہات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن کریم جامع اور مکمل کتاب ہے اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں

۲۔ احادیث کا مجموعہ عہد رسالت سے تقریباً دوڈھائی سال بعد میں جمع ہوا لہٰذا قابل اعتماد نہیں۔

۳۔ احادیث ظنّی ہیں اور اتباعِ ظن کی مذمت قرآن مجید میں وارد ہے۔ اس لئے وہ قابل اتباع نہیں۔

۴۔ اکثر احادیث قرآن کے خلاف ہیں، اس لئے قابل قبول نہیں۔

۵۔ احادیث میں تعارض ہے اس لئے وہ معتبر نہیں۔

جامع اور مختصر الفاظ میں نمبروار ان کا ازالہ ہدیہ ناظرین ہے۔

اول۔ بے شک قرآن جامع اور مکمل کتاب ہے مگر ہم اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس کی تفسیر وتوضیح کے محتاج ہیں۔ حدیث اس کی تفسیر وتوضیح ہے لہٰذا ہمیں اس کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ شبہ وارد کرنا درست نہیں کہ قرآن واضح اور مفصل ہے لہٰذا اس کی تفسیر وتوضیح کے لئے حدیث کی حاجت نہیں کیوں کہ قرآن پاک کا واضح اور مفصل ہونا حدیث نبوی اور بیانِ رسالت کی روشنی میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (کتاب وحکمت کا سکھانا نبی علیہ السلام کا کام ہے) تعلیم نبوی کے بغیر کتاب کا علم حاصل نہیں ہوسکتا، دوسری جگہ فرمایا: لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمودہ کتاب کا بیان رسول ﷺ کا کام ہے۔ ورنہ بتائیے کہ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ کا بیان اور اقامت صلوٰۃ کی تفصیل اور اسی طرح اداءِ زکوٰۃ کی توضیح قرآن کے الفاظ میں کہاں ہے؟ بیانِ رسول ﷺ کی روشنی میں پانچ نمازوں، ان کی رکعتوں کی تعداد اور مقادیر زکوٰۃ کا علم ہمیں حاصل ہوا۔

یہاں یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ سنت وحدیث کتاب اللہ کا معنیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ اَلْقُرْآنُ اِسْمٌ لِلنَّظْمِ وَالْمَعْنٰى جَمِيْعًا۔ (لفظ اور معنیٰ دونوں کا مجموعہ قرآن ہے) ثابت ہوا کہ سنتِ نبوی اور حدیثِ رسول عین قرآن ہے جس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ رہا یہ شبہ کہ قرآن قطعی ہے اور حدیث ظنی اگر حدیث کو قرآن کا معنیٰ قرار دے کر اسے عین قرآن کہا جائے تو قرآن بھی ظنی ہوگا، ہرگز قابل اعتناء نہیں کیوں کہ ہم نے جس سنت اور حدیث کو عین قرآن قرار دیا ہے وہ سنت متواترہ ہے اور حدیثِ متواتر قطعی ہے۔ جیسے نمازوں کے پانچ ہونے کی حدیثیں اور تعداد رکعات کی روایات، ارکانِ صلوٰۃ ومقادیر زکوٰۃ کے بیان میں قطعی اور متواتر احادیث یقیناً عین قرآن کے حکم میں ہیں جن کا انکار الفاظِ قرآن کے انکار کی طرح کفر ہے۔

باقی رہیں وہ احادیث جو اخبارِ آحاد ہیں تو اگرچہ وہ عین قرآن نہیں مگر متعلقاتِ قرآن سے ضرور ہیں، اس قسم کے ظنیات الفاظ قرآن کے متعلقات میں بھی پائے جاتے ہیں تمام قراءاتِ آحاد اسی قبیل سے ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ اسی طرح ان احادیثِ آحاد کا انکار بھی شرعاً ممکن نہیں جو باعتبار معنیٰ متعلقاتِ قرآن سے ہیں۔ اسی بناء پر اَدلہ شرعیہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ قطعي الثبوت قطعي الدلالة

۲۔ قطعي الثبوت ظني الدلالة

۳۔ ظني الثبوت ظني الدلالة

۴۔ ظني الثبوت قطعي الدلالة

پہلی قسم کی مثال جیسے: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ کہ اس کا ثبوت اور دلالت دونوں قطعی ہیں اور دوسری قسم جیسے يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ کہ یہاں لفظ قُرُوْء منقول متواتر ہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت ہے مگر حیض یا طہر پر اس کی دلالت ظنی ہے اور لفظ قُلَّة کے معانی متعددہ میں سے کسی ایک معنیٰ پر اس کی دلالت بھی ظنی ہے۔

چوتھی قسم کی مثال حدیث لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ہے کہ خبر واحد ہونے کی وجہ سے اس کا ثبوت ظنی ہے مگر اپنے معنیٰ پر اس کی دلالت قطعی ہے، ثابت ہوا کہ ظنیت کو مطلقاً قرآن کے منافی قرار دینا درست نہیں۔

دوم۔

دوسرے شبہ کا ازالہ، کسی بات کا محفوظ رہنا ضبطِ کتابت پر منحصر نہیں ضبطِ صدر بھی حفاظت کے لئے کافی ہے بلکہ ان دونوں میں اصل ضبطِ صدر ہی ہے،

یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے نسخوں میں کتابت کی غلطی بذریعہ حفاظ نکالی جاتی ہے۔

اسانیدِ صحیحہ کے ساتھ احادیثِ نبویہ عہدِ صحابہ سے لے کر تدوین حدیث کے دور تک محدثین کے سینوں میں محفوظ رہیں، اسناد امت محمدیہ کا خاصہ ہے اُمم سابقہ میں سے کوئی امت ایسی نہیں پائی گئی جس نے اپنے نبی کی کسی بات کو سند متصل کے ساتھ نقل کیا ہو جس کی حکمت یہ ہے کہ شریعت محمدیہ آخری شریعت ہے اس لئے قیامت تک نبی آخر الزماں ﷺ کی سنت کریمہ اور سیرتِ طیبہ کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر قرآن کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ راویانِ حدیث کے جملہ احوال کو محدثین نے ضبط کیا، علم اسماء الرجال کی وسعتِ بے پایاں کو ملاحظہ فرمائیں جس کی روشنی میں جھوٹ اور سچ دن اور رات کی طرح نمایاں ہو گیا۔

عہدِ رسالت سے لے کر مصنفینِ کتبِ حدیث تک کوئی دور ایسا نہیں جس میں ضبط اور تدوین مفقود ہو، یہ تسلسل اور اتصال اس شبہ کا استیصال کرنے کے لئے کافی ہے۔

نفس کتابتِ حدیث عہد نبوت سے لے کر آخر تک ثابت ہے البتہ موجودہ کتب کی صورت میں احادیث کی نشر و اشاعت میں تاخیر ہوئی مگر اس سے احادیث کے ثبوت میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا ورنہ عہد عثمانی تک جمع قرآن کی تاخیر بھی اس قسم کے شبہات کی بنیاد بن سکتی ہے۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْکَرِیْم)

سوم۔

تیسرے شبہ کے ازالہ میں گزارش ہے کہ تمام احادیث ظنی نہیں بلکہ

احادیث متواترہ، عام ازیں کہ ان کا تواتر لفظی ہو یا معنوی، بہر صورت قطعی ہیں۔ ہاں! اخبارِ آحاد ظنی ہیں مگر ان کی ظنیت موجبِ ردّ نہیں۔ منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ظن کی اتباع سے روکا ہے اور اسے مذموم قرار دیا ہے لہٰذا اخبارِ آحاد کی اتباع جائز نہیں دجل و فریب ہے۔

قرآن نے تین قسم کے ظن کی مذمت فرمائی ہے۔ ایک وہ جو سوء پر مبنی ہو جسے سوءِ ظن کہتے ہیں، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ سے یہی مراد ہے۔ دوسرے ظنِ جاہلیت سے روکا ہے۔ تیسرے وہ ظن جو حق کے مقابل اور اس کے خلاف ہو۔ اس کے متعلق فرمایا: اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا۔ یہ وہی ظن ہے جو حق کے مقابل ہو اور دلیل قطعی اس کے خلاف پر پائی جائے، ایسا ظن واقعی مردود ہے۔ مثلاً کوئی خبر واحد آیت قرآنیہ کے صریح خلاف پائی جائے تو وہ یقیناً واجب الردّ ہے۔ لیکن ہمارا کلام تو ان اخبارِ آحاد میں ہے جو کسی آیت یا حدیث متواتر کے خلاف نہ ہوں بلکہ قرآن کی تفسیر و توضیح کرتی ہوں، ان کی اتباع کو مذموم کہنا خود مذموم ہے۔

اخبارِ آحاد اور دلیل ظنی کو خود قرآن نے معتبر مانا ہے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا۔ ''زلیخا کے اہل سے ایک گواہ نے (یوسف علیہ السلام کی برأت پر) گواہی دی۔'' یہاں صرف ایک گواہ کی گواہی کا ذکر ہے۔ سورۃ القصص میں ہے: وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى۔ ''ایک آدمی شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا'' اس نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ لوگ آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کی خبر پر اعتماد کیا اور وہاں سے چلے گئے۔

نیز قرآن مجید میں فرمایا: اِسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ الآیۃ۔ یعنی صرف دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانے کا حکم دیا، زنا پر چار گواہ طلب کئے اور فرمایا: اَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ۔ ظاہر ہے کہ تواتر کے بغیر قطعیت پیدا نہیں ہوتی دو گواہ ہوں یا چار بہر حال ان کی بات ظنی ہوگی مگر قرآن نے اسے ثبوت کے طور پر تسلیم کیا، معلوم ہوا کہ اخبارِ آحاد اور دلائل ظنیہ کو مطلقاً ناقابل قبول کہنا قرآن کی روشنی میں قطعاً غلط ہے۔

چہارم۔

چوتھے شبہ کے بارے میں عرض ہے کہ جو حدیثیں فی الواقع صحیح اور ثابت ہیں ان میں درحقیقت کوئی تعارض نہیں پایا جاتا۔ بظاہر کسی کو تعارض نظر آئے تو وہ فہم ناظر پر مبنی ہے، اس قسم کا تعارض ملحدین نے آیاتِ قرآنیہ میں بھی پیدا کر دیا جس کی کوئی حقیقت نہیں، اسی طرح احادیثِ صحیحہ ثابتہ کا ظاہری تعارض بھی بے حقیقت ہے۔

پنجم۔

پانچواں شبہ کہ اکثر احادیث قرآن کے خلاف ہیں، پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا، اس شبہ کی بنیاد منکرین کا یہ خیال ہے کہ جو بات قرآن میں صراحۃً مذکور نہ ہو اور حدیث میں آجائے تو وہ خلافِ قرآن ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، صلوات خمسہ، تعدادِ رکعات، مقادیر زکوٰۃ اور بے شمار تفصیلات قرآن میں صراحۃً مذکور نہیں، جن احادیث میں وہ تفصیلات مذکور ہیں، کیا انہیں خلافِ قرآن کہا جائے گا اور اگر بالفرض کوئی احمق انہیں خلافِ قرآن کہتا ہے تو وہ اقامۃِ صلوٰۃ اور اداءِ زکوٰۃ کا فریضہ کس طرح ادا کرے گا؟

معلوم ہوا کہ خلاف قرآن کے یہ معنیٰ غلط ہیں بلکہ وہ باتیں خلاف قرآن ہوں گی جو قرآن کے کسی حکم کی نفی کرتی ہوں، یعنی قرآن میں کسی بات کا ثبوت ہو اور حدیث میں اس کی نفی پائے جائے یا قرآن میں کسی بات کی نفی ہو اور حدیث میں اس کا ثبوت وارد ہو تو یقیناً وہ حدیث قرآن کے خلاف ہوگی مگر احکام قرآن کی تشریح جن احادیث میں وارد ہوئی انہیں کسی طرح بھی خلافِ قرآن قرار نہیں دیا جاسکتا، مثلاً شادی شدہ آزاد مسلمان مرد وعورت کے لئے زنا کی سزا سنگسار کرنا قرآن مجید میں صراحۃً مذکور نہیں، احادیث میں وارد ہے، منکرین اسے خلافِ قرآن قرار دیتے ہیں۔

ہم بار بار عرض چکے ہیں کہ ارشاداتِ قرآنیہ میں مراد الٰہی کا بیان منصبِ رسالت ہے يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ و دیگر آیات روزِ روشن کی طرح اس حقیقت کو واضح کررہی ہیں۔ بنظر انصاف دیکھا جائے تو رجم کا مسئلہ بالکل اسی نوعیت کا ہے، سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی بدفعلی پر چار گواہ بنالو اور انہیں گھروں میں مقید رکھو حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا۔ یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ پیدا کردے۔

معلوم ہوا کہ اس آیتِ کریمہ کے نزول تک زنا کی کوئی حد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر نہیں ہوئی تھی۔ البتہ اشارۃً اس کا ذکر کردیا گیا تھا اور وہ اشارہ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا میں مذکور ہے جس کی وضاحت غیر شادی شدہ کے حق میں سورۂ نور کی آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ میں فرمادی گئی اور شادی شدہ زانی وزانیہ کی سزا سورۃ المائدہ میں توراۃ

کے حکمِ رجم کو قرآنی شریعت میں شامل فرما کر کردی گئی اور ارشاد فرمایا: وَ كَيۡفَ
يُحَكِّمُوۡنَكَ وَعِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ۔ اس آیت مبارکہ میں حکم اللہ
سے مراد شادی شدہ عورتوں کا رجم ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ کے عمل مبارک
سے اس کا قطعی ثبوت موجود ہے۔ توراۃ کے بعض دیگر احکامات کو بھی شریعتِ
محمدی میں شامل فرمایا گیا جیسا کہ اسی سورۂ مائدہ میں ہے: وَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ
فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ۔ الایۃ۔ جس طرح تورات کا یہ
حکمِ قصاص شریعتِ محمدی کا حکم قرار دیا گیا بالکل اسی طرح تورات کا حکم رجم بھی
شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے احکام میں شامل ہو گیا اور یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے
آ گئی کہ سورۃ النور کی آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيۡ میں قطعاً غیر شادی شدہ زانی اور
زانیہ کی سزائیں مراد ہیں۔

منکرین حدیث یہاں ایک ضعیف شبہ وارد کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ
ہے اللہ تعالیٰ نے زانیہ باندی کی سزا زانیہ محصنہ کی سزا کی نسبت نصف قرار دی
ہے، سورۃ النساء میں فرمایا: فَاِنۡ اَتَيۡنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيۡهِنَّ نِصۡفُ مَا عَلَى
الۡمُحۡصَنٰتِ مِنَ الۡعَذَابِ۔ محصنات کے معنیٰ ہیں شادی شدہ عورتیں ایسی
صورت میں اگر شادی شدہ زانیہ کی سزا رجم ہو تو باندی کی سزا محصنات کی سزا کا
نصف نہیں ہوسکتی کیوں کہ رجم کی تنصیف ناممکن ہے۔ اس لئے محصنات کی سزا سو
کوڑے ہی ہوسکتے ہیں جن کا نصف پچاس کوڑے زانیہ باندی کو مارے جائیں
گے۔ حیرت ہے کہ منکرین حدیث نے نِصۡفُ مَا عَلَى الۡمُحۡصَنٰتِ میں
محصنات کے معنیٰ شادی شدہ عورتیں سمجھ لئے۔

منکرینِ حدیث کا یہ شبہ حیرت انگیز ہے، کاش وہ اس آیت کے ابتدائی

حصہ کو دیکھ لیتے تو انہیں قرآن میں اس تحریفِ معنوی کی جرأت نہ ہوتی۔ اس
آیت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ مِنۡكُمۡ طَوۡلًا اَنۡ
يَّنۡكِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ فَتَيٰتِكُمُ
الۡمُؤۡمِنٰتِ۔ یعنی تم میں سے جو شخص (غیر مملوکہ) آزاد ایمان والی عورتوں سے
شادی نہ کرسکتا ہو تو وہ ایمان والی مملوکہ باندیوں سے نکاح کرسکتا ہے۔ یہاں
محصنات کو فتیات مملوکات کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے، ایسی صورت میں
محصنات سے مراد قطعاً غیر شادی شدہ آزاد عورتیں ہیں جو کسی کی مملوکہ نہ ہوں نہ وہ
کسی کی منکوحہ ہوں کیوں کہ منکوحہ غیر سے نکاح حرام ہے۔

ظاہر ہے کہ کنواری آزاد عورت اگر زنا کرے تو اس کی سزا رجم نہیں بلکہ سو کوڑے
ہیں، اس کی نصف یعنی پچاس کوڑے باندیوں کی سزا مقرر ہوتی، منکرین حدیث
نے ہر جگہ محصنات کے معنیٰ شادی شدہ عورتیں سمجھ رکھے ہیں، یہ ان کی لاعلمی اور
غلط فہمی ہے، دراصل محصنات کے معنیٰ ہیں وہ عورتیں جو حصار میں ہوں، حصار
تین ہیں۔ اسلام، حریت اور نکاح۔ قرآن مجید میں محصنات کا لفظ منکوحہ عورتوں
کے لئے بھی وارد ہے جیسے: وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ
اَيۡمَانُكُمۡ۔ یہاں اَلۡمُحۡصَنٰتُ سے منکوحات مراد ہیں لیکن منکرینِ حدیث کی
پیش کردہ اس آیت سے شادی شدہ عورتیں مراد نہیں بلکہ مسلمان کنواری آزاد
عورتیں مراد ہیں جو نکاح کے حصار میں نہیں بلکہ اسلام اور حریت کے حصار میں
ہونے کی وجہ سے محصنات قرار پائیں جیسا کہ اس آیت کے ابتدائی حصہ سے
وَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ مِنۡكُمۡ طَوۡلًا اَنۡ يَّنۡكِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ کے الفاظ نقل کرچکے
ہیں کہ یہاں محصنات سے کنواری آزاد عورتیں مراد ہیں اسی طرح حلال عورتوں

کے بیان میں سورۃ المائدہ کی آیت ہے: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یہاں بھی المحصنات سے دونوں جگہ غیر شادی شدہ عورتیں مراد ہیں کیوں کہ منکوحہ سے نکاح حرام ہے۔

واضح ہو کہ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ سے مراد آزاد کنواری عورتوں کی سزا ہے اور وہ سو کوڑے ہی ہے جس کا نصف پچاس کوڑے باندیوں کی سزا مقرر کی گئی۔ ''وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ''۔

منکرینِ حدیث کا رجم کو خلافِ قرآن قرار دینا ایک مغالطہ تھا جو اس بیان سے دور ہو گیا۔

ہر منصف مزاج اہل علم اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید کے احکام کی وضاحت احادیث سے ہی مل سکتی ہے۔ یہ لوگ تاریخی واقعات کو تسلیم کر لیتے ہیں حالاں کہ وہ معتبر اور متصل اسانید سے منقول نہیں ہوتے لیکن احادیثِ نبویہ کو نہیں مانتے جب کہ ان کی اسانید معتبرہ متصلہ سب کے سامنے موجود ہیں۔ رجم کی احادیث تو اس قدر مشہور و معروف ہیں کہ تاریخی نقطہ نظر سے بھی ان کا انکار ناممکن ہے، عہدِ رسالت اور عہدِ خلافت راشدہ میں رجم پر عمل ہوا، اسلامی حکومتوں کا کوئی دور ایسا نہیں جس میں رجم کو متروک قرار دیا گیا ہو اور ان کا ثبوت شہرت و تواتر سے ہم تک پہنچا قرآن میں اصل حکم موجود ہے، البتہ اس کی وضاحت حدیث اور سنتِ نبوی میں پائی گئی، اسی صورت میں ان احادیث کو خلافِ قرآن قرار دینا دین متین اور شریعت محمدیہ کو مسخ کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے بچائے اور اپنے دین کو دشمنانِ دین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

الفقیر السید احمد سعید الکاظمی غفرلہ۔

۸ فروری ۱۹۷۷ء۔

(مقامِ سنت ۱۷۔ ۳۰۔ از علامہ مشتاق احمد چشتی

ناشر:۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ انوار العلوم نیو ملتان

زیر اہتمام۔ قاری عبد العزیز سعیدی۔

سال طباعت:۔ رمضان ۱۴۲۸ھ، اکتوبر ۲۰۰۷ء

طبع اول از مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

زیر اہتمام۔ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ لاہور

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

نوٹ: استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ حافظ مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۱ء۔ ۲۰۱۴ء) حضرت غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے آپ سے جامعہ انوار العلوم ملتان میں اور جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں حدیث پڑھی۔ ابتداءً کچھ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف، دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اور ۳۴ سال تک جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان میں حدیث پڑھائی۔ اور زندگی کے آخری گیارہ سال جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں بطور مفتی و شیخ الحدیث خدمات انجام دیں۔

۲۲ اپریل ۲۰۱۴ء میں آپ نے انتقال فرمایا اور گولڑہ شریف کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ مقام سنت اور تاریخ تفسیر و مفسرین بنام علم تفسیر و مفسرین آپ کی مشہور مطبوعہ کتابیں ہیں۔

منصبِ رسالت

تقریظ

غزالیٔ زماں، رازی دوراں حضرت علامہ السید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

دامت برکاتہم القدسیہ۔ مرکزی صدر جماعت اہل سنت پاکستان۔

کتاب ''منصبِ رسالت'' اپنی ظاہری وباطنی خوبیوں وحسن متانت کے لحاظ سے انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ فاضل محترم علامہ منصب علی شرقپوری نے کتاب ہذا کو بڑی عرق ریزی سے حقائق ودقائق سے مرصع ومزین کردیا ہے۔ نیز فاضل محترم نے اس قدر تحقیقی مواد کو دریا درکوزہ کردیا ہے جوان کے مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دلی دعا ہے کہ منعم حقیقی موصوف کو زیادہ سے زیادہ توفیقِ تبلیغ عطا فرمائے۔ اور علم وعمل میں ترقی فرمائے۔ آمین۔ (محررہ ۱۹۸۴ء)

''منصبِ رسالت''

از علامہ منصب علی شرق پوری مجددی

صدر مدرس دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ

بارِ اول: ۱۹۸۵ء۔

بدر الکبریٰ

تقریظ

رئیس المحدثین یادگار اسلاف غزالی زماں رازی دوراں شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور ومہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

محترم مولانا محمد صدیق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اہل علم حضرات میں سنجیدہ پاکیزہ ذی استعداد عالم دین ہیں۔ انہوں نے جہاد کے موضوع پر خاصی مبسوط کتاب تالیف فرمائی ہے بعض بعض مقامات کو دیکھا۔ موجودہ حالات میں یہ کتاب ان شاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو ان کے اسلاف کرام کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرایا جائے اور جہاد کی فضیلت اور ضرورت ان کے ذہن نشین کرائی جائے۔ فقیر کی ناقص رائے میں اس مقصد کے لئے یہ کتاب ممد اور معاون ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس تالیف کو قبول عام کے شرف سے نوازے۔ سید احمد سعید کاظمی۔

۲۱ شعبان المعظم، ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۲، اکتوبر ۱۹۷۱ء

''بدر الکبریٰ'' نمبر ۵۔ از علامہ محمد صدیق نقش بندی رضوی ملتانی۔ خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ۔ اقبال نگر۔ ابتدائی دوصفحات موجود نہ تھے۔ بعد میں بدر الکبریٰ از محمد صدیق نقش بندی ملتانی کا دوسرا نسخہ ملا۔ ناشر مکتبہ دستگیر یہ ظہور یہ جامع مسجد

غوثیہ (فوارے والی) مصطفیٰ آباد لاہور۔ سالِ طباعت ندارد۔ شاید یہ دوسرا ایڈیشن ہو۔ علامہ محمد صدیق ملتانی صاحب آج کل فیصل آباد میں مقیم ہیں۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ خطبات صدیقیہ اور کنز العلوم مشہور کتب ہیں۔ (صفدر)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فتاویٰ نوریہ

تقریظِ سعید

الحمدلله الذی نور الآفاق والاقطار واستنار بنوره عالم الانوار، والصلوٰة والسلام علیٰ حبیبه سید الابرار، نور الانوار، محمدن المختار وآله وصحبه الاخیار، وبعد فیقول العبد الفقیر الی المولی القدیر، احمد سعید الکاظمی الحقیر، قد طالعت من بعض المقامات "الفتاوی النوریة" لاعظم الفقهاء الحبر العلامة فضیلة الشیخ الحاج استاذ العلماء مولانا ابی الخیر محمد نور الله النعیمی القادری لازالت شموس علومه بازغة واقمار فیوضه طالعة فوجدتها مزینة بالجزئیات الفقهیة مؤیدة بالدلائل القویة موشحة بالعبارات الانیقة۔ فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمین جزاء حسنا موافیا لنعمه مکافیا لفضله وامتعنا بطول بقائه بمنه وکرمه نمقت الکلمات ارتجالا کما طالعت الکتاب استعجالا وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه وآله وصحبه وامناء دینه وعلماء شریعته اجمعین۔

وانا الفقیر المدعو باحمد سعید الکاظمی

غفرله ولوالدیه المولی القوی۔ (جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

ترجمہ تقریظ سعید

سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے زمین وآسمان کے اطراف واکناف کو منور فرمایا ہے۔ اور جس کے نور سے عالمِ انوار مستنیر اور روشن ہوا اور اس کے حبیب خاص جو نیکوں کے سردار، منبع انوار اور محمد مختار ہیں اور ان کی آل وبرگزیدہ اصحاب پر تمام رحمتیں اور سلامتی نازل ہو۔

حمد وصلوۃ کے بعد قدرت والے مولا کا عاجز ومحتاج بندہ احمد سعید کاظمی کہتا ہے کہ تمام فقہاء سے عظیم تر بہت زیادہ علم والے عالم پیشوا استاذ العلماء الحاج مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری ان کے علوم کے سورج ہمیشہ چمکتے رہیں اور فیوض کے چاند ہمیشہ طلوع رہیں میں نے فتاویٰ نوریہ کے بعض مقامات کا اچھی طرح مطالعہ کیا تو اسے جزئیات فقہیہ سے مزین، مضبوط دلائل کے ساتھ مؤید اور نفیسِ عبارات سے آراستہ پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے ایسی بہترین جزا عطا فرمائے جو اس کی نعمتوں اور فضل کے برابر اور مساوی ہو۔ اور اپنے کرم اور احسان سے ان کی درازیِ حیات کے ساتھ ہمیں نفع عطا فرمائے میں نے یہ کلمات وسطور جلدی میں لکھی ہیں جیسے اس کتاب کا جلدی میں مطالعہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب خاص پر اور آپ کی آل پر آپ کے اصحاب آپ کے دین کے امانت داروں۔ اور آپ کی شریعت کے تمام علماء پر رحمتیں بھیجے۔

فقیر احمد سعید کاظمی

اسے اور اس کے والدین کو قوت والا مولا اپنی مغفرت سے نوازے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حنفی پاکٹ بک

تقریظ: سید المعلمین امام المناظرین حضرت قبلہ علامہ مولانا

سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم۔ ملتان شہر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم۔

عزیز محترم جناب میاں فتح محمد صاحب حنفی قادری سلمہ اللہ تعالیٰ کی مرتبہ ''حنفی پاکٹ بک'' کا یہ حصہ اول فقیر نے بالاستیعاب دیکھا۔ نہایت سلیس، عام فہم اور محققانہ طور پر مسائل ودلائل کو تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی یہ محنت قبول فرمائے اور اس تالیف کو اہل سنت کے لئے موجب طمانیت قلب اور مخالفین کے لئے باعث رجوع الی الحق کرے اور مرتب موصوف کے علم وعمل میں برکت فرمائے اور اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر

۸۔ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ، یوم چہار شنبہ، مطابق ۴ ستمبر ۱۹۵۷ء

المسائل الواضحہ بالبراھین القاطعہ المسمی بہ حنفی پاکٹ بک حصہ اول۔ کل صفحات ۲۵۶

مرتبہ:۔ فتح محمد حنفی قادری جلال پور پیروالا۔ سالِ اشاعت ندارد

ناشر:۔ انجمن حزب الاحناف جلال پور پیروالا ضلع ملتان

قرأۃ فاتحہ اور مقتدی

تقریظ

سید المفسرین امام المحدثین غزالیٔ دوراں شیخ الاسلام امام اہل سنت

قطبِ وقت حضرت علامہ قبلہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

دامت برکاتہم العالیہ۔ ملتان شریف۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدا ومصلیا ومسلما!

زیر نظر رسالہ مولانا محمد طفیل سلمہ نے حسن وخوبی کے ساتھ تالیف کیا ہے۔

اگرچہ مختصر ہے مگر طالبِ حق کے لئے کافی ہے۔ متعصب کے لئے ضخیم دفتر بھی سود مند نہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو قبول عام عطا کرے۔ آمین۔ سید احمد سعید کاظمی

(قرأۃ فاتحہ اور مقتدی صفحہ:۶، از محمد طفیل سعیدی۔ سال تالیف واشاعت ندارد)

پس منظر

راقم الحروف پر سرکار کی بے پناہ شفقت تھی ایک رسالہ مسمی ''بہ قرأت فاتحہ اور مقتدی''، فقیر نے لکھا ان دنوں محقق اہل سنت مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد اقبال صاحب سعیدی مدظلہ جلال پور پیروالا مدرسہ دار القرآن میں بحیثیت صدر مدرس متعین تھے (حال استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان) فقیر کو اپنا چھوٹا بھائی فرماتے تھے یہ ان کی خصوصی شفقت تھی ورنہ میری کیا بساط۔ بہرحال انہوں نے رسالے کی تصنیف میں میرے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا اور پوری لائبریری میرے سپرد کردی حوالے وغیرہ اکٹھے کرکے وہ کاپی

حضور غزالی زماں کی بارگاہ میں لے گیا اور عرض کی حضور اس پر نظر ثانی فرما کر تقریظ سے سرفراز فرمائیں۔ فرمایا! مولانا (یہ حضور غزالی زماں کا تکیہ کلام تھا ہر طالب علم کو مولانا فرماتے تھے) میں اس وقت بے حد مصروف ہوں رات کا کافی حصہ ترجمہ قرآن کے لئے جاگنا پڑتا ہے صبح مدرسہ کے علاوہ دیگر تنظیمی امور کی انجام دہی میں کافی تھک جاتا ہوں ویسے بھی بیمار آدمی ہوں ان شاء اللہ کسی وقت جب تھوڑی سی فرصت ہوگی تو نظر ثانی کرلوں گا سردست آپ یہ کاپی لے جائیں۔ میں قدم بوس ہوکر جب واپس ہوا تو مایوسی کی سی کیفیت تھی تھکے تھکے قدموں گھر پہنچا ابھی پندرہ بیس دن مشکل سے ہوئے ہوں گے سرکار مرشد کریم جلال پور پیروالا کسی مرید کی دعوت پر تشریف لے جارہے تھے میں ان دنوں نوری جامع مسجد شجاع آباد میں مجاہد اہل سنت حضرت قبلہ علامہ اظہر صاحب مدظلّہ العالیہ کے زیر سایہ رہتا تھا حضرت جب نوری مسجد کے گیٹ کے قریب آئے تو کار رکوائی اور فرمایا بھائی ہمارے ایک مولانا یہاں رہتے ہیں مولانا طفیل صاحب ان کو بلاؤ، مجھے اطلاع ملی تو والہانہ انداز میں دوڑتا ہوا حاضر ہوگیا۔ بعد سلام فرمایا آپ ایک کاپی میرے پاس ملتان لائے تھے، میں نے عرض کی حضور وہ کاپی ہے فرمایا جلدی سے لے آؤ میں وہ کاپی لے آیا حاضر خدمت کردی سرکار جلال پور پیروالا جاتے ہوئے اسے پڑھتے گئے اور واپسی پر اس کی تقریظ بھی لکھ دی جس کے الفاظ یوں تھے کہ: زیر نظر رسالہ مولانا محمد طفیل سعیدی کی تصنیف ہے اگرچہ مختصر ہے لیکن طالب حق کے لئے کافی ہے متعصب کے لئے ضخیم دفتر بھی بے سود۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالے کو قبول عام عطا فرمائے۔ آمین۔ سید احمد سعید کاظمی

یقین جانیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رسالے کو ایسا قبول عام فرمایا کہ کافی لوگ اس کو پڑھ کر راہِ راست پر آگئے۔

(پندرہ روزہ ادبی اُفق لاہور، جلد ۳، شمارہ ۲۴، صفحہ ۳، یکم جنوری تا پندرہ ۲۰۰۰ء ایڈیٹر ندیم بھابھہ)

اسلام اور داڑھی

تصدیق وتقریظ۔ از: غزالی زماں رازی دوراں محدث اعظم حضرت قبلہ
علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

اللّٰهم ملهم الحق والصواب لك الحمد والشكر على ما الهمت بفضلك العميم اصلى واسلم على حبيبك الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين. اجز مؤلف هذه الرسالة النافعة العزيز الفاهم البارع الذكى المولوى منظور احمد الفيضى دام بالمجد القوى على ما الف وحرر وحقق بأحسن الكلام وابطل اقاويل المبطلين الغاوين اللئام. اللّٰهم اجعلها من الباقيات الصالحات وصل وسلم على حبيبك باحسن الصلوٰت واكمل التحيات. اللّٰهم تقبل هذا الدعاء من عبدك الفقير الحقير المدعو باحمد سعيد الكاظمى الامروهى، لثلاث بقين من شهر ربيع الثانى سنة ثلاث مائة وسبع وثمانين بعد الالف من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوٰة والتحية.

السيد احمد سعيد الكاظمى۔ ربيع الثانى ۱۳۸۷ھ۔

(اسلام اور داڑھی۔ صفحہ ۴۵)

مصنفہ علامہ محمد شریف المعروف محمد منظور احمد فیضی۔

سال تصنیف: ۱۳۸۰ھ، سال اشاعت: رمضان ۱۴۱۳ھ طبع از مکتبہ محمدیہ کچہری روڈ احمد پور شرقیہ)

مسائل ومعلومات حج وعمرہ

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب محمد معین الدین احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مؤلفہ مجموعہ بعنوان ''مسائل ومعلوماتِ حج وعمرہ'' مختلف مقامات سے دیکھا۔ ماشاء اللہ نہایت حسنِ ترتیب کے ساتھ یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ بہت سی ضروری معلومات پر مشتمل ہے۔ عامۃ المسلمین بالخصوص زائرین حرمین طیبین کے لئے بے حد مفید ہے۔ سلیس زبان میں خوبصورت ترتیب کے ساتھ یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف نے جس دلچسپی اور محنت کے ساتھ اسے جمع فرمایا ہے اس پر وہ مستحق تحسین وآفرین ہیں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اس مجموعے کو عازمین حرمین طیبین کے لئے نفع بخش اور سودمند بنائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

''مسائل ومعلومات حج وعمرہ'' صفحہ نمبر ۷

از:۔ محمد معین الدین احمد مرحوم۔ نئی ترتیب ۱۹۹۳ء

اسلام میں عورت کی دیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند — سعدی از دستِ خویشتن فریاد

اسلام اور قرآن کا نام لے کر اسلام کے طے شدہ مسائل کو ایسے نازک دور میں چیلنج کیا جارہا ہے جب کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا موقع ہے پچھلے دنوں ''تدبر'' اور ''الاعلام'' میں ''رجم'' کے خلاف بڑی شدومد کے ساتھ مضامین شائع ہوئے۔ فقیر نے نہایت بسط وتفصیل سے قوی دلائل کے ساتھ ان کا ردّ کیا اور اسے ''رجم اسلامی سزا ہے'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کردیا گیا۔

اب ''عورت کی نصف دیت'' کے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ جو اخبارات کے ذریعے پورے ملک میں پھیلا دیا گیا۔ فقیر نے ایک مبسوط مضمون اس کے ردّ میں لکھا جس کا اکثر حصہ اخبارات میں شائع ہوچکا ہے اگر اسلام اور قرآن کے منکرین کی طرف سے دین کے ان متفقہ مسائل کے خلاف آواز اٹھتی تو کوئی حیرت ہوتی نہ شکایت۔ مگر تعجب اور افسوس اس بات پر ہے کہ اسلام اور قرآن کا نام لے کر اسلامی اور قرآنی احکام کو مسخ کرنے کی سعی مذموم کی جارہی ہے جو ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

''دیت'' کے بارے میں فقیر کا یہ پورا مضمون کچھ ترمیم اور اضافہ کے ساتھ اب کتابی شکل میں شائع ہورہا ہے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام فاضل محترم علامہ محمد صدیق ہزاروی نے بزم سعید لاہور کے اراکین کے تعاون سے فرمایا۔

جب کہ کتابت کی تصحیح کی خدمت جناب مولانا حافظ عبدالستار صاحب نے پوری محنت سے انجام دی جس کے لئے فقیر ان دونوں اہلِ علم حضرات اور اراکینِ بزم سعید لاہور کا شکر گزار اور ان کے حق میں دعا گو ہے۔

علالت وضعف اور دیگر علمی مصروفیات کے باوجود اثباتِ مدعیٰ اور ازالہ شکوک وشبہات کی فقیر نے پوری کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو کامیابی سے ہمکنار فرما کر شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

۲۳ جنوری ۱۹۸۵ء

اسلام میں عورت کی دیت صفحہ ۳، ۴

از علامہ سید احمد سعید کاظمی

ناشر: بزم سعید لاہور

سالِ طباعت۔ باراول ۱۹۸۵ء

اب پورا رسالہ مقالات کاظمی جلد سوم میں شامل ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ذیل کے مسائل میں:

ا۔ پیرو: یہ اس جانور کا نام ہے جس کو جاہل ناواقف لوگ یا نیم تعلیم یافتہ لوگ کسی پیرو بزرگ فوت شدہ یا زندہ کے نام زَد (نامزد) کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے غنم میں ہر سال جو اول بچہ پیدا ہوگا وہ اس بزرگ کا ہے۔ اس پیرو کو اکثر اُس بزرگ کی قبر کے قریب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں۔

لوگ۔۔۔۔ڈال کر اس پیر سے اجازت لیتے ہیں اگر اجازت مل جائے تو پھر اپنے گھر خیرات کرتے ہیں۔ بعض لوگ بھی اپنے گھر سال دو سال کے بعد ذبح کرتے ہیں۔

اس تقرر سے یہ غرض ہے کہ ان کے اموال بیماریوں سے نقصانات سے سباع وغیرہ سے محفوظ رہیں۔ نیز ان میں برکت بھی پیدا ہو جائے۔

کیا یہ پیرو ''مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ'' میں داخل ہے یا نہیں۔ اس پیرو کا تقرر اور اس کا گوشت حلال ہے یا حرام؟ مکمل دلائل سے جواب تحریر فرمائیں۔ کیوں کہ اس مسئلہ میں شدید نزاع واقع ہے۔

۲۔ بوھل:۔ یہ زراعت میں پیر اور فقیروں کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ جاہل لوگ کسی فوت شدہ یا زندہ بزرگ کے لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ وہ بزرگ یا اس کی اولاد بارش کی تنگی کے وقت آکر بارش کے لئے دعا کرے۔ نیز تاکہ وہ زمین اور زراعت آفات سماوی وارضی سے محفوظ ہو جائے۔ کیا بوھل کا تقرر جائز ہے یا نہیں؟ اور اس بزرگ کو یا اس کی اولاد کو بوھل لینا اور کھانا جائز ہے؟

بینوا وتوجروا۔

المستفتی :عبدالرحیم مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان شہر۔

(منقول از فتاویٰ کاظمیہ صفحہ نمبر ۲۲۳ فوٹو سٹیٹ۔ مرتبہ: مفتی محمد راشد نظامی۔
اجمیری کتب خانہ ملتان۔ رمضان، ۱۴۳۳ھ، اگست: ۲۰۱۲ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین۔

امابعد! ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ میرے پاس ایک سوال آیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس جانور یا حصۂ زراعت وغیرہ کو کسی بزرگ زندہ یا فوت شدہ کے نامزد کردیا جائے اور نامزد کئے ہوئے جانور کو کسی بزرگ کے مزار پر لے جاکر کبھی قرعہ اندازی یا بغیر قرعہ اندازی کے اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے اس جانور کو کھانا یا اس حصہ زراعت وغیرہ کا لینا اور کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

چونکہ اس مسئلہ میں عام طور پر اختلاف رہتا ہے لہٰذا بغرض رہنمائی طالبانِ حق میرے لکھے ہوئے جواب کو عزیزم محترم مولوی نور احمد ریاض سلمہ، متعلّم مدرسہ انوار العلوم وخلف رشید فاضل جلیل حضرت مولانا عبدالقادر صاحب جلالپوری خطیب جامع مسجد خانیوال ومہتمم مدرسہ جامع العلوم نے میری اجازت سے شائع کردیا۔ اللہ تعالیٰ اس مختصر کو رفع نزاع کا موجب بنائے اور اسے قبول عام عطا فرمائے مجھے امید ہے کہ انصاف پسند حضرات میرے جواب سے محظوظ ہوں گے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

۱۵ فروری ۱۹۵۸ء

مکمل رسالہ ”تصریح المقال فی حل امر الاہلال“
”ایک اہم دینی علمی تحقیق“ کے نام سے مقالات کاظمی جلد دوم میں شامل ہے۔

بارہفتم۔ نومبر ۲۰۰۲ء

ناشر اول: علامہ نور احمد ریاض سیالوی سابق ناظم دفتر مدرسہ انوار العلوم ملتان
ناشر دوم: شیخ محمد راشد نظامی۔ اجمیری کتب خانہ ملتان

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

معرفت یزدانی اور مقصد تخلیقِ انسانی

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ

عام مسلمانوں کی اصلاحِ حال اور آخرت کی طرف انہیں توجہ دلانے کے لئے جناب مولانا محمد حسن صاحب چشتی سیالوی رضوی علمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی طاعت اور حسنِ عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا کو جزاء خیر مرحمت فرمائے اور اس

مضمون کو مسلمانوں کی فلاح وصلاح کا موجب بنائے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

رسالہ: معرفتِ یزدانی اور مقصدِ تخلیقِ انسانی

مؤلفہ: مولانا محمد حسن چشتی سیالوی رضوی

خطیب: جامع مسجد کھجی والی محلہ کھجی والا اندرون بوہڑ گیٹ۔ملتان

ناشر: نصیر الدین قادری۔مکتبہ شاد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

سیٹھ اللہ داد متولی جامع مسجد کھجی والی، شیخ محمد شفیع کٹ پیس

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

معراجِ مصطفیٰ

استاذ العلماء علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

شیخ الحدیث اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور کا ارشادِ گرامی

’’میرے محترم عزیز دوست اور مشہور نعت گو شاعر جناب ہلال جعفری ایک کہنہ مشق شاعر ہیں، ان کا ہر شعر جذباتِ عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ان کے اشعار میں الفاظ ومعانی کا رشتہ سِلکِ مروارید نظر آتا ہے‘‘

(’’معراجِ مصطفیٰ تضمین بر نعت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب‘‘ صفحہ نمبر ۱۰)

از ہلال جعفری

ناشر: دانش کدہ اوصاف۔ملتان

اشاعتِ اول: دسمبر ۱۹۶۶ء)

تقریظ بر ’’ہلالِ حرم‘‘ از ہلال جعفری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

جناب سید اشرف علی صاحب ہلال جعفری کا نعتیہ مجموعہ کلام ’’ہلالِ حرم‘‘ پیش نظر ہے۔عروض وقوافی اور شعر وادب کے لحاظ سے تو میں کچھ عرض نہیں کرسکتا اس لئے کہ مجھے اس فن سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ البتہ ہلال صاحب کی ادبی شخصیت کے پیش نظر اتنی بات کہہ دینا بے جانہ ہوگا کہ مصنف ممدوح چوں کہ ادب اردو بالخصوص نعت گوئی میں امتیازی مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کا کلام بھی ان کی شان کا آئینہ دار ہے۔

جہاں تک جذبات محبت اور کیفیات ذوق وشوق کا تعلق ہے میں بے ساختہ عرض کروں گا کہ زیرِ نظر مجموعۂ کلام اپنی نظیر آپ ہے۔

ہلال صاحب نے جن لطیف جذبات عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ نعت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا ہے ان کو تحریر میں نہیں لایا جاسکتا بلکہ پڑھنے والوں کا ذوقِ سلیم ہی ان کا اندازہ کرسکتا ہے۔ میں نے مختلف مقامات سے زیر نظر مجموعہ کا مطالعہ کیا۔ایک ایک لفظ عشق ومحبت رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا پایا۔ بالخصوص وہ حصہ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے تضمین پر مشتمل ہے۔اول تو تضمین بجائے خود مشکل ترین مرحلہ ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت کے کلام کی تضمین پر قلم اٹھانا اور اس میں نمایاں کام یابی حاصل کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل اور دشوار تھا لیکن حضرت ہلال جعفری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کمال خوبی کے ساتھ اس عظیم کارنامے کو انجام دیا۔

عام طور پر نعت گوئی کو بہت آسان سمجھا جاتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ بہت مشکل کام ہے جذباتِ عقیدت کی رَو میں بہہ کر حد سے تجاوز ہوگیا تو عظمتِ توحید میں فرق آیا اور اگر ذرا سی غفلت اور بے التفاتی کے باعث شانِ رسالت میں ادنیٰ تنقیص کا شائبہ پیدا ہوا تو بارگاہِ نبوت سے روابط کا انقطاع ہوا۔ اس راہ میں افراط وتفریط سے بچ کر چلنا بہت دشوار ہے۔

ہلال صاحب اس اعتبار سے بھی قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے اس دشوار گزار مرحلہ پر جادۂ اعتدال کو نہیں چھوڑا اور بارگاہِ رسالت میں نذرانہء عقیدت ومحبت اس انداز سے پیش کیا کہ آدابِ محبت بھی برقرار رہے اور حدودِ شرع سے بھی تجاوز نہ ہونے پایا۔

میں اپنے محترم ہلال جعفری صاحب کی خدمت میں ان کی اس قابل قدر تصنیف پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ممدوح محترم کو ان کے اس نیک کارنامہ کا بہترین صلہ مرحمت فرمائے اور ان کی اس تصنیف کو قبول عام کا شرف بخشے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔

۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء۔

ہلال حرم: از سید اشرف علی ہلال جعفری نمبر ۱۰۔۱۶

باراول: ۱۹۸۴ء۔ ناشر: مکتبہ اہل قلم ملتان

”تضمین مبین“

از:۔ عزیز حاصل پوری۔

آپ نے اس کتاب کے لئے تاریخی نام ”تضمینِ مبین“ تجویز کیا ہے جو انتہائی خوب صورت نام ہے اور صرف نام ہی خوب صورت نہیں کلام بھی گل دستہء محاسن ہے۔ اربابِ نظر اور سخن فہم حضرات اس تضمین کے مطالعہ سے یقیناً لطف اندوز ہوں گے اور کیف وسرور پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ عزیز صاحب حاصل پوری کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دارین میں اپنی نعمتوں سے نوازے۔ نیز بارگاہِ رسالت کا قرب نصیب فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔

۱۲ ستمبر، ۱۹۸۲ء۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

صحیفہ نور

از۔ عبدالعزیز حاصل پوری

محترم عزیز حاصل پوری ملک کے معروف نغز گو اور نعت گو شاعر ہیں۔ ذوق شعری آپ کو فطرتاً ودیعت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیرہ، چودہ سال کی عمر ہی میں شعر کہنے لگ گئے تھے۔ آپ کا کلام ابتدا ہی سے پاک وبھارت کے علمی، ادبی اور دینی ومذہبی رسائل وجرائد میں شائع ہو رہا ہے۔ آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ ”جام نور“ ۱۹۶۲ء میں آئینہ بک ڈپو لاہور نے شائع کیا تھا۔

غزلوں کا ایک مجموعہ ''کشت زار غزل'' ۱۹۶۵ء میں موصوف نے خود چھپوایا۔

غزل اور نعت کے علاوہ دیگر اصناف سخن پر بھی آپ کو عبور حاصل ہے۔ لیکن زیادہ تر نعت اور غزل ہی کی طرف رجحان ہے۔ آپ کی غزل کا رنگ بھی انتہائی خوشگوار ہے۔ غزل میں بعض شعر ایسے ملتے ہیں جن کو آسانی سے نعتیہ انداز دیا جاسکتا ہے۔

محترم عزیز حاصل پوری میرے پرانے مخلص کرم فرما دوست ہیں۔ ملتان میں ابتداء سب سے زیادہ عزیز صاحب ہی میرے دل کو عزیز لگے اور اب تک اسی طرح عزیز ہیں۔

نعت گوئی سے آپ کو بدرجہ کمال شغف ہے اس لیے ملک کے تقریباً تمام نعت گو شاعر آپ کو عزیز الشعراء کا نام دیتے ہیں۔ عزیز صاحب نے اپنے جذبات عقیدت کو انتہائی خوبصورت انداز سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا ہے وہ ہیں آپ کے نعتیہ اشعار، نعتیہ اشعار یا گلہائے عقیدت وہ پھول ہیں جو کبھی مرجھا نہیں سکتے اور نہ ہی ان سے سدا بہار پھولوں کی مہک کبھی زائل ہوسکتی ہے۔ زیر نظر ''صحیفہ نور'' میرے اس تاثر کا بین ثبوت ہے۔

ذکر رسول پاک کا دریا ہے موجزن
فکر عزیزؔ میں بڑی گہرائیاں ہیں

خدا کرے آپ کا یہ نعتیہ مجموعہ ''صحیفہ نور'' حضور ختمی مآب ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبول پائے اور اللہ رب العزت اس کے صدقہ میں ممدوح وموصوف کو دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین!

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

مہتمم مدرسہ انوار العلوم وصدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

نوٹ: یہ تقریظ محترم محمد امین ساجد سعیدی (حاصل پور) کی معرفت دستیاب ہوئی۔ آپ ایک بلند پایہ نغز گو شاعر اور اپنے مرشد گرامی حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ سے دیوانگی کی حد تک محبت کرنے والے ہیں۔ حضور غزالیٔ زماں کے مناقب پر مشتمل مشہور مجموعہ مرحبا کاظمی انہی کا شعری مجموعہ ہے۔ جب انہیں اس کتاب کی ترتیب کا پتہ چلا تو انہوں نے یہ تقریظ ہمیں بھجوادی۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء

قدم قدم سجدے

ایک محترم رائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

زبانِ شعر میں بارگاہِ نبوت کا ہدیہ شوق ومحبت نعت ہے۔ شاعر کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا جذبہ جس قدر کامل اور بلند ہوگا بلندی اور کمال کا وہی درجہ اس کی نعت کے لئے قرار پائے گا۔ اردو زبان میں عظیم نعتیہ شاہکار اہلِ ذوق کے سامنے ہیں۔ امیر مینائی کی نعتیں سن کر عشاق کے تڑپتے ہوئے دلوں کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ کلام ''حدائقِ بخشش'' پڑھ کر محبین بارگاہِ رسالت کا سینہ باغ باغ ہوجاتا ہے۔ دل کی کلی کھل جاتی ہے اور مومن کی روح بارگاہِ رسالت میں سجدہ ریزی کے لئے بے قرار ہوجاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت اس کی تسلی کے لیے فرماتے ہیں:

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں — اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

محترم خالد محمود صاحب خالد کا مجموعہ ''قدم قدم سجدے'' نعتیہ کلام میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ درحقیقت یہ ان کی محبتِ نبوی ﷺ کے ان پاکیزہ جذبات کا آئینہ دار ہے جو ان کی بے قرار روح سے اٹھے اور دل کی گہرائیوں سے ابھر کر نکھرے ہوئے انداز میں ستھرے اور پاکیزہ اشعار کے سانچے میں ڈھل گئے جنھیں سن کر مومن کی روح وجد کرتی ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

میری دعاء ہے کہ یہ مجموعۂ کلام بارگاہِ رسالت میں مقبول ہو کر قبولیتِ عامہ کا شرف حاصل کرے اور عشاقِ بارگاہِ رسالت اس سے ہمیشہ محظوظ ہوتے رہیں۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی عفی عنہ

۱۹ جمادی الثانی، ۱۴۰۲ھ، مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۸۲ء

بانی: جامعہ انوار العلوم ملتان

''قدم قدم سجدے'' مجموعۂ نعت

از خالد محمود خالد نقش بندی مجددی

بانی و صدر حلقہ ذکرِ حبیب کراچی۔ ۹۲/۷/۴

نزد بلال مسجد لیاقت آباد کراچی

ناشر: حلقہ ذکرِ حبیب، طباعت ۱۹۸۲ء

کل صفحات ۳۰۴

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محمد علی ظہوری

''مجلسِ حسان کی کارکردگی میں مسجدِ حسان کی تعمیر کے ساتھ شعبۂ نعت کا اجراء نعت گوئی اور ثناء خوانی کی تربیت کا اہتمام مقاصدِ حسنہ میں ایک عظیم مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران فرمائے''۔

سید احمد سعید کاظمی

۲۱ فروری ۱۹۸۰ء

(''ثناء خوانِ رسول'' (محمد علی ظہوری) صفحہ نمبر ۱۲

مرتبہ: نشاط احمد شاہ ساقی۔ خانیوال۔

خزینۂ علم و ادب۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

سالِ اشاعت: ۲۰۰۰ء)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

قصیدہ بردہ (چہار ترجمہ)

ارشاداتِ عالیہ غزالی وقت حضرت
علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب

مہتمم مدرسہ انوار العلوم۔ ملتان۔

آقائے نامدار تاجدارِ مدنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت پاک میں بے شمار قصیدے عربی، فارسی، اردو وغیرہ زبانوں میں لکھے گئے اور ان میں بکثرت قصائد نے اہلِ ذوق سے دادِ تحسین حاصل کی۔ لیکن علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بُردہ شریف کی عظمت و بلندی تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ قصیدہ بُردہ کے علمی، ادبی محاسن کے علاوہ اس کی سب سے بڑی خوبی اور امتیازی شان یہ ہے کہ بارگاہِ نبوت میں اسے عظیم شرفِ قبولیت حاصل ہوا۔

اُس کا والہانہ انداز بیان اہل محبت کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ عشاق بارگاہِ نبوت کو اس کے ایک ایک لفظ سے عشق ومحبت رسول ﷺ کی لذت حاصل ہوتی ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کی بہت سی شروح نظر سے گزریں لیکن زیر نظر شرح اپنی مثال آپ ہے۔ ملتان کی مشہور ومعروف علمی وادبی شخصیت جناب ڈاکٹر مہر عبدالحق پی ایچ ڈی نے سلیس فارسی اور اردو زبان میں قصیدہ بردہ شریف کا منظوم ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی انگریزی میں بھی اس کے مطالب بیان کئے ہیں۔ اس طرح آپ نے صرف علمی وادبی خدمت ہی انجام نہیں دی بلکہ فاضل مؤلف نے تعلیم یافتہ طبقہ کو قصیدہ بردہ شریف کی عظمت اور اس کے ظاہری وباطنی محاسن سے

روشناس کرا کے بہت ہی نفیس انداز میں انہیں عشق ومحبت رسول ﷺ کا درس بھی دیا ہے۔

زیر نظر ترجمہ قصیدہ بردہ شریف کے چیدہ چیدہ مقامات میں نے دیکھے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی محنت اور کاوش سے یہ ترجمہ اور اس کے مطالب لکھے ہیں اور اس کی ترتیب میں جو علمی انداز اختیار کیا ہے وہ آپ کی علمی وادبی صلاحیتوں کا بہترین شاہکار ہے، فاضل مصنف کے لئے میرے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اس پاکیزہ محنت کو قبول فرمائے اور زیر نظر کتاب کو اہل علم اور صاحبانِ ذوق کے لئے نافع بنائے۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور قصیدہ بردہ شریف کے قارئین کرام کو اس کے پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ برکت کے ساتھ کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۳ مئی، ۱۹۷۸ء

فضائل الخلفاء الاربعہ — از سید گل محمد شاہ

مخزن اسرارِ ربانی مصدر فیوض یزدانی غزالی زماں رازی دوراں
حضرت استاذی المحترم الحاج السید احمد سعید شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
محدث اعظم و مہتمم انوار العلوم ملتان شریف

الحمد للہ وکفی والسلام علی سیدنا ومولانا محمد المصطفی وعلی آلہ

واصحابه۔

امابعد! فقد طالعت هذه الرسالة التی الفها الاخی المحترم السید گل محمد شاه سلمهم الله تعالیٰ فی فضائل الخلفاء الاربعة رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین طالعتها من بعض مقاماتها وما اتفق لی الاستیعاب بها وجدتها فیما قراتها حقا حقیقتا بالقبول وهو الذی علیه اختیار الائمة المحمدیة علی صاحبها الف الف سلام وتحیة واری ان الحض عدد جملة مرویات۔

فمرویات صدیق الاکبر رضی الله عنه

مائة واثنان واربعون۔

فی الصحیحین منها ثمانیة عشر حدیثا۔ ستة منها متفق علیها وانفرد البخاری منها باحدی عشر ومسلم بواحدةو البواقی فی الکتب الاخری من کتب الحدیث۔

ومرویات الفاروق الاعظم رضی الله عنه

خمسمائة وسبعة وثلاثون۔

منها فی الصحیحین احدی وثمانون ۔ستةو عشرون منها متفق علیها وانفرد البخاری منها باربعة وثلثین ومسلم باحدی وعشرین (والبواقی فی البواقی)

ومرویات ذی النورین عثمان الغنی رضی الله عنه

خمسمائة وستة وثلاثون۔

وفی الصحیحین منها ستة عشر حدیثا ۔ ثلثة منها متفق علیها

وانفرد البخاری منها بثمانیة ومسلم بخمسة (والبواقی فی البواقی)

مرویات اسد الله الغالب حضرت ابن ابی طالب رضی الله عنه

خمسمائة وستة و ثلاثون۔

فی الصحیحین منها اربعة واربعون حدیثا ۔ عشرون بها متفق علیها وانفرد البخاری ۔ منها بتسعة ومسلم بخمسة عشر

(والبواقی فی البواقی)

جزی الله تعالیٰ المصنف العلامة جزاء حسنا وتقبلها وجعلها مفیدة للمؤمنین۔

وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه وسیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اله و اصحابه اجمعین۔

انا العبد الضعیف الفقیر السید احمد سعید الکاظمی غفرله

من شعبان المعظم۔

۱۳۹۵ھ

مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ارشادِ گرامی

امام اہل سنت، غزالی وقت، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ۔

مہتمم مدرسہ انوار العلوم رجسٹرڈ ملتان۔

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم وآله وصحبه اجمعین

عزیز محترم مولانا محمد فاروق صاحب سعیدی سلمهم الله تعالیٰ نے بارگاہِ صدیقیت میں جو ہدیہ مناقب پیش کیا ہے لائق صد تحسین وآفریں ہے۔ اس

گمراہی کے دور میں بزرگانِ دین خصوصاً حضرات خلفاء راشدین واہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب کی نشر واشاعت نہایت ضروری ہے۔ نظم اور شعر کی صورت میں بیانِ محامد نفسیاتی طور پر بہت مؤثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو قبول عام عطا فرما کر مؤلفِ ممدوح کو جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر ناکارہ سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ ھ

("مناقبِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۶۔ مرتبہ: حافظ محمد فاروق خان سعیدی
ناشر: ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان۔ ملتان۔ بارِ اول: سن طباعت شاید ۱۳۹۵ ھ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

شاعری اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

زیر نظر کتاب محترم جناب پروفیسر حافظ اشفاق احمد خان صاحب کی تصنیف ہے۔ مداح بارگاہ رسالت سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے کلام اور ان کی شاعری پر لکھی گئی ہے۔

اس کتاب میں اصل موضوع کے ساتھ ان کے لوازمات اور مناسبات پر بھی مدلل بحث کی گئی ہے۔ مثلاً "اسلام اور شاعری" کے عنوان پر علمی انداز میں نہایت جامع کلام کیا گیا ہے جو مبسوط ہو کر کتاب کا حصہ اول قرار پا گیا ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ذاتی حالات اور اوصاف وکمالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے خصوصاً ان کی شاعری اور اشعار سے متعلق علمی جواہر پارے جمع

کر دیئے گئے ہیں۔ فاضل مصنف نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کتاب کو لکھا ہے۔ "دیوانِ حسان" کی بعض شروح سے قیمتی مواد اخذ کیا گیا ہے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موضوع کا ہر گوشہ بے نقاب ہے۔ دورِ حاضر میں یہ کتاب عامۃ المسلمین کے علاوہ شعراء اسلام کے لئے بھی نہایت بصیرت افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف بخشے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔

ذی الحجۃ الحرام ۱۳۹۷ ھ، ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

("شاعری اور حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ"
از پروفیسر اشفاق احمد خان۔ ناشر: ثاقب پرنٹرز اینڈ پبلشرز عقب گھنٹہ گھر ملتان۔ ایڈیشن اول: نومبر ۱۹۸۴ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

صدر جماعت اہل سنت پاکستان

زیر نظر کتابچہ عزیز محترم محمد صدیق خان قادری سلمہ نے تالیف فرمایا ہے۔ انہوں نے نہایت سلیس انداز میں موضوع کو نبھایا ہے اور بہت ہی خوب صورتی اور جامعیت کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام غوث بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات وخدمات کو پیش کیا ہے۔

اس نازک دور میں بزرگانِ دین کے علمی وعملی کارناموں سے عامۃ المسلمین کو روشناس کرانا بہترین علمی اور سماجی خدمت ہے۔ میں اس زریں

کارنامہ پر عزیز محترم محمد صدیق صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور عزیز موصوف کو آئندہ بھی تالیف وتصنیف کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۴ دسمبر ۱۹۷۸ء

(''بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ'' صفحہ نمبر ۲
از: ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری
شائع کنندہ: محمد سعید شیخ رکن مجلس عامہ سیرت کمیٹی ملتان
سالِ طباعت: ندارد)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھی

تقریظ

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی امروہوی ملتان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرت مولانا الشاہ عبدالعلیم صاحب قادری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی مدظلہ العالی) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ موصوف برصغیر کے عظیم علمی وروحانی پیشوا تھے۔

ایسی مقدس ہستیوں کے مقدس حالات اور سوانح حیات سے قوم کو متعارف کرانا ہر حیثیت سے نہایت ضروری ہے۔ مگر اہل سنت اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔

محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب نے حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کی سوانح

حیات تالیف فرما کر قوم پر احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو جزاء خیر عطا فرمائے اور آپ کی تالیف کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر مسلمانوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

یکم ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ۔

(مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری۔ مرتبہ: خلیل احمد رانا۔ جہانیاں
حواشی: حاجی محمد صدیق فانی۔ مرحوم۔ خانیوال
اشاعت: ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء۔ ناشر: محمد عثمان خان نوری
ورلڈ اسلامک مشن یونی شاپنگ سنٹر شاہراہ عراق۔ کراچی

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

انوارِ قطب مدینہ

غزالی زماں ضیغم اسلام علامہ محدث
سید احمد سعید کاظمی امروہوی قدس سرہٗ ملتان

ضیاء الملۃ والدین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی (سیالکوٹی) رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں فیضانِ رسالت کی روشنی اور عشقِ رسول ﷺ کا چمکتا ہوا نمونہ تھے۔ انہیں علم وعمل، تقویٰ وطہارت کا جگمگاتا ہوا مجسمہ کہا جائے تو بعید از صواب نہ ہوگا۔ حضرت ممدوح اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی طرف سے گویا بارگاہِ رسالت میں ایک روشن نذرانہ تھے جنہیں ارضِ طیبہ نے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اور ان پر شرف قبولیت کی مہر لگا دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ضیاء باریوں سے اہل سنت کے قلوب کو ہمیشہ منور رکھے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۵ ذی القعدہ الحرام ۱۴۹۵ھ۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۵ء

از: خلیل احمد رانا۔ جہانیاں۔ خانیوال

ناشر: برکاتی پبلشرز کراچی

سالِ طباعت ندارد

تذکرہ کریمیہ

پیش لفظ

اہل اللہ اور مشائخ کرام کے بکثرت تذکرے لکھے گئے جنہیں پڑھ کر اہل عقیدت ومحبت کے قلوب مسرور ومحظوظ ہوتے ہیں۔ مکرم ومحترم جناب چوہدری کرم شاہ صاحب ایم اے نے اپنے شیخ معظم حضرت بابا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زیر نظر تذکرہ لکھ کر اس سلسلے میں ایک مفید اضافہ فرمایا ہے۔ میں اس کے مطالعے سے کیف اندوز ہوا۔ ماشاء اللہ فاضل مصنف نے تذکرہ نویسی کا حق ادا کر دیا ہے۔

تذکرہ غوثیہ کے بعد اس موضوع پر اس سے زیادہ دلچسپ کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ سلیس اردو میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات ایسے دلکش انداز میں لکھے گئے ہیں کہ ایک مرتبہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ تذکرہ نہایت عمدہ اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ تصوف، حسن اخلاق اور شریعت وطریقت کے رموز ونکات کا جامع ہے۔ جس میں شیخ کی سیرت وصورت اور مصنف کی محبت وعقیدت کی نمایاں

جھلک نظر آتی ہے۔ فاضل مصنف میرے پرانے کرم فرما ہیں میں ان سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقے میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ریاضی کے نہ صرف ایم اے ہیں بلکہ اس فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ مدتوں ''ایمرسن کالج'' ملتان میں ریاضی کے پروفیسر رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد انہیں اسلامیہ کالج ملتان کا پرنسپل بنا دیا گیا۔ ریاضی کے علاوہ فارسی میں بھی ایم اے ہیں۔ اس کے علاوہ انتہائی سادہ مزاج خلیق اور ایسے پاکیزہ سیرت کہ ظاہر وباطن میں شریعت وطریقت کے آئینہ دار ہیں۔ صاحب دل اور اہل اللہ کے زُمرے میں شمار کئے جانے کے اہل ہیں اور صحیح معنوں میں جوہرِ قابل ہیں اور یہ سب کچھ اُن کے شیخ کی برکتوں کا ثمرہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ زیرِ نظر تذکرے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ شیخ کی تاثیر اور ان کا اپنا تاثر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو قبولِ عام عطا فرمائے اور فاضل مصنف کو اس کی جزاءِ خیر دے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

الجامعۃ الاسلامیہ بہاول پور

۱۷،اپریل ۱۹۶۵ء۔

تذکرہ کریمیہ از بابا کرم شاہ۔ صفحہ نمبر ۳۳

باردوم: ۱۹۸۳ء

دارالاشاعت: کریمیہ بلڈنگ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

مصنف موصوف کا مقبرہ نشتر ہسپتال ملتان سے متصل قبرستان میں ہے۔ جس کا سنگ بنیاد غزالیٔ زماں حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے نصب فرمایا۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی

غزالی زماں حضرت محدث ملتانی کا فرمان

آسمانِ اہل سنت کے نیر تاباں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید الکاظمی محدث ملتانی نے فرمایا: سلطان العلماء حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی (محلہ قدیر آباد ملتان) قدس سرہٗ خارجیت ونجدیت کے عالم گیر فتنہ کے انسداد میں مجاہد اول امام ایشیاء ہیں۔ آپ کی کتاب مستطاب ''ردّ الضالین'' روح کی تابندگی اور ایمان کی تروتازگی کے لئے تیر بہ ہدف وثامن ہے۔

بیک ٹائٹل تحفۂ کاظمیہ۔ ناشر: عالمی سنی سنٹر پیر پٹھان روڈ ملتان
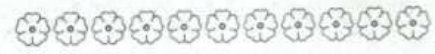
خواجہ محمد عبداللہ بارو (فتح پور ضلع لیہ)

از:۔ غزالی زماں رازی دوراں، امام اہل سنت حضرت

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

''انجمن بارویہ'' کے معزز ارکان اور طلباء کرام قابل صد احترام ہیں کہ انہوں نے انجمن بارویہ قائم کر کے حضرت سیدی خواجہ محمد عبداللہ بارو (فتح پور ضلع لیہ) رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی نسبت کو تقویت پہنچائی آپ شریعت وطریقت کے آفتاب تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل کا مجسمہ بنایا۔ آپ نے دین کی بڑی خدمت کی۔ مسلک اہل سنت کی آپ نے اس قدر خدمت انجام دی کہ رہتی دنیا تک سنیوں کے دلوں

سے دعائیں نکلتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے تبرکات اور فیوض وبرکات کو ہمیشہ باقی وجاری رکھے اور انجمن بارویہ کے معزز ارکان کو ہمیشہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ والسلام

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

نوٹ:۔ حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر انجمن کی وزٹ بک پر یہ تاثرات تحریر فرمائے تھے۔ تبرکاً درج کردیئے گئے ہیں۔ (ضیاء الباروی)

فیوضاتِ بارویہ صفحہ نمبر ۳۹، مؤلفہ: جام محمد ظفر اللہ باروی

محشی: مولانا محمد رمضان ضیاء الباروی

ناشر: مکتبہ ضیاء السنۃ ملتان

بارِاول: محرم: ۱۴۰۷ھ، اکتوبر، ۱۹۸۶ء

القول السدید فی حکم یزید

تقریظ: امام اہل سنت غزالی زماں، شیخ المشائخ غوث زمانہ
حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

خیر وشر کی جنگ ابتدا سے چلی آرہی ہے، کربلا کا واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سراپا خیر تھے اور یزید سراپا شر۔

زیر نظر کتاب ''القول السدید'' کو اگرچہ فقیر نے بالاستیعاب نہیں دیکھا لیکن سرسری نظر ڈالنے سے یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے۔

اس کے مؤلف مولانا سراج احمد القادری سلمہ نے نہایت تفصیل سے متعلقہ مباحث کو تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس سعی جمیل کو شرف قبول عطا فرمائے اور اس کتاب کو عامۃ الناس کے لئے ہدایت اور منفعت دینی کا سبب بنائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۵ ربیع الثانی شریف، ۱۳۹۸ھ

القول السدید فی حکم یزید المعروف بہ اہل اسلام کی نظر میں یزید

از: سراج احمد سعیدی   طبع اول: ۱۹۸۱ء، طبع دوم: ۱۹۹۷ء

القول السدید فی حکم یزید از علامہ سراج احمد سعیدی اوچوی کے بارے میں غزالی زماں کے تقریری تاثرات

مولانا سراج احمد صاحب، اللہ تعالیٰ ان کے علم میں عمل میں برکت دے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک علم وعمل کی روشنی وشعاع پیدا کی ہے۔

اب جو کتاب انہوں نے لکھی ہے: ''القول السدید فی حکم یزید'' اہل اسلام کی نظر میں یزید پلید۔ یہ کتاب میں نے دیکھی تو مجھے بڑی خوشی ہوئی، بہت خوب کتاب لکھی انہوں نے بہت مواد جمع کردیا۔ نہایت ہی بہترین انداز میں اس موضوع پر انہوں نے سعی کی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے جتنی کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ کتاب ان سب سے اعلیٰ ہے۔

مولانا سراج احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ وقتاً فوقتاً یہ مختلف موضوعات پر لکھتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل ذوق بنایا ہے، اہل قلم بنایا ہے۔

تقریر وتحریر وتدریس تینوں کا اللہ تعالیٰ نے ان کو ملکہ عطا فرمایا ہے۔ میرے دل کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ملکے میں اور ترقی فرمائے میں بہت دعا کرتا ہوں میرے دل میں ان کی بڑی وقعت ہے یہ بڑے سعادت مند اور صالح نوجوان اہل علم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندہ وسلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

امام پاک اور یزید پلید

ہدیۂ تبریک

از: امام اہل سنت غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

فاضلِ جلیل حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی شہرۂ آفاق تصنیف ''امام پاک اور یزید پلید'' کی تیسری اشاعت پر میں مولانا کوکب نورانی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اس دورِ پرفتن میں جب کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم کارناموں اور ان کے فضائل ومحاسن کے بالمقابل یزیدیت کا پرچار کیا جارہا ہے، اس تالیف منیف کی اشاعت نہایت ضروری اور بے حد مفید ہے۔ مولانا کوکب نورانی (ڈاکٹر۔ پی ایچ ڈی) کے لئے فقیر بصمیم قلب دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے والد ماجد کا مشن آگے بڑھانے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۱ مئی۔۱۹۸۵ء

''امام پاک اور یزید پلید'' صفحہ نمبر ۴

از: علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

اشاعت: فروری ۱۹۹۹ء

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
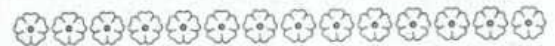
ضمیمۃ الکتاب فی اثبات الکرامات

تقریظ از: غزالی زماں رازی دوراں

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

الحمد للہ و کفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - امابعد!

اس میں شک نہیں کہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ''کرامات الاولیاء حق'' اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں۔ لیکن اس پرفتن دور میں غلو سے بھی کام لیا گیا ہے اور بعض غیر ثابت واقعات کو اولیاء کرام کی طرف فرطِ عقیدت کی بناء پر بغیر تحقیق کے منسوب کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غلو سے محفوظ فرمائے۔

اس کے برعکس اس زمانہ میں ایسے لوگ بھی اہل سنت ہونے کے مدعی پائے جاتے ہیں جنہوں نے سرے سے کراماتِ اولیاء ہی کا انکار کر دیا۔ اس اِفراط وتفریط کے باعث ایک فتنہ برپا ہے۔ مولانا محمد اکرم صاحب شاہ جمالی نے ''اثبات کراماتِ اولیاءؒ'' کے عنوان پر اہل سنت کے مذہب کی تائید میں نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ مفید معلومات جمع کر دی ہیں جو قارئین کرام کے لئے ان شاء اللہ علمی اضافہ کا موجب ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور ان کی اس تالیف کو قبول عام کا شرف عطا کرے۔ (آمین)

سید احمد سعید کاظمی۔

۲۸ جمادی الآخر ۱۳۹۶ھ۔

فیضِ شاہ جمالی

"ضمیمة الکتاب فی اثباتِ الکرامات" صفحہ نمبر ۷۲

تتمة الکلام فی طلب الشیخ والامام

مؤلفہ پیر محمد اکرم شاہ جمالی مکتبہ جمالِ کرم لاہور

اشاعت اول: مارچ ۲۰۰۳ء

شاہ جمالی ٹرسٹ تعلیم الاسلام

مانہ احمدانی ڈیرہ غازی خان

(فقیر حضرت علامہ غزالی دوراں دامت برکاتہم العالیہ کی تحریر سے مکمل اتفاق کرتا ہے۔ فقیر محمد شریف غفرلہٗ۔ مظہر العلوم ملتان شریف۔ ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۹۶ھ۔)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مدینة الرسول

تقریظ

ازرشحات قلم غزالی زماں رازی دوراں

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

صدر جماعت اہل سنت پاکستان، شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

گزشتہ سال "مدینة الرسول ﷺ" میں حضرت مولانا ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب کی ملاقات ہوئی اور مدینہ طیبہ کے اندر اور باہر اہم مقامات مقدسہ کی زیارت ہم نے ایک ساتھ کی۔

مدینہ منورہ کی جو چیز نظر آتی آنکھوں کے راستہ اس نے قلب کی گہرائیوں میں کیف وسرور کی ایسی لطیف کیفیت پیدا کردی کہ اسے دل ہی محسوس کرتا تھا، زبان اس کے اظہار سے عاجز تھی۔ اس اثناء میں فقیر نے شاہ صاحب موصوف سے عرض کیا کہ "مدینة الرسول ﷺ" کے عنوان سے آپ ایک کتاب لکھیں اور اس میں دیارِ حبیب ﷺ کے فضائل لکھیں اور کیف وسرور کے جذبات کا جو اظہار نوکِ قلم سے ہوسکتا ہے اسے ضبط تحریر میں لے آئیں۔ الحمد للہ شاہ صاحب موصوف نے نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ "مدینة الرسول ﷺ" کے عنوان پر زیر نظر کتاب تالیف فرمائی۔ اہل ذوق اور اہل محبت کے لیے یہ کتاب نعمت عظمیٰ ہے۔

قارئین کرام! جس قدر پڑھتے جائیں گے ان کے قلوب محبتِ رسول ﷺ کی لذت سے مسرور ہوتے جائیں گے۔

اللّٰھم ارزقنا زیارۃ حبیبك واجعل موتنا فی بلد رسولك صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارك وسلم

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب سلّمہ اللہ تعالی کو اس عظیم خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور اس مبارک کتاب کو شرف قبول بخشے۔
آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۹۔ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

۵۔جنوری ۱۹۸۲ء

مدینۃ الرسول: بار دہم: ۲۰۰۶ء

آبِ کوثر

تقریظ: غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد
زیر نظر کتاب ''آبِ کوثر'' مؤلفہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب بانی وشیخ الحدیث جامعہ امینیہ فیصل آباد کے بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ البتہ بعض مقامات سے مطالعہ کیا سبحان اللہ، سبحان اللہ درود شریف کے فضائل وفوائد میں ایسی ایمان افروز جامع کتاب اردو زبان میں نظر سے نہیں گزری۔ حضرت مؤلف زید مجدھم نے درود شریف کے فوائد سے متعلق بے شمار واقعات نقل فرمائے ہیں اور درود پاک کے فضائل ومحاسن کے بیان میں نہایت قیمتی مواد بڑی محنت ومشقت کے ساتھ دل کش انداز میں حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع فرمادیا ہے۔ جو اہل علم اور عامۃ المسلمین سب کے لیے بے حد مفید ہے اور نہایت دلچسپ ہے۔ بالخصوص نوعمر بچوں اور مستورات کے لیے تو یہ کتاب ''کبریت احمر'' کا حکم رکھتی ہے۔ دو سو انہتر (۲۶۹) صفحہ کی اس ضخیم زرّیں کتاب کی تالیف پر حضرت مؤلف زید مجدھم ہدیہ تبریک وتحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف ممدوح دامت برکاتھم العالیہ کا ظل عاطفت دراز فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تالیف کو شرفِ قبول بخشے۔ آمین۔

الفقیر السید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ۔

"آب کوثر" صفحہ نمبر ۷۔

از: ابوسعید مفتی محمد امین قادری فیصل آباد۔

ناشر: ضیاء الدین پبلی کیشنز۔ نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

بارِ اول مئی ۱۹۸۷ء۔

اندھیرے سے اجالے تک

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ملتان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اعلیٰ حضرت مجدد ملت الامام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مسلک اہل سنت کی طرف سے عامۃ المسلمین کو بدظن کرنے کی جو مہم معاندین کی طرف سے شکم پروری کی خاطر عرصہ دراز سے چلائی گئی اس کی بنیاد دروغ گوئی اور الزام تراشی کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ جب وہ انتہائی کس مپرسی کی حالت میں مضمحل ہو کر دم توڑنے لگی تو اچانک سعودی خزانوں کے دھانے کھل گئے ریالوں کی بھرمار شروع ہوگئی پھر کیا تھا یار لوگوں نے خوب ہاتھ رنگے اور شکم پروری کے اس موقع سے جی بھر کے فائدے اٹھانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی ملک اور بیرون ملک اس مذموم مہم کو بڑی تیزی سے چلانا شروع کر دیا گیا۔ اس سعیِ نامسعود کا نتیجہ رسوائے زمانہ کتاب "البریلویہ" ہے جس کے بد باطن مؤلف (احسان الٰہی ظہیر اہل حدیث لاہور) نے اعلیٰ حضرت پر جھوٹے الزام لگائے اور مسلک اہل سنت کو مسخ کر کے

کفر و شرک اور بدعت وضلالت کی صورت میں پیش کیا۔ حقائقِ ثابتہ کو دجل وفریب کے پردوں اور چمکتی ہوئی صداقتوں کو شکوک واوہام کی تاریکیوں میں چھپانے کی ناکام کوشش کی مگر "ہر فرعون را موسیٰ" اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فاضلِ جلیل حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری میدان میں آئے اور انہوں نے اس کے ردّ میں "اندھیرے سے اجالے تک" کتاب لکھی جو اسم بامسمّٰی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل مصنف نے مؤلف "البریلویہ" کے مکر وفریب اور دجل کے تمام پردوں کو چاک کر دیا اور علم ویقین کے نور سے شکوک واوہام کی ظلمتوں کو نیست ونابود کر دیا ہے۔ اس کا جو حصہ سامنے آیا ہے اس کے پڑھنے سے یقیناً ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ ہم اندھیرے سے اجالے تک پہنچ گئے۔ مصنفِ ممدوح نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ حقائق کو بے نقاب کیا ہے۔ مدلل اور مسکت جوابات دیئے ہیں۔ انتہائی سلیس اور پاکیزہ اندازِ بیاں ہے۔ تحقیق اور انصاف کی روشنی میں اگر یہ کتاب پڑھی جائے تو پڑھنے والا بے ساختہ کہے گا حق یہی ہے جو "اندھیرے سے اجالے تک" کتاب کے مصنف نے لکھا۔

فاضلِ محترم مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مستحق تحسین وآفرین ہیں کہ انہوں نے یہ بے نظیر کتاب لکھ کر حقائق کے چہروں سے نقاب اٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس تصنیف کو شرف قبول عطا فرمائے اور انہیں ان خدمات کے لیے زندہ و سلامت رکھے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

۵۔ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ۔ مطابق ۱۷۔ مارچ ۱۹۸۶ء

۱۔ اندھیرے سے اجالے تک ------- طبع اول ------

۲۔ "اندھیرے سے اجالے تک" اور "شیشے کے گھر" اربابِ علم وصحافت کی نظر

میں۔

ترتیب: ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی۔

شامل در ''البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ'' صفحہ نمبر ۴۲۹-۳۰

از: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔

مکتبہ قادریہ لاہور۔

اشاعتِ دوم: ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

نوٹ: ''البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ'' کا عربی ترجمہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے بڑے فرزند ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے فرمادیا ہے۔ عنقریب شائع ہوگا۔

سلم المناجیح فی بیان انہ مالک المفاتیح

صیغمِ اسلام رازی دوراں، سیدی حضرت علامہ

سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاول پور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! حضور سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے قاسمِ خزائن الٰہیہ ماننا، ان مسائلِ مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمتِ نبوت ورسالت ﷺ سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو اِن مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے نہایت واضح طور پر نبی کریم ﷺ کا مالکِ نعماءِ الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات نہیں سمجھتے کہ اذنِ الٰہی اور عطاءِ خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائنِ نعمت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امرِ ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہوسکتا۔ شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محالِ ذاتی کا اعتقاد ہو جیسا کہ عطاءِ الوہیت ممتنع عقلی اور بالذات ہے۔ لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امرِ واقع بلکہ مشاہد ہے۔

حضور ﷺ سے اختیارات کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان سب کا مفاد یہ ہے کہ حکم خداوندی کے

خلاف اور مشیتِ الٰہیہ کے منافی حضور ﷺ کے لئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار حاصل نہیں ہے اور عطاءِ الٰہی سے کل اختیارات حضور ﷺ کے لئے حاصل وثابت ہیں۔

عزیز القدر مولانا منظور احمد فیضی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اختصار کے ساتھ پیشِ نظر رسالہ ''سلم المناجیح فی بیانِ انہ مالک المفاتیح'' لکھ کو عوام الناس کے اعتقاد کو متزلزل ہونے سے بچانے کی سعیِ جمیل کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

سلم المناجیح فی بیان انہ مالک المفاتیح

المعروف بہ

مختارِ کل۔ صفحہ نمبر ۷۔۶

از: علامہ منظور احمد فیضی۔ طبع: ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ، فروری ۲۰۰۲ء۔

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فاضل بریلوی اور ترکِ موالات

تقریظ

زبانی تبصرہ: مورخہ ۱۹۷۱ء ''بر فاضل بریلوی اور ترکِ موالات''۔

از ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی

''سچ تو یہ ہے کہ ایسا مقالہ لکھنا ہمارے بس کی بات نہ تھی''

تاثرات: صفحہ نمبر ۸۵۔ مؤلفہ: ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی۔

ناشر: مرکز تعلیماتِ اسلامیہ ملتان۔ مئی ۱۹۸۸ء

بارِ اول۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

تبلیغی جماعت کا صحیح رخ

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد!

فاضل جلیل مولانا محمد عبدالغفور صاحب نقش بندی مجددی الوری۔ مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ فیاض العلوم رائے ونڈ سلمہم اللہ تعالیٰ کی زیرِ نظر تالیف فقیر نے بعض مقامات سے دیکھی، فاضل مؤلف نے نہایت محنت اور کاوش کے ساتھ علمی واستدلالی طور پر اپنے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ تبلیغی جماعت کا ظاہر عوام کے سامنے دینی اور مذہبی نظر آتا ہے یہ لوگ اپنے آپ کو اختلافِ عقائد سے بھی بالاتر ظاہر کرتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اہل سنت کے لیے یہ تالیف دیدۂ بینا کا حکم رکھتی ہے۔ اس موضوع پر مفصل لکھنا نہایت ضروری تھا تاکہ عوامِ اہل سنت تبلیغی جماعت کے عقائد واصول سے واقف ہوں۔ الحمدللہ مولانا موصوف نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا المحترم کو جزائے خیر عطا فرمائے

اوران کی اس تالیف کو عامۃ المسلمین کے لیے موجب منفعت بنائے۔آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۹۔ربیع الثانی:۱۳۹۹ھ

(''تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ'' صفحہ نمبر ۵ مؤلفہ: مولانا عبدالغفور الوری۔

اشاعتِ دوم:۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء۔ملنے کا پتہ:دارالعلوم فیاض العلوم رائے ونڈ،لاہور)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

نقوش رعنا موسوم بہ مرقع خطاطی

از ابن کلیم،ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

''بفحوای القلم احدی اللسانین''،قلم کاری وخطاطی کی اہمیت عالی مسلمات سے ہے۔جس طرح زبان کی فصاحت وبلاغت متکلم کے مافی الضمیر کو مخاطب کے ذہن نشین کرنے میں مؤثر ہے اسی طرح قلم کاری خطاطی اورتحریر کی شستگی بھی پڑھنے والے کے دل ودماغ پر اثر انداز ہوتی ہے۔

چونکہ بے بہا علوم وفنون کی ایجاد مسلمانوں نے کی جن کی ترویج واشاعت کا مستحکم ذریعہ قلم ہی تھا اس لیے فن خطاطی مسلمانانِ عالم کے نزدیک خاص طور پر اہمیت کا حامل قرار پایا۔

مگر اس کے باوجود اس فن لطیف کی بنیادی وتاریخی حیثیت کو منظر عام پر لانے کے بارے میں بہت تھوڑا کام ہوا حالانکہ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی کیوں کہ اس زمانہ میں ملحدانہ ذہنیت رکھنے والوں کی طرف سے غیر اسلامی

فنون وباءِ عام کی طرح پھیلائے جارہے ہیں۔

ابن کلیم نے گزشتہ سال (تاریخ فن خطاطی) کے نام سے کتاب شائع کی تھی جو میری نظر سے گزری اس فن پر اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب تھی۔اس کے بعد زیر نظر کتاب '' نقوش رعنا موسوم بمرقع خطاطی '' ابن کلیم کی نہایت کامیاب کوشش ہے جو نہ صرف اربابِ فن بلکہ عوام وخواص کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

اس کتاب سے واضح ہوتا ہے۔کہ ابتدائی اسلامی دور سے اب تک تحریر کے لیے جو خطوط مختلف انداز میں رائج کیے گئے اوران سے استفادہ کیا گیا وہ کس طرح معرض وجود میں آئے کون ان کا محرک تھا اور ان خطوط میں لفظوں کیا کیا ساخت تھی۔

چھ مروجہ خطوط پر ابن کلیم نے انتھک محنت کے ساتھ تحقیقی کام کیا اس کے علاوہ ایک نئے اندازِ تحریر سے روشناس کرا کے انفرادی حیثیت میں تعمیری کام سرانجام دیا ہے۔وہ اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اس فن میں ابن کلیم کا یہ کمال دراصل ان کے والد ماجد جناب محمد حسین کلیم مرحوم کے کمال خطاطی کا مظہر ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ ابن کلیم صحیح معنی میں الولد سر لابیہ کا مصداق ثابت ہوئے۔اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیل اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل قبول فرمائے۔اوران کے والد ماجد جناب کلیم مرحوم کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنت الفردوس عطا فرمائے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دیے گئے قواعد وضوابط اور اصول کی روشنی میں ہر فرد استفادہ کرتے ہوئے اس فن لطیف میں مہارت

حاصل کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو فلاح دارین اور زیر نظر کتاب کو قبول عام عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

۱۶ مئی ۱۹۷۸ء

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

''آئینہ صلوۃ'' مؤلفہ قاری محمد عطاء اللہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور اس پر حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے۔ دستیاب نہیں ہو سکی۔

مکتوبات

''سیدی ومرشدی ومولائی، روحی وقلبی فداك

(ابوالبرکات سید احمد قادری الوری)

ادام اللہ تعالیٰ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صحیفہ گرامی تشریف لایا کرم گستری کا تہ دل سے شکریہ۔

من کہ باشم کہ سراں خاطر عاطر گزرم

لطف ہا می کنی اے خاک درت تاج سرم

حضور کی یاد فرمائی پر جس قدر میں ناز کروں بجا ہے۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

سرکار طلب فرمائیں یا نہ فرمائیں ہمارے لیے جلسہ مبارکہ میں حاضر ہونا ہم عصاۃ کی انتہائی خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے۔ ان شاء اللہ تعالی جمعہ کے روز ضرور حاضری ہوجائے گی۔ موضوعات میں جو حضور مناسب خیال فرمائیں متعین فرمادیں۔ اگر ''حیاتِ مسیح علیہ السلام'' اور ''عصمت انبیاء علیہم السلام'' اور ''تردید غیر مقلدین خذلھم اللہ العلی العظیم'' پر حکم ہوگا تو ان شاء اللہ کچھ عرض کروں گا۔ ان کے علاوہ ''مسئلہ علم غیب''۔

سید احمد سعید کاظمی

امروہہ ضلع مراد آباد۔ (۱۹۳۰ء)

(سیدی ابوالبرکات، تصنیف: علامہ محمود احمد رضوی ابن حضرت سید ابوالبرکات)

معکوس از: ''جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے پہلے ترجمان'' صفحہ نمبر ۵۔ ۴۔ محمد صلاح الدین سعیدی۔ ادارہ محمدیہ مغل پورہ لاہور۔ رجب: ۱۴۲۷ھ، اگست۔ ۲۰۰۶ء۔

بطرف: محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ (۱۹۴۵ء) بروز جمعہ ہفتہ اتوار باغ لانگے خان میں منعقد ہو رہا ہے۔

بعد نماز جمعہ جلسہ کی صدارت حضرت مخدوم صدر الدین گیلانی فرما رہے ہیں۔

اس اجلاس میں پہلی اور افتتاحی تقریر آپ کی ہونی ہے۔

ازراہِ عنایت ضرور تشریف لائیں۔

(تاثرات: صفحہ نمبر ۱۱۰۔۱۰۹۔

مضمون نگار: شبیر احمد دہلوی۔

مرتبہ: ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی۔

ناشر: مرکز تعلیمات اسلامیہ ملتان۔

بارِ اول: مئی ۱۹۸۸ء)

بطرف: خواجہ گل محمد صاحب تھلہ شریف۔ تحصیل صادق آباد

مجمع المحاسن والمکارم ذی المجد العظیم والفضل العمیم ہادی گم گشتگان

مفیض مسترشدان حضور حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

بعد از دعوات کثیرہ وشوق ملاقات وفیرہ خلاصۃ المرام من الارقام ایں کہ ملتان شہر میں متصل چوکی چہلیک ایک عظیم الشان دارالعلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارالعلوم کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ جس میں حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک ومشرب حق کے موافق قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ابتدائی مرحلہ کے باوجود کام اچھے پیمانہ پر چل رہا ہے۔ متعدد بیرونی وشہری طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں ۔ اس مدرسہ انوارالعلوم کا افتتاحی جلسہ بتواریخ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ذوالحجہ المبارکہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۹، ۱۰، ۱۱ دسمبر 1944ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر بمقام باغ لانگے خان منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں ہندوستان وپنجاب کے مشاہیر علمائے کرام واکابر مشائخ ملت تشریف فرما ہوں گے۔ جس میں حضور کی تشریف آوری ازبس ضروری ونہایت لازمی ہے بندہ نواز! اگر حضور کی تشریف آوری نہ ہوئی تو دین متین کے وسائل مبارکہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ مکرر اطلاعاً نیاز نامہ روانہ خدمت کیا جارہا ہے۔ لیکن جواب باصواب سے اب تک محروم رہے۔

اے کہ آمدنت باعثِ آبادیٔ ما

والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی امروہوی عفی عنہ

مہتمم وخادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم

ملتان شہر محلہ قدیر آباد

* * *

بطرف: خواجہ عبدالحمید صاحب تھلہ شریف صادق آباد

حضرت سجادہ نشین صاحب تھلہ شریف زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

حامل ہذا کی فریاد سن لیجئے اور از راہ کرم اس مظلوم کی مدد فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے۔ آمین۔ والسلام

سید احمد سعید کاظمی

۲ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

* * *

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

دعوت نامہ منجانب: مجلس استقبالیہ جمعیۃ العلماء پاکستان (ملتان شہر)

حضرت محترم! ادام بالمجد والکرم:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ امر جناب سے مخفی نہیں کہ علماء و جمہور اہل سنت ابتدا سے قیام پاکستان کی حمایت اور اس کے حصول کے لیے پوری جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ قیام پاکستان کی راہ میں جو لوگ حائل رہے وہ صرف غیر مسلم ہی نہ تھے بلکہ اپنی بدقسمتی سے کچھ مسلمان بھی تھے جو ان کی ہمنوائی اور ہماری مخالفت کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین کی کوششوں کو ناکام فرما کر محض اپنے فضل و کرم سے امتِ مسلمہ کو ''پاکستان'' کی دولت عطا فرمائی۔

نیز یہ حقیقت بھی جناب پر روزِ روشن کی طرح آشکارا ہے کہ عامۃ المسلمین نے حصول پاکستان کے لیے جس قدر جدوجہد کی، وہ صرف اس مقصد کے پیش نظر کی تھی کہ ''دولتِ پاکستان'' میں خالص اسلامی حکومت ہوگی اور اس کا دستور و نظام خالص اور صحیح اسلامی دستور و نظام ہوگا۔ مسلمانوں نے اس مقصد عظیم کے لیے جو قربانیاں دیں اور اس راہ میں ان کو جس قدر آلام و مصائب اور قیامت خیز خونی انقلاب سے دوچار ہونا پڑا دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اگر اب بھی وہ مقصدِ حقیقی حاصل نہ ہوا تو یہ ملت اسلامیہ کی انتہائی بدقسمتی بلکہ اس کی موت ہوگی اور یہ سب قربانیاں خاک میں مل جائیں گی۔ اس وقت ہر ایک جماعت اپنے مقاصد کے پیش نظر میدانِ عمل میں گامزن ہے۔ ہمارا مقصدِ اعظم صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ لاکھوں مسلمانوں کی یہ خونی قربانیاں ضائع نہ

ہوں۔ ''پاکستان'' صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قرار پائے اور اس میں اسلامی آئین و قوانین کا پوری طرح نفاذ ہو اور اس کے ساتھ مذہب اہل سنت کا پورا پورا تحفظ ہو۔ ہم طویل مدت سے جمود و تعطل اور تغافل و تکاسل میں مبتلا ہیں۔

ہم نے اس وقت تک اپنی مکمل و مستحکم تنظیم کی طرف کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا تھا۔ اب زمانہ کی رفتار ہمیں ٹھکرا ٹھکرا کر مجبور کر رہی ہے کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ منظم ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور اپنی اجتماعی قوت سے اپنے مذہب و ملت کی حفاظت کے لیے تیار ہو جائیں۔ مبادا کہ زمانہ کی طاغوتی طاقتیں ہمیں کچل کر رکھ دیں اور ہم ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جائیں۔ اس اہم ضرورت کے پیش نظر ''جمعیۃ العلماء پاکستان'' کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے۔ جس کا مرکزی افتتاحی اجلاس بتواریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء ملتان میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ لہٰذا نہ صرف خدا و رسول اور دین حنیف کے لیے بلکہ اپنی بقائے بالایمان و عزت کے لیے بھی اس اہم ضرورت کا شدت کے ساتھ احساس فرماتے ہوئے ہم خدام دین و ملت کی دستگیری و رہنمائی فرمایئے اور ایسی صراطِ مستقیم پر چلایئے جو ہمیں منزلِ مقصود پر پہنچا دے۔

اگر خدانخواستہ اس وقت آپ نے موجودہ حالات کی نزاکت کا صحیح اندازہ و احساس نہ فرمایا تو مستقبل قریب میں اس کے جس قدر خطرناک نتائج برآمد ہوں گے ان سب کی ذمہ داری سے جناب کی ذات گرامی بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتی اور قیامت کے دن جمہور اہل سنت آپ کے دامن گیر ہوں گے۔ اس لیے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اجلاس ہذا کی دعوت قبول فرما کر مژدۂ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ مجلس استقبالیہ جناب کے قیام و طعام و دیگر ضروریات کا باحسن

وجوہ انتظام کر سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

والسلام مع الاکرام۔

(مقالات کاظمی جلد دوم صفحہ ۴۷۸،۴۷۷)

سیدی ومولائی مستشار العلماء المشائخ الاعلام!

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری ادامکم اللہ بالعز والاکرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ امر آپ جیسے اہل بصیرت حضرات سے مخفی نہیں کہ اس دورِ پرآشوب کے حالات وواقعات امت مسلمہ کے لیے خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر ایک قوم وجماعت ان ہولناکیوں کو محسوس کرتے ہوئے ان سے تحفظ اور اپنی باعزت بقا کی کوششوں میں سردھڑ کی بازی لگا رہی ہے لیکن ہم اہل سنت نے ایسے حالات کی نزاکت کا احساس نہ کبھی پہلے کیا اور نہ آج اس کی طرف ہماری توجہ ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بیداری کی لہر دوڑ گئی، مگر ہم ویسے ہی خوابِ غفلت میں مدہوش ہیں۔ سوءِ اتفاق سے اگر کبھی مجتمع ہوئے بھی تو متفرق ہونے کے لیے۔ ملے تو جدا ہونے کے واسطے۔ اس کے برعکس اغیار نے ہمیشہ موقع شناسی سے کام لیا۔ حالات کی رفتار کا گہری نظر سے اندازہ کیا اور جو قدم اٹھایا برمحل اور مقتضائے حال کے مطابق اٹھایا۔ چنانچہ ان کی وہ مشہور شخصیتیں اور جماعتیں جو اَب سے قریباً دو سال قبل تک نظریہ پاکستان اور اس کے قیام کی شدید ترین مخالفت کرتی رہیں اور آج قیام پاکستان کے بعد بھی ان جماعتوں

کے بیشتر افراد پاکستان کی مخالفت ہی کیے جاتے ہیں۔ بایں ہمہ ان کی دورخی پالیسی اور موقع شناسی برابر کارفرما ہے۔ جب انہیں قیام پاکستان کا یقین ہو چلا تو انہوں نے حیرت انگیز طور پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی! اور کچھ ایسا رسوخ پیدا کیا کہ ان کا ایک فرد ایک ہی جست میں منصبِ دستور ساز پر فائز المرام ہوکر پاکستان کی اسمبلی پر بھی چھا گیا! دوسری طرف انہیں جماعتوں کی پیش بینی کے ماتحت تحفظ ودفاع پاکستان اور اس کی حمایت کا ریزولیشن پاس کرکے اعلان کردیا کہ ہمارے سابقہ اختلافات ختم ہوگئے۔ اب ہم جماعتی طور پر پاکستان کی پوری حمایت اور اس کے واسطے ہر ممکن قربانی دیں گے اور اس طرح یہ لوگ حکومتِ پاکستان کی نظر میں سرمۂ چشم بن کر سما گئے اور اب پاکستان میں آئینِ شرعیہ کے نفاذ کے مطالبہ کی آوازیں بلند کرکے عامۃ المسلمین سے بھی خراجِ تحسین وعقیدت حاصل کررہے ہیں۔

ہر چند کہ یہ مذکورہ مطالبہ نہایت مستحسن ہے لیکن اس پردہ میں ان کے اغراض ومقاصد بھی کارفرما ہیں جو نہ صرف اہل سنت کے مفاد! بلکہ ہمارے وجود کو فنا کردینے والے ہیں۔ ان حالات کے باوجود ہم ہیں کہ اسی خواب خرگوش میں خراٹے لے رہے ہیں۔ ہمارے تشتت وانتشار کا آج بھی وہی عالم ہے جو پہلے تھا۔ نہ ہم پہلے کچھ تھے، نہ آج کسی شمار میں ہیں۔ حالانکہ بفضلہ تعالیٰ عامۃ المسلمین میں ہماری اکثریت ہے۔ پھر بھی ہمارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدقسمتی کیا ہوسکتی ہے؟

ادھر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے ہمیشہ مسلم لیگ کی حمایت کی، اس کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلے میں اپنی تمام کوششیں صرف کردیں، جانی

وجوہ انتظام کر سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

والسلام مع الاکرام۔

(مقالات کاظمی جلد دوم صفحہ ۴۷۷،۴۷۸)

سیدی ومولائی مستشار العلماء المشائخ الاعلام!

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری ادامکم اللہ بالعز والاکرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ امر آپ جیسے اہل بصیرت حضرات سے مخفی نہیں کہ اس دورِ پر آشوب کے حالات وواقعات امت مسلمہ کے لیے خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر ایک قوم وجماعت ان ہولناکیوں کو محسوس کرتے ہوئے ان سے تحفظ اور اپنی باعزت بقا کی کوششوں میں سردھڑ کی بازی لگا رہی ہے لیکن ہم اہل سنت نے ایسے حالات کی نزاکت کا احساس نہ کبھی پہلے کیا اور نہ آج اس کی طرف ہماری توجہ ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بیداری کی لہر دوڑ گئی، مگر ہم ویسے ہی خوابِ غفلت میں مدہوش ہیں۔ سوءِ اتفاق سے اگر کبھی مجتمع ہوئے بھی تو متفرق ہونے کے لیے۔ ملے تو جدا ہونے کے واسطے۔ اس کے برعکس اغیار نے ہمیشہ موقع شناسی سے کام لیا۔ حالات کی رفتار کا گہری نظر سے اندازہ کیا اور جو قدم اٹھایا برمحل اور مقتضائے حال کے مطابق اٹھایا۔ چنانچہ ان کی وہ مشہور شخصیتیں اور جماعتیں جو اَب سے قریباً دو سال قبل تک نظریہ پاکستان اور اس کے قیام کی شدید ترین مخالفت کرتی رہیں اور آج قیام پاکستان کے بعد بھی ان جماعتوں

کے بیشتر افراد پاکستان کی مخالفت ہی کیے جاتے ہیں۔ بایں ہمہ ان کی دورخی پالیسی اور موقع شناسی برابر کارفرما ہے۔ جب انہیں قیام پاکستان کا یقین ہو چلا تو انہوں نے حیرت انگیز طور پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی! اور کچھ ایسا رسوخ پیدا کیا کہ ان کا ایک فرد ایک ہی جست میں منصبِ دستور ساز پر فائز المرام ہو کر پاکستان کی اسمبلی پر بھی چھا گیا! دوسری طرف انہیں جماعتوں کی پیش بینی کے ماتحت تحفظ ودفاع پاکستان اور اس کی حمایت کا ریزولیشن پاس کر کے اعلان کر دیا کہ ہمارے سابقہ اختلافات ختم ہو گئے۔ اب ہم جماعتی طور پر پاکستان کی پوری حمایت اور اس کے واسطے ہر ممکن قربانی دیں گے اور اس طرح یہ لوگ حکومتِ پاکستان کی نظر میں سرمۂ چشم بن کر سما گئے اور اب پاکستان میں آئینِ شرعیہ کے نفاذ کے مطالبہ کی آوازیں بلند کر کے عامۃ المسلمین سے بھی خراجِ تحسین وعقیدت حاصل کر رہے ہیں۔

ہر چند کہ یہ مذکورہ مطالبہ نہایت مستحسن ہے لیکن اس پردہ میں ان کے اغراض ومقاصد بھی کارفرما ہیں جو نہ صرف اہل سنت کے مفاد! بلکہ ہمارے وجود کو فنا کر دینے والے ہیں۔ ان حالات کے باوجود ہم ہیں کہ اسی خواب خرگوش میں خراٹے لے رہے ہیں۔ ہمارے تشتت وانتشار کا آج بھی وہی عالم ہے جو پہلے تھا۔ نہ ہم پہلے کچھ تھے، نہ آج کسی شمار میں ہیں۔ حالانکہ بفضلہ تعالیٰ عامۃ المسلمین میں ہماری اکثریت ہے۔ پھر بھی ہمارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے؟

ادھر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے ہمیشہ مسلم لیگ کی حمایت کی، اس کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلے میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں، جانی

ومالی قربانیوں میں کوئی دریغ نہ کیا۔ بحمداللہ تعالیٰ اپنے اور بیگانوں کی شدید مخالفتوں کے باوجود پاکستان قائم ہوگیا۔ مگر ہماری عدم تنظیم نے ہمیں یہ وقت دکھایا کہ آج اس حکومتِ پاکستان میں جس کا قیام ہماری قربانیوں کا نتیجہ ہے ہمیں کوئی امتیاز ووقار حاصل نہیں۔ نہ ہماری خدمات کا کوئی نتیجہ! بلکہ ہمارا مذہب ومسلک وجان ومال، عزت وآبرو سب کچھ شدید ترین خطرات میں محصور نظر آتے ہیں۔ مستقبل قریب میں جو طوفانی انقلاب رونما ہوتا نظر آرہا ہے اس کی تہہ میں ہمارے مخالفین کی طاغوتی طاقتیں ہمارے کچلنے اور حرف غلط کی طرح مٹادینے کے درپے نظر آتی ہیں۔ اندریں حالات بھی اگر خدانخواستہ ہمیں ہوش نہ آیا اور ہم اسی طرح غیر منظم ومنتشر رہے تو اس کا انجام ظاہر ہے۔

محترم! ہر جماعت کا وجود اثر اس کے اہم کارہائے نمایاں کی بنا پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ انفرادی کام کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ نہ انفرادی زندگی وعزت کوئی زندگی وعزت ہے۔ اس لیے اب تک جو ہوا سو ہوا، اس پر افسوس کا وقت نہیں رہا۔ اب اگر ہم عزت ووقار کے ساتھ زندہ رہنے اور اپنے صحیح مذہب ومسلک کی بقا کے خواہش مند ہیں تو ہمیں ''گزشتہ راصلوٰۃ آئندہ رااحتیاط'' کے پیشِ نظر فی الفور اور ضرور بالضرور ایک مرکز پر جمع اور ایسی وسیع ومستحکم تنظیم کے ساتھ منظم ہونا پڑے گا کہ ہمارا ایک فرد بھی ہم سے جدا نہ رہے اور پھر پوری قوت وہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی فتح ونصرت کی امید پر میدانِ عمل میں نکل آئیں۔ حالات کتنے ہی بد سے بدتر سہی! لیکن الحمدللہ کہ ہم اس کی رحمت سے ناامید نہیں! ابھی ہمارا مرض قابلِ علاج ہے۔ آفتابِ امید کی شعاعیں چمکتی نظر آتی ہیں۔ خدا کی رحمت ہماری حرکت کی منتظر ہے۔ ہمیں کسی کو گرانا نہیں

بلکہ اپنے گرے ہوؤں کو اٹھانا ہے، ہمارا مقصد کسی سے برسرِ پیکار ہونا نہیں، نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی مذہبی یا سیاسی جماعت سے متصادم ہوں، ہم تو اہل سنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو وسیع تنظیم کے مضبوط رشتہ میں پرونا اور ایک امیر اہل سنت کی قیادت میں منظم ومجتمع کرکے یہ چاہتے ہیں کہ دولت خداداد پاکستان کی ایسی صحیح دینی وملی خدمت کریں کہ وہ آئین شرعیہ کے مکمل نفاذ واجراء کے ساتھ صحیح معنی میں اسلامی حکومت بن جائے۔ کیوں کہ یہ مطالبہ درحقیقت انہیں اہل سنت کا حق وفرض ہے جو ہمیشہ قیام پاکستان کی حمایت اور اس کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اس مبارک مقصد اعظم کے لیے کافی غوروخوض کے بعد جمعیۃ العلماء پاکستان کی تشکیل کی گئی ہے! موجود تشکیل عارضی اور اس وقت کے لیے ہے جب تک جمعیۃ کا مرکزی افتتاحی اجلاس منعقد ہو۔ مرکزی اجلاس میں جدید انتخاب ہوکر باضابطہ مرکزی جمعیۃ قائم کی جائے گی۔ یہ اجلاس بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ملتان میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس کے لیے پاکستان کے جمہور علماء ومشائخ اہل سنت کو دعوت دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم کا سالانہ جلسہ بھی منعقد ہوگا۔ خدا کے لیے اس موقع پر ضرور بالضرور تشریف لایئے اور امت مسلمہ وحکومت اسلامیہ پاکستان کو صحیح راہ عمل پر گامزن ہونے کی تبلیغ وہدایت فرما کر عنداللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونے کی کوشش فرمایئے۔

جناب کی شرکت خاص طور پر نہایت ضروری ہے۔ ازراہِ کرم جواب باصواب سے جلد از جلد مشرف فرمایئے تاکہ زادِ راہ حاضر خدمت کیا جائے۔

والسلام مع الاکرام:

فقیر سید احمد سعید کاظمی امروہوی غفرلہٗ

مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان شہر کچہری روڈ

۴۔ مارچ۔ ۱۹۴۸ء۔

(مقالات کاظمی جلد دوم صفحہ ۴۷۶، ۴۷۳)

بعینہٖ یہی خط مع مطبوعہ دعوت نامہ از مجلس استقبالیہ جمعیت علمائے پاکستان ملتان شہر، ابوالحقائق شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کو بھی روانہ کیا گیا۔

(فیضان شیخ القرآن صفحہ ۳۷۹-۳۸۲۔ از پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی۔ مکتبہ بزم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف۔ وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔ طباعت ۲۰۱۰ء)

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

سیدی وسندی ومولائی۔ ادام اللہ تعالٰی برکاتکم ومتعنا بطول حیاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرم نامہ تشریف لایا! دلی شکریہ! جامع المتفرقین جل مجدہٗ اگر ہمیں دولتِ تنظیم عطا فرما سکتا ہے تو وہ اس کے لیے دامنِ قابلیت دینے پر بھی قادر ہے۔ ہم تو لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ کے پیش نظر اس کی رحمتوں کے امیدوار ہیں! اَلسَّعْیُ مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنْهُ۔ (جل مجدہٗ)

بار بار بن کر بگڑنے سے گھبرائیے نہیں! ان شاء اللہ آں حضرت کے تلخ تجربے اس میدان میں مشعلِ راہ ثابت ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری شرکت

مفید تو کہاں غیر مفید بھی نہ ہوگی۔ قبلہ! مفید کو تو اس وقت رہنے دیجئے۔ کَلَامُ اللَّیْلِ یَمْحُوْهُ النَّهَار۔ ہمارے لیے یہ کیا کم ہے کہ آں حضرت کی تشریف آوری غیر مفید ثابت نہ ہو! اس کے سوا اور ہم چاہتے ہی کیا ہیں۔

جواباً جو کچھ ارقام فرمایا ہے: اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا! لیکن تشریف کو شروطِ موانع سے مشروط فرمانا یقیناً ورودِ منع کے قابل ہے۔ اس لیے اگر لانسلم کے ساتھ مؤدبانہ گزارش کی جائے کہ تشریف آوری لا بشرط شیء کے مرتبہ سے ہونی چاہیے تو غالباً آپ ناراض نہ ہوں گے۔

فردوسی کے شعر میں جو بے مثال تصحیح فرمائی داد سے بے نیاز ہے۔ خوردن کے ساتھ برخاستن کو کتنی اچھی مناسبت ہے یعنی اتنا کھایا کہ کھاتے کھاتے رفع ------ کے لیے اٹھنا پڑا۔ ہاں جناب کھانے کے بعد اٹھنے کی ضرورت نہ ہوتی تو آدم علیہ السلام گندم کھا کر جنت سے کیوں اٹھتے مگر مطمئن رہیے، راشن کی قلت کی وجہ سے ان شاء اللہ یہاں ایسا موقع نہ آئے گا۔

قبلہ! نمازِ جمعہ کے بعد ہی سہی! مگر اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اور اس کے رسول ﷺ کا واسطہ! تشریف ضرور لائیں۔ اے کہ بس آمدنت باعث آبادی ما!

والسلام مع الاکرام

آپ کا کاظمی غفرلہٗ

۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء

(مقالات کاظمی جلد دوم صفحہ ۴۷۸، ۴۷۹)
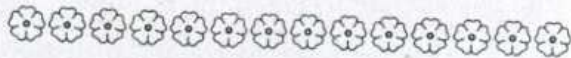
مرکزی دفتر جمعیۃ العلماء پاکستان۔لاہور۔

نمبر۔۔۔۔۔۱۰۰۸۱۔تاریخ:۱۸دسمبر۱۹۴۸ء۔یوم۔۔۔۔۔

محترمی جناب مولانا عبداللطیف صاحب چشتی کامونکی

ادام اللہ برکاتکم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دوعدد ٹرک ایک نمبری FPP.470 دوسرا KAP.185 مجاہدین کشمیر کے لیے ۸۰ من ملٹری بوٹ، ۴۰ من کوٹ، جرسی، جراب اورنومن۔۔۔۔۔۔ہے۔ آپ کے چارج میں بھیجے جارہے ہیں۔آپ اطمینان سے بہ حفاظت لے جائیں۔

ہم۔۔۔۔۔۔۔۔لے کر آرہے ہیں۔ان شاءاللہ راولپنڈی ملیں گے۔

والسلام:

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔صدر جمعیۃ العلماء پاکستان

احمد سعید کاظمی۔ناظم جمعیۃ العلماء پاکستان

منقول از ''دررسول کی حاضری۔ترجمہ: شفاء الفؤاد بزیارۃ خیر العباد۔صفحہ نمبر ۲۰۔بارِدوم: مارچ:۱۹۹۵ء۔مصنفہ: سید محمد علوی مالکی مکہ مکرمہ۔مترجمہ: مفتی محمد خان قادری لاہور، ناشر: لطیف احمد چشتی۔طبع از عالمی دعوت اسلامیہ لاہور۔

عمدۃ المدرسین حضرت مولانا مولوی حامد دین صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون۔مزاج عالی

گزارش ہے کہ مدرسہ مخزن العلوم میں مدرس کی ضرورت ہے اگر آپ تشریف لے آئیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔تنخواہ وغیرہ کے متعلق زبانی گفتگو فرمالیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہر طرح خوش رہیں گے۔امید ہے کہ میری گزارش کو ضرور شرف قبول بخشا جائے گا۔

والسلام:

سید احمد سعید الکاظمی

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شریف

۶۔مئی۔۱۹۵۸ء

قدوۃ العارفین، عمدۃ الصالحین، افضل العلماء الراسخین

حضرت قبلہ سید امام شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج اقدس

مؤدبانہ گزارش ہے کہ لودھراں کا جلسہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ ذی القعدہ کو بایام بدھ، جمعرات، جمعہ منعقد ہو رہا ہے۔ جلسہ کا انعقاد صرف حضور کی قیادت اور روحانیت کے زیر سایہ ہوگا۔ اس لیے حضور والا کی تشریف آوری نہایت ضروری ہے۔ ان شاء اللہ المولی الکریم یہ فقیر بھی حاضر ہوگا۔ از راہِ کرم ضرور تشریف لائیں۔ عین کرم ہوگا۔ بشیر شاہ صاحب کی دیوبندیت میں ذرہ بھر خفا نہیں مگر حضور والا نے نامعلوم کیوں اس کے صحیح العقیدہ ہونے کی تصدیق فرمادی۔ از راہِ عنایت خصوصی توجہ فرمائی جاوے۔

والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۱۲ جون ۱۹۵۷ء

بتاریخ: ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۷۶ھ
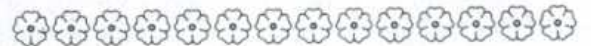
عمدۃ العلماء الراسخین والفضلاء الکاملین

حضرت امام شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تحیات مسنونہ:

مؤدبانہ گزارش ہے کہ لودھراں میں عید الاضحیٰ پڑھانے کا مسئلہ نہایت اہم ہوگیا ہے بنفس نفیس حضور والا خود تشریف لا کر نماز عید پڑھائیں یا حضرت صاحبزادہ صاحب دام مجدہم کو بھیجیں۔ یہ دین کی خدمت ہے۔ اگر خدانخواستہ حضرت اقدس نے اس طرف التفات نہ فرمایا تو ممکن ہے کہ مسلمانوں میں کشیدگی کے آثار پیدا ہو جائیں اس لیے مؤدبانہ عرض ہے کہ ضرور ضرور کرم فرمایا جاوے۔

والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

۴ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ۔

مکرمین و معظمین حضرات جناب سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب و حضور بخش صاحب نیچ ومیاں احمد بخش نیچ وجناب منشی غلام رسول صاحب ڈوالہ۔ زیدت مکارکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔مزاج مبارک؟

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مولانا محمد شفیع صاحب کو جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ) بھیج دیں کیوں کہ وہ بھی اپنا ہی مدرسہ ہے وہاں مولانا محمد شفیع کا بھیجنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے نواسے حضرت مولانا تقدس علی خان صاحب کا حکم ہے جس کی تعمیل نہایت ضروری ہے۔مولانا محمد شفیع صاحب کے صاحب زادے جو میرے پاس سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر گئے اس مدرسہ کو سنبھالنے کے لیے ان شاء اللہ العزیز کافی ہوں گے۔ان شاءاللہ ہر تین ماہ بعد مولانا محمد شفیع صاحب اپنے مدرسہ کی دیکھ بھال کے لیے آیا کریں گے۔علاوہ ازیں سال میں دو ماہ کی سالانہ رخصت بھی مولانا محمد شفیع صاحب اپنے مدرسہ جن پور میں گزاریں گے۔ازراہِ کرم آپ حضرات مولانا محمد شفیع صاحب کو جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ) جانے کی اجازت دے دیں۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو خوش وخرم رکھے۔آمین۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۱۲۔ستمبر ۱۹۸۲ء

عزیزی الرشید مولانا المحترم جناب مولوی غلام دستگیر سلمہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے بفضل اللہ المتعال آپ بخیریت ہوں گے۔ میں ایک ادنیٰ حقیر شخص ہوں تاہم اگر آپ کسی حیثیت سے میرا کوئی حق سمجھتے ہیں تو حضرت قبلہ محمد سلطان بالا دین صاحب اویسی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کی تعمیل کو اپنی سعادت سمجھیں اور حضرت کے ارشاد کو بسر وچشم عملی جامہ پہنائیں۔ اسی میں آپ کی بھلائی اور سعادت مندی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ضرور ضرور آپ میرے ان الفاظ پر عمل فرمائیں گے۔ میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ رہیں گی۔ رب العزت بتصدق حبیب اکرم ﷺ آپ کو دارین کی عزت وعظمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام مع الدعا

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

از ملتان۔ ۲۷ رمضان ۱۳۹۹ھ

سیدی وسندی حضرت قبلہ سلطان محمد بالا دین صاحب اویسی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ مزاج اقدس؟

خدا کرے حضرت والا مع المتعلقین الکرام ہر طرح بعافیت ہوں۔ آمین۔

گزارش یہ ہے کہ فقیر نے حضرت کے ارشاد کے مطابق مولانا غلام دستگیر صاحب کو عریضہ لکھا تھا۔ انہوں نے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا اور حاضر خدمت اقدس ہو گئے۔ اب یہ حضرت والا کے حکم کے منتظر ہیں جو کچھ ارشاد فرمائیں اس پر عمل پیرا ہوں۔

امید ہے حضرت اقدس ان کو قطعی حکم دیں گے۔ اگر حضور والا انہیں رکھنا چاہیں تو یہ بسر وچشم رہیں گے اور اگر حکم ہوگا کہ یہ واپس چلے جائیں تو یہ چلے جائیں گے اور اپنے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کرلیں گے۔ بہر حال مولانا غلام دستگیر صاحب حضرت کے حکم کے تابع ہیں۔

صاحب زادگان کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ۔ بچے سب سلام وآداب عرض کرتے ہیں۔ خصوصاً مظہر میاں سلمہ حضرت کی دعاؤں سے روبصحت ہیں۔ مؤدبانہ تسلیمات وآداب بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا ظل عاطفت ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین۔ محترم صاحب زادہ ایزد بخش صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ شفائے کلی اور صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کی خدمت میں سلام مسنون ثم السلام۔ والسلام مع الاحترام!

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔ ۷۔ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ۔

مکتوبِ گرامی

غزالیٔ دوراں، بیہقی زماں، شیخ الحدیث والقرآن، پیر طریقت
امام اہل سنت، شہزادۂ رسول اولادِ بتول سیدی ومولائی
حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم القدسیہ
ملتان شریف

حضرت محترم عالی جناب صائم چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ اقدس؟

جناب والا کا ہدیہ مرسلہ کتاب ''ایمان ابوطالب'' بدست مبارک حضرت عبدالنبی الکمال مست محمد جمال قادری دامت برکاتہم العالیہ شرف صدور لایا۔ یاد فرمائی کا سراپا تشکر وامتنان ہوں۔

ان شاء اللہ العزیز از اول تا آخر مطالعہ کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ آپ کی محبت وعنایت کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آں جناب کو اس محبت واخلاص کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام مع الاحترام!
فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ
۲۴ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

فاروق سعیدی صاحب سلمہ

سلام مسنون!

یومِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر گزشتہ سال کا اشتہار اور اس سال کا اشتہار جس پر لفظ ''داماد'' لکھا ہوا ہے لے کر مغرب سے پہلے میرے پاس تشریف لے آئیں۔ شکریہ

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم مولانا محمد اقبال صاحب اظہری

و

مولانا حافظ محمد فاروق صاحب چشتی صابری۔ زید مجدھما

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ! مزاج شریف؟

حامل ہٰذا عبدالستار اپنے پیر بھائی ہیں ازراہِ کرم آپ انہیں ضرور وقت دے دیں۔ مہربانی ہوگی۔ شکریہ۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی

۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀
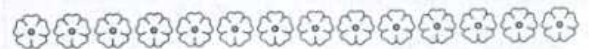
۷۸۶/۹۲

عزیز محترم برادر طریقت جناب زاہد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! دعائیں۔

دستی خط ملا۔ آپ کے والد محترم کی اچانک علالت اور پریشان کن کیفیت کا علم ہو کر سخت تشویش لاحق ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل انہیں جلد صحت کاملہ وشفاء عاجل عطا فرمائے اور آپ کو سکون قلب نصیب کرے۔ آمین۔

آپ سورۃ ''انا اعطیناك الکوثر'' بکثرت پڑھیں خود بھی دعا کریں میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ خدائے قدوس آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

والسلام مع الدعا

فقیر ناکارہ سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۱۵۔ جون۔ ۱۹۷۷ء

۲۷ جمادی الثانیہ ۱۳۹۷ھ

از ملتان

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم (زاہد صاحب) زیدہ مجدہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

دستی رقعہ ملا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ رب العزت آپ کے والد محترم کو بھی صحت دے اور آپ کو بھی اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ احباب کو سلام مسنون کہیے۔

والسلام!
سید احمد سعید کاظمی
۳ رمضان ۱۳۹۷ھ

محترم زاہد بھائی!

سلام مسنون!

یہ پیر بھائی حاضر ہو رہا ہے مظلوم ہے اس کے معاملہ میں ان کے ساتھ تعاون کا کوئی ذریعہ ہو تو بڑا کرم ہوگا۔ شکریہ۔

سب پیر بھائیوں کو بہت بہت سلام مسنون۔

والسلام!
سید احمد سعید کاظمی
۳۱۔ جولائی ۱۹۸۳ء

از فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

سیدی وسندی ومولائی حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاجِ اقدس؟

اللہ تعالیٰ آپ کا ظل رحمت ہمیشہ قائم ودائم رکھے آمین۔ بارگاہِ رسالت میں ہدایائے تسلیمات اور بے حد آداب ونیاز کے بعد حاضری اور خاتمہ بالخیر کی دعا مطلوب ہے۔

فقیر بے مایہ ہمہ وقت حضرت اقدس کے لیے داعی بالخیر ہے حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کی خدمت میں بے حد تسلیمات وآداب۔

حامل ہذا جناب حاجی محمد یعقوب صاحب فقیر ناکارہ کے بے حد مخلص اور انتہائی محسن ہیں۔ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو رہے ہیں حضور والا کی شفقتوں اور عنایات کے محتاج ہیں ان کے حق میں حضرت دعا فرمائیں رب العزت دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

حضور والا! احقر سات ماہ سے بہاول پور سے ملتان آگیا ہے اور حسب دستور سابق دورہ حدیث شریف پڑھا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی شغل میں ایمان کے ساتھ خاتمہ فرمائے آمین۔

احقر حضور کی دعاؤں کا ہر وقت محتاج ہے۔

والسلام مع الاحترام!
فقیر سید احمد سعید کاظمی

''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' صفحہ ۲۹۔ جلد دوم

مؤلفہ: عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

طبع القادریہ۔ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ۔ ۲۲۲

جی بلاک گلشنِ راوی۔ لاہور

برادرانِ طریقت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت قبلہ مرشدی سید محمد خلیل صاحب کاظمی ﷫ کی تاریخ وصال چونکہ ۲۷ رمضان المبارک ہے۔ اس لیے زاہد صاحب کے مطابق اگر احباب اس اصل تاریخ پر حضرت ﷫ کے ایصال ثواب کے لیے کوئی اہتمام کرنا چاہیں تو بہت اچھا ہے اور احباب کی خواہش پر اس موقع پر نورِ چشم سید ارشد سعید کاظمی سلمہ کو بھیجنے پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ضیاء المتین سلمہ بھی ان کے ساتھ آجائیں گے۔

والسلام

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

مورخہ ۳۔ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

رئیس المحققین حضرت علامہ سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی دامت معالیہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس؟

حضرت کا مکتوب گرامی شرفِ صدور لایا۔ یادفرمائی کا بے حد شکریہ۔ جناب کے ارسال کردہ استفتاء وفتاویٰ کو بغور سنا تینوں فتاویٰ حضرت کی فہم وذکاء اور تحقیق وجستجو کا منہ بولتا شاہکار ہیں۔ بے شک جناب کی ذہانت اور استنباط لائقِ صد ستائش اور قابل تحسین وآفرین ہیں۔ آپ نے جس آسانی سے ایسے مشکل مسائل کو عام فہم انداز میں ڈھال کر حل فرمایا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ بزرگانِ دین اور علماء امت کے مختلف اقوال کو جس عمدگی سے بیان فرمایا ہے اور جس حسن وخوبی سے نبھایا ہے وہ آپ کے انشراحِ صدر اور علوم عقلی ونقلی میں مہارتِ تامہ کا مظہر اتم ہے۔ خصوصاً طرزِ استدلال اور اندازِ تحریر باعث رشک ہیں۔

میں ہر سہ فتاویٰ میں آپ سے متفق ہوں، بالخصوص ویڈیو کیسٹ، ٹی وی اور فلم کے بارے میں جس قدر عرق ریزی سے جناب نے تحقیق فرمائی ہے اور پھر جس خوب صورتی سے ان حقائق کی روشنی میں جائز اور ناجائز صورتوں میں امتیاز کرتے ہوئے فتویٰ قلم بند فرمایا وہ قابل تقلید ہے۔ اسی طرح فوٹو کے مسئلے میں بھی حضرت نے علماء اہل سنت کے تمام اقوال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ممنوع اور ناجائز صورتوں کو ممتاز فرما کر آپ نے حق واضح فرمادیا۔

نمازِ عشاء کے اوقات کے مسئلے میں میں نے بھی ایک فتویٰ مرتب کیا تھا جو پیشِ خدمت ہے۔

میں بارگاہِ عظمت پناہ میں صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ آپ جیسے اہل علم اور صاحب فہم وذکا حضرات کا سایہ اہل سنت پر تادیر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام مع الاحترام!

سید احمد سعید کاظمی۔

ماہنامہ تبیان صفحہ نمبر ۲۲، ۲۳، جلد نمبر ۲۔
شمارہ نمبر ۳، مارچ ۱۹۸۶ء۔
مضمون نگار: حضرت مدنی میاں کچھوچھوی۔
''ٹی وی اور ویڈیو کی شرعی حیثیت''
مدیر اعلیٰ: مولانا شاہ حسین گردیزی۔
دارالعلوم مہریہ۔ صحافی سوسائٹی۔ گلشن اقبال کراچی۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم جناب حاجی عاشق علی صاحب رہتکی زید مجدہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاج شریف؟

حضرت قبلہ علامہ الحاج مولانا عبدالقادر صاحب مد ظلہم العالی کی تشریف آوری کو فقیر کی حاضری سمجھئے۔ ایک نہایت ضروری کام مولوی خادم حسین صاحب سے ہے جو حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ان سے فرمائیں گے۔ مولانا خادم حسین صاحب سلمہ کو سلام مسنون کے بعد معلوم ہو کہ حضرت مولانا کی بات میری بات سمجھیں اور اسے واجب التعمیل جانیں۔ سب پیر بھائیوں کو سلام مسنون۔ اللہ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم جناب محمد اسلم صاحب (سعیدی) زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔

آپ کے مدرسہ کے لیے ایک اچھے مدرس کو روک لیا ہے۔ اگر آپ فوری طور پر تشریف لے آئیں تو بہتر ہوگا۔

احباب اہل سنت کو سلام مسنون۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۷۔ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

عزیز محترم جناب محمد اسلم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! مزاج شریف؟

مولانا حافظ خادم حسین صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ حسب وعدہ پانچ سو روپیہ تنخواہ، اس کے علاوہ کھانا ہے اور رہائش کا معقول انتظام آپ حضرات کے ذمہ ہوگا۔ صرف شوال تک انہیں اجازت ملی ہے۔ اس عرصہ میں ان شاءاللہ العزیز کوئی مناسب انتظام ہوجائے گا۔

مولانا بہت نیک صالح اور قابل مدرس ہیں ان کا خاص خیال رکھیں۔ سب احباب کو بہت بہت سلام مسنون۔ والسلام

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۲۔ جون ۱۹۸۰ء۔ از ملتان

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم جناب محمد اسلم ومحمد افضل صاحب ودیگر اراکین مدرسہ وانجمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف؟

جناب مولانا حافظ غلام فرید صاحب المعروف بہ احمد میاں مدنی کو آپ کے مدرسہ کے لیے بھیج رہا ہوں۔ تنخواہ وغیرہ کے مسائل آپ ان سے زبانی طے فرمالیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مولانا مفید ثابت ہوں گے۔ جو تنخواہ مولانا حافظ خادم حسین صاحب کو آپ دیتے تھے اس سے زائد ہونا ضروری ہے۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔ یکم نومبر، ۱۹۸۰ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مدظلھم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف

مولانا غلام فرید صاحب مدنی میرے پاس تشریف لائے ان کا مطالبہ یہ ہے کہ میں خود مستعفی نہیں ہوا بلکہ مدرسہ والوں نے مجھے فارغ کیا ہے۔

ایسی صورت میں جولائی کی ایک تنخواہ مجھے ملنی چاہیے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ارکان مدرسہ مولانا کے اس مطالبہ پر ہمدردانہ غور فرمائیں اور اگر ممکن ہو تو مولانا کے مطالبہ کو پورا فرمادیں۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

یکم جولائی ۱۹۸۲ء۔ ۹۔ رمضان ۱۴۰۲ھ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بزرگانِ محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد اسلم صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ "غوثیہ مہریہ نوریہ" کبیر والا کو سردست گیارہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ دی جائے۔ آگے چل کر ان کی کارکردگی کے مطابق اضافہ ہوتا رہے۔ مہنگائی کے دور میں اس سے کم تنخواہ ناظم اعلیٰ کے لیے نامناسب ہوگی۔ والسلام! سید احمد سعید کاظمی۔

۹۔ نومبر۔ ۱۹۸۲ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مدرسہ غوثیہ مہریہ کبیر والا ضلع خانیوال کی انتظامیہ نے مولانا محمد یوسف صاحب سیالوی کا جو تقرر بحیثیت مدرس اول کے منظور کیا ہے فقیر اس کی تائید وتوثیق کرتا ہے۔ نیز انتظامیہ کے دوبارہ انتخاب کے لیے بھی اجازت دیتا ہے۔

سید احمد سعید کاظمی۔

۲۷۔ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ۔ ۱۳، اکتوبر، ۱۹۸۵ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم سلمہ۔ سلام مسنون!

جن حضرات کی ملازمت کو کم از کم ایک سال گزر چکا ہے ان کی تنخواہوں میں حسب سابق ترقی، احباب ممبران مجلس شوریٰ کی صوابدید کے مطابق کردی جائے۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی۔ ۵۔ دسمبر ۱۹۸۵ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بخدمت ممبران مدرسہ غوثیہ مہریہ نوریہ کبیر والا

سلام مسنون۔ مزاج شریف؟ فقیر کی رائے میں جناب راؤ عبدالستار صاحب صدر مدرسہ غوثیہ کو اعزازی طور صدر مہتمم بنادیا جائے اور نائب مہتمم ممبران کرام اپنی صواب دید کے مطابق صدر مدرس صاحب یا کسی دوسرے مناسب رکن کو تجویز کرلیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح مدرسہ کا نظام صحیح طور پر چلتا رہے گا۔

والسلام! سید احمد سعید کاظمی۔ ۵۔ دسمبر ۱۹۸۵ء

❁ ❁ ❁

برادران اہل سنت ارکان جامعہ غوثیہ مہریہ جھنگ روڈ کبیر والا

سلمھم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

راؤ عبدالستار خان صاحب کے صدر مہتمم بنانے کے متعلق فقیر نے جو لکھا تھا اس کا دارومدار ارکان جامعہ غوثیہ مہریہ کی صواب دید اور مشورہ پر تھا۔ اگر معزز اراکین اسے مناسب نہیں سمجھتے تو جسے بھی اپنی صواب دید اور مشورہ سے مہتمم بنادیں فقیر کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

والسلام! سید احمد سعید کاظمی۔

۱۶، دسمبر ۱۹۸۵ء۔

❁ ❁ ❁

محترم مولانا حافظ قاری محمد نواز صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

مدرسہ غوثیہ والے آپ کو آٹھ سو روپیہ ماہوار دیں گے۔ اگر آپ خوشی

سے قبول فرمالیں تو بہت اچھا ہوگا۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی۔

مورخہ: ۱۷۔ اپریل۔ ۱۹۸۵ء

نوٹ: حضرت علامہ حافظ قاری محمد نواز صاحب نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے ۱۹۷۵ء میں دورۃ الحدیث کیا۔ مدرسہ رحمت العلوم میں پڑھاتے رہے۔ ملتان ایئر پورٹ پر خطیب رہے۔ کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ مہریہ کبیر والا میں تدریس کی۔ جلال پور پیروالا میں تدریس فرمائی۔ گلشن مل نزد میتلا چوک میں امامت وخطابت کے بعد ۱۹۸۵ء سے لندن میں دین اسلام کی خدمت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ میرے استاذ اور محترم چچا ہیں۔

❁ ❁ ❁

جناب محمد اسلم صاحب چشتی صابری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف؟

حامل ہذا اپنے پیر بھائی ہیں کسی ظالم نے دھوکہ دے کر ان سے رقم لے لی اب وہ نہیں دیتا کبیر والہ میں رہتا ہے۔ یہ زبانی عرض کریں گے۔ از راہ کرم ان کی پوری پوری امداد فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

سب احباب اہل سنت کو بہت بہت سلام۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی۔

مورخہ: ۲۵۔ اگست ۱۹۸۱ء

❁ ❁ ❁

۸۶-۹۲ے

قبلہ محترم حضرت پیر محمد فاروق صاحب رحمانی

دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

سیدی! جنابِ والا نے باوجود علالت کے اہل سنت کی سرپرستی فرماتے ہوئے ''تنظیم نو'' کے اجلاس کے لیے آستانہ عالیہ پر اہتمام فرمایا۔ فقیر اس پر حضرت اقدس کا بے حد ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو شفاء کامل وصحت عاجلہ عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ ہُما پایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

پچاس (۵۰) حضرات کے نام دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کی سرپرستی میں اس اجتماع کو ''اہل سنت کی تنظیم نو'' اور اس کے استحکام کے لیے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔

حلقہ مبارکہ کے احباب اور حاضرین مجلس کی خدمت میں مخلصانہ تسلیماتِ مسنونہ۔ والسلام مع الاحترام فقیرہ نارکارہ

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ۔

یکم نومبر ۱۹۸۲ء۔ از ملتان۔

(ربیع المجالس صفحہ نمبر ۴۱۵ سے ملحق (تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی)

مؤلف صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی۔ اشاعت اول۔ اگست ۱۹۹۵ء۔

ناشر: حلقہ رحمانی ۷۔۸۔۵۳ ''الفاروق'' کراچی۔

نوٹ: خواجہ شاہ محمد فاروق الملقب بہ محبوبِ رحمانی، ۱۱۔ اگست ۱۹۸۳ء۔ یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار آستانہ عالیہ ''الفاروق'' جہاں گیر

روڈ کراچی میں واقع ہے۔ آپ شاہ انعام الرحمن قدوسی قادری چشتی صابری سہارن پوری (متوفی ۴۔فروری ۱۹۵۴ء) انڈیا کے خلیفہ تھے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

عمدۃ العلماء، زبدۃ الفضلاء، شیخ الحدیث

حضرت علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی۔ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاجِ اقدس؟

مدرسہ انوار العلوم کے طلباء جشنِ میلادِ اقدس میں حضرت کی تشریف آوری کے دل سے خواہاں ہیں۔ اس سے پہلے بھی حضرت ان کی دلجوئی فرماتے رہے ہیں۔ از راہِ کرم! اب بھی طلباء نوازی فرمائیں۔ شکریہ!

والسلام!

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی

۱۶۔ نومبر ۱۹۸۵ء

(منقول از ''عظمتوں کے پاسبان'' صفحہ نمبر ۲۵۳

از: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز لاہور

بارِ اول: ربیع الاول ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء)

علامہ کاظمی کے حضور علامہ اشرف سیالوی کا خراج عقیدت

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

کیا اربابِ علم اور بے علم لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی یہ ایسی بدیہی حقیقت ہے

کہ جس کو ہر ذی شعور سمجھتا ہے اور اس کا معترف ہے کہ صاحب علم اور اس سے عاری لوگ باہم متساوی اور ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص علم دین اور معرفت الٰہیہ کے مالک دوسروں پر بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں اسی لیے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ جو کچھ بھی تم نہیں جانتے تھے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جتلا دیا اور اس کی تعلیم دے دی اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔ یعنی اس قدر عام اور محیط علم عطا کرنا فضل عظیم ہے۔

نیز ایسی ہستی کو مبعوث فرمانا جو لوگوں کو تعلیم دے اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علوم و معارف کے روشن جہان میں لائے اس کو عظیم انعام اور فخیم احسان قرار دیتے ہوئے فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. الآية۔

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بہت بڑا احسان فرمایا جب کہ ان میں انہیں میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک وصاف فرماتے ہیں اور طاہر و مطہر بناتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور زیور علم وحکمت سے ان کو آراستہ پیراستہ کرتے ہیں۔ انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کے یہ فیوض وبرکات علماء اعلام اور عرفاء کرام اپنے دل ودماغ اور قلوب واذہان میں ذخیرہ کرتے ہیں اور ان کی تعلیم وتدریس کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں اور ان مقتدایان انام کے صحیح معنوں میں وارث بنتے ہیں اور ان کے فیوض وبرکات کو صرف اپنے اندر ذخیرہ نہیں کرتے بلکہ ان علوم

ومعارف کے سرچشمہ بن کر لوگوں کو بھی اس آب حیات سے سیراب کر کے حیات ابد کے اہل اور مستحق بناتے ہیں۔ سید الانبیاء ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ (رواہ ابن ماجہ)

بے شک انبیاء کرام علیہم السلام نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے صرف اور صرف اپنے علم کا لوگوں کو وارث بنایا ہے لہٰذا جس نے علوم نبویہ کو حاصل کیا تو اس نے انبیاء علیہم السلام کی میراث اور ترکہ سے بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا اور عظیم وارث بن گیا۔

جس مقدس شخصیت کی خدمتِ اقدس میں یہ نذرانہ عقیدت پیش کرنا ہے (یعنی غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ) وہ صرف حسب ونسب کے لحاظ سے ہی نبی مکرم رسول معظم ﷺ کے وارث نہیں بلکہ اس عظیم ورثہ کے اعتبار سے بھی عظیم ترین ورثہ کے مالک ہیں۔ اگر ان کی رگوں میں وہ مقدس خون گردش کرنے والا ہے اور ان کا خمیر وہ طیب وطاہر اور مقدس ومطہر جوہر اور اصل ہے تو ان کا دل ودماغ نبوی علوم اور معارف کا گہوارہ ہے اور وہ مسند تدریس پر عظیم معلم اور محدث ومفسر نظر آتے اور علماء دین تیار کرتے نظر آتے ہیں تو مسند ارشاد پر ایک عظیم مرشد اور شیخ طریقت دکھائی دیتے ہیں جو قلبی توجہات کے ذریعے لوگوں کے قلوب واذہان کی تطہیر اور تزکیہ کا سامان کرنے والے ہیں۔ علاوہ ازیں زبان قال اور لسان قلم سے بھی اپنے فیوض وبرکات سے لوگوں کے استفادہ واستفاضہ کا سامان کرنے والے ہیں اور ان کے عقائد کی اور اخلاق وعادات اور عمل وکردار کی اصلاح کرنے والے ہیں وہ

ایسے عظیم خطیب کہ علمائے کرام بھی علمی نکات اور اسرار و رموز سے پردہ اٹھتا دیکھ کر دنگ رہ جاتے اور عظیم قلم کار اور ادیب اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر قادر الکلام مقرر اور مقتدر قلم کار کہ بڑے بڑے ادیبوں اور قلم کاروں کو بھی حیران اور ششدر کرنے والے ہیں۔ ویسے تو عالم اسلام پورے پر ان کے علوم و معارف کی برسات برستی رہی لیکن بالخصوص پاکستان پر ان کا سایہ لطف و کرم اور ان کے علوم و معارف کا فیضان عام رہا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی مصنفہ کتب اور تیار کردہ علماء اور روحانی خلفاء کے ذریعے ان کا یہ فیض تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔

بندہ کو ان کی بارگاہ اقدس میں دو دفعہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دار العلوم کے سالانہ جلسہ پر یاد فرمایا اور بندہ پر بھی کرم نوازی فرمائی اور بڑی شفقت اور عنایت کا مظاہرہ فرمایا۔ تقریر کے لیے سٹیج سیکرٹری صاحب نے بلایا تو میرے اٹھنے سے پہلے الوداع کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب فارغ ہو کر واپس اپنی مسند پر بیٹھنے لگا تو پھر استقبال کے لیے فوراً کھڑے ہو گئے مصافحہ فرمایا اور از راہِ لطف و کرم ماتھا چوما اور کندھے پر بوسہ دیا اور فرمایا مولانا آپ نے کمال کر دیا۔ پھر اپنے دار العلوم کے خزانچی حضرت مولانا نور احمد ریاض صاحب مدظلہ سے فرمایا: مدرسہ کی روئیداد چھپے تو اس میں اس تقریر کا حوالہ آنا چاہیے اور خاص خاص نکات درج ہونے چاہئیں کیوں کہ روز روز ایسی تقاریر نہیں ہوا کرتیں حالانکہ بندہ ان کے تلامذہ بلکہ تلامذہ کے تلامذہ کے برابر بھی نہیں تھا۔ یہ محض ان کی عنایت اور مہربانی تھی اور دل جوئی اور حوصلہ افزائی اور اپنی شان تواضع اور انکساری کا اظہار تھا کہ

کہ جھکتی ہے میوہ سے ڈالی لدی

اور

تواضع ز گردن فرازان نکوست

اللہ تعالیٰ آپ کے فیوضات و برکات کو تا قیام قیامت جاری و ساری رکھے اور ان کے تلامذہ اور مستفیدین و مستفیضین اور بالخصوص ان کی اولاد و امجاد کو ان کے مشن کو قائم و دائم رکھنے بلکہ اس کی توسیع اور اشاعت عامہ کی توفیق خیر رفیق بخشے۔

آمین۔ ایں سخن از من و از جہاں آمین باد

خادم العلماء الکرام والمشائخ العظام

سمی حبیب اللہ محمد اشرف السیالوی۔

24-01-2010

* * *

شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کی علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت ان کی اس ملحقہ تحریر سے آشکار ہے جو عزیزم قاری اکبر صاحب آف فیصل آباد کی وساطت سے دستیاب ہوئی۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

* * *

مولانا منظور احمد صاحب فیضی۔ سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔

۲۱۔ ذی القعدہ کو قریشی صاحب کی دعوت پر ضرور تشریف لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اپنے والد محترم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی۔

مورخہ ۲۱۔ اکتوبر۔ ۱۹۷۷ء

(''بیہقی وقت علامہ محمد منظور احمد فیضی''، صفحہ نمبر ۱۸۰

مؤلفہ: مفتی محمد اکرام المحسن فیضی

ناشر: انجمن ضیاء طیبہ نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز

آدم جی داؤد روڈ میٹھادر کراچی۔ سالِ اشاعت: جون ۲۰۰۷ء)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی مجددی کراچی

۱۵۔ اگست ۱۹۸۵ء۔

''صرف ترجمہ کے لیے آپ کو زحمت دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ حواشی معتد بہ حد تک ہو جائیں تو آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مختصر مقدمہ تحریر فرما دیں''

(تأثرات صفحہ نمبر ۸۹۔ ناشر: مرکز تعلیمات اسلامیہ ملتان)

خط از فضل الٰہی اور جواب از حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ جو ۶۷ صفحات پر مشتمل تھا دونوں دستیاب نہ ہو سکے۔ (صفدر)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت قبلہ صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

مزاج اقدس

ازراہِ کرم اس جلسہ میں ضرور تشریف لائیں فقیر بے حد ممنون ہوگا۔ شکریہ

والسلام

سید احمد سعید کاظمی۔

۳۰۔ اگست ۱۹۸۲ء۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

از فضل الٰہی معرفت حاجی فضل محمود۔ پل پختہ، پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدًا ومصلیًا

بخدمت جناب غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں

حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی بریلوی

السلام علیکم۔ آداب نیاز

عرض ہے کہ عرصہ ہوا ناچیز نے ایک عریضہ حسام الحرمین صفحہ ۱۰۰ کی عبارت کے متعلق جناب کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کے متعلق جناب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری کتاب کو خوب غور سے پڑھو۔ سو! ناچیز نے اسے انتہائی غور وفکر اور تنقیدی زاویہ نگاہ کے ساتھ پڑھا اور ہر بات پر غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ جناب اپنے امام وپیشوا کی خیانت کا ازالہ کرنے سے قاصر

رہے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ایسی باتیں بھی بوجہ گھبراہٹ کہہ گئے ہیں جنہیں معمولی علم اور ذرہ بھر عقل رکھنے والا بھی صحیح نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا اس عریضے میں اُنہیں اپنی معروضات کے ساتھ پیش کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جارہا ہے ورنہ کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ۔ کہاں جناب غزالیٔ زماں اور رازیٔ دوراں محدث اعظم اور کہاں ''کنز الدقائق'' کا یہ ادنیٰ طالب علم۔ اس لیے اگر ناچیز کی عرض داشتیں حق و صحیح ہوں تو قبول کر کے اپنی رضا سے مطلع کریں اور اگر غلط ہوں تو ناچیز کے پیش کردہ دلائل سے قوی اور ناسخ دلائل کے ساتھ ان کا ردّ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ مگر دلائل بے محل نہ ہوں ورنہ ردّ کر دیے جائیں گے۔

فضل الٰہی۔ ۱۶۔۱۰۔۱۹۷۹ء

نوٹ: خط کے اس حصہ کے بعد ساڑھے بیس صفحات پر اعتراضات ہیں جن کے جوابات علامہ کاظمی ؒ نے ''التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' میں دیے ہیں۔ جو مقالات کاظمی جلد سوم میں موجود ہیں۔ (صفدر)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ طرف فضل الٰہی۔ پشاور

جناب محترم! سلام مسنون:

جیسا کہ میں اس سے قبل آپ کو لکھ چکا ہوں کہ دو اپریل ۱۹۸۰ء کو آپ نے میرے نام اپنے مضمون کی رجسٹری کرائی، اسی دو اپریل کی شام کو میں نشتر ہسپتال ملتان میں داخل ہوا اور ساڑھے چار گھنٹے میرا آپریشن جاری رہا، ابتداء مئی میں شدید تکلیف اور انتہائی نقاہت کی حالت میں گھر آیا اور صاحبِ فراش رہا۔

تاحال صاحبِ فراش ہوں۔ آپ یقین فرمائیں چند آدمیوں کا سہارا لیے بغیر دو قدم چلنا بھی دشوار ہے۔ آپ کی رجسٹری کا مجھے علم نہیں ہوا۔ میرے احباب نے میری علالت کے پیش نظر مجھے بتایا تک نہیں کہ اس قسم کی کوئی رجسٹری آئی ہے۔

بالآخر کافی مدت کے بعد پرانی ڈاک میں آپ کی وہ رجسٹری احباب نے مجھے بھیجی میرے اندر اتنی طاقت نہیں تھی کہ آپ کا مضمون پڑھ سکتا بستر پر لیٹے ہوئے سرسری طور پر آپ کا مضمون دیکھا اور اس کے اکثر و بیشتر حصے احباب سے پڑھوا کر سنے۔

مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آپ کے اس طویل مضمون میں لاعلمی، غلط فہمی، مغالطہ دہی دروغ گوئی اور تضاد بیانی کے سوا کچھ نہیں۔ مثال کے طور پر آپ نے میرے نام اپنے مکتوب (جو مضمون کے ساتھ شامل ہے) کے صفحہ نمبر ۱ کی سطر نمبر ۱۰ پر لکھا: ''ناچیز کا اختلاف تو علمی ہے مجادلہ یا مکابرہ نہیں کہ کسی کی ذات کو دشنام دہی کروں'' اھ بلفظہ۔

آگے چل کر اسی صفحہ کی سطر نمبر ۱۳ و ۱۴ پر لکھتے ہیں: ''ناچیز نے دلائل کے ساتھ مجبور کر کے اس سے احمد رضا خان خیانتی لعنتی، تین بار کہلوایا'' اھ بلفظہ۔

اگر کوئی شخص نانوتوی کو خیانتی لعنتی کہے تو کیا یہ آپ کے نزدیک دشنام دہی قرار نہیں پائے گی؟

ایک ہی صفحہ کی دو مختلف سطروں سے آپ کی تضاد بیانی اور دروغ گوئی واضح ہوگئی۔ یہ مثال تو بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہے۔ ورنہ آپ کا سارا مضمون اسی قسم کی تضاد بیانی اور لاعلمی و دروغ گوئی سے بھرا پڑا ہے۔

آپ کے سب سے پہلے خط کے جواب میں اگر میں جواب دینے کا وعدہ نہ کرتا تو

بخدا ہرگز جواب نہ دیتا۔ کیوں کہ اس سارے مضمون میں لغویات کے سوا جواب دینے کے قابل کوئی بات ہی نہیں۔

آخر میں اتنا عرض کردوں کہ اگر اس کے بعد آپ نے کچھ لکھنے کی جسارت کی تو مجھ سے اس کے جواب کی توقع ہرگز نہ رکھنا۔ کیوں کہ میں اپنے دینی وعلمی مشاغل میں اس قدر مصروف ہوں کہ اس قسم کے لغویات کی طرف متوجہ ہونے کی مجھے فرصت بھی نہیں۔

فقط سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۱۸۔ رمضان المبارک۔ ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۲۔ جولائی۔ ۱۹۸۰ء۔

مقالاتِ کاظمی سوم صفحہ نمبر ۴۸۳، ۴۸۲۔ مرتبہ: حافظ نعمت علی چشتی سیالوی۔
مکتبہ فریدیہ ساہی وال۔ رجب ۱۴۰۷ھ۔ مارچ۔ ۱۹۸۷ء۔ بارِاول

بنام فضل الٰہی پشاور۔

محترم جناب فضل الٰہی صاحب

سلام مسنون! مزاج گرامی۔

آپ کے مضمون کا جواب جو ۲۲ جولائی کو آپ کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا ہے اس جواب کی کاپی کے صفحہ نمبر ۲۵ پر آخری سطر میں کتابت کی ایک غلطی رہ گئی ہے جس سے آپ کو مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ سطر حسب ذیل ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کمالاتِ ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچے جس سے رسالت کا آغاز ہوتا ہے۔

اس سطر میں ''جس سے'' کی بجائے ''جس کے بعد'' پڑھا جائے۔ اصل مسودہ میں ''جس کے بعد'' ہی ہے۔ ناقل نے غلطی سے اس کی بجائے ''جس سے'' لکھ دیا۔ پوری سطر اس طرح پڑھی جائے:

''حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کمالاتِ ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچے جس کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے۔''

اپنی فوٹوسٹیٹ کاپی میں یہ تصحیح ضرور فرمالیں۔ شکریہ۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۹ جولائی، ۱۹۸۰ء۔

مقالاتِ کاظمی۔ سوم۔ ۴۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت محترم جناب دیوان صاحب قبلہ۔ ۲۔مولانا پیر محمد چشتی۔

۳۔ بابا اکرم صاحب۔ ۴۔عبداللطیف قادری صاحب پشاور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک!

پشاور سے فضل الٰہی نامی ایک صاحب کا مسودہ میرے پاس آیا تھا۔ میں نے اس کا جواب انہیں ارسال کر دیا ہے۔اپنے جواب کی فوٹو سٹیٹ کاپی فضل الٰہی کے مسودہ کے سرورق کی ایک "نقل مطابق اصل" منسلک کر رہا ہوں۔ جواب کی جو فوٹو سٹیٹ کاپی فضل الٰہی کو بھیجی ہے اس کے صفحہ نمبر ۲۵ کی آخری سطر میں ناقلِ مضمون سے ایک غلطی ہوگئی تھی جو بعد میں دیکھنے میں آئی ہے چنانچہ اس کی تصحیح کر کے مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۰ء کو انہیں بذریعہ رجسٹری جوابی رسید ارسال کر دی ہے۔اس کی نقل بھی منسلک ہذا کی جارہی ہے تاکہ وہ یعنی فضل الٰہی احباب میں غلط بیانی نہ کر سکیں۔

آپ بھی ملاحظہ فرمالیں اور تمام احباب کو بھی پڑھا دیں تاکہ ہمارے سنی احباب کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

فقط والسلام:

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۷۔اگست۔۱۹۸۰ء۔مورخہ:۱۸۔ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

مقالات کاظمی جلد سوم صفحہ ۴۸۰

محترم جناب خالد جذبی صاحب زید مجدھم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حرمین طیبین کی حاضری کے موقع پر یہ اشعار فی البدیہہ موزوں ہوگئے تھے۔ملاحظہ فرمائیں۔

حاضری مواجہہ شریف کے وقت

جلوۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے — حسنِ بدر الدجیٰ دیکھتے رہ گئے

روئے روشن پہ زلف سیاہ دیکھ کر — ہم ضحیٰ اور سجیٰ دیکھتے رہ گئے

باب جبریل سے گزرتے وقت

عرش پر پہنچے آقا تو روح الامیں — سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

غارحرا کے سامنے

حسنِ اقرأ تو دیکھا تھا جبریل نے — ہم تو غارِ حرا دیکھتے رہ گئے

والسلام مع الدعا!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

(روزنامہ آفتاب ملتان، لاہور۔صفحہ ۲

چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر۔

امام کاظمی اشاعت خاص

مفتی محمد حفیظ اللہ نقش بندی

حال مدرس جامعہ خیر المعاد قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان

حمدًا لك مولى النعم كلها عاجلها وآجلها۔ "وصلوٰةً وسلامًا على حبيبك وآله وصحبه تحية كما تحبها وترضاها" وبعد فالسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔ ايها الصديق الحميم الحب الكريم، الفاضل العلام مولانا محمد حفيظ الله النقشبندى سلّمكم الله تعالىٰ بفضله العميم، قد وصلت الى ملاطفتكم السامية، الكاشفة عن كوائفكم الحالية، من الخير والعافية، لاسيما عن تدريسكم تفسير القرآن العظيم، زادكم الله علمًا وفضلًا ونصركم وايدكم بجاه نبيه الرؤف الرحيم عليه وعلىٰ آله الصلوٰة والتسليم وانا العبد المسكين المستشفى بالله الكريم من جميع الاسقام والامراض التى أُبتليت بها ملتجأ الى حضرة الشافى العظيم واذا مرضت فهو يشفين۔

والسلام مع الوف الاحترام

الفقير السيد احمد سعيد الكاظمى

۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

علامہ (محمد حفیظ اللہ) نقشبندی صاحب زیدہ مجدہ

سلام مسنون!

صرف آپ کے جلسہ کے لیے کراچی سے آیا کل پھر مجھے واپس جانا ہے۔ آپ مجھے

پہلی تقریر کے لیے لے جائیں اور تقریر کے فوراً بعد واپس گھر پہنچا دیں۔

بے حد تھکا ہوا ہوں۔ احباب کو سلام مسنون۔

والسلام

سید احمد سعید کاظمی

۱۳۔ ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت محترم مولانا حفیظ اللہ نقش بندی زید مجدہ

ناظم اعلیٰ ضلعی جماعت اہل سنت ملتان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ اور آمد و خرچ ضلعی تنظیم کے حسابات کی رپورٹ موصول ہو کر اطمینان ہوا۔ آپ کی کارگزاری پر فقیر اظہار تشکر کے ساتھ دعا گو ہے۔ امید ہے آپ ماتحت تنظیموں کو جلد از جلد ہدایات جاری فرمائیں گے کہ وہ اپنے حسابات کی رپورٹ آپ کو اور صوبائی دفتر اور مرکزی دفتر کو بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ والسلام!

سید احمد سعید کاظمی

۱۹ فروری ۱۹۸۱ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مولانا محمد شریف باروی نقشبندی

حال مدرس جامعہ خیر المعاد ملتان

قرة عين الاكابر، فرحة كبد الاصاغر، الحب الشفوق المحب الصدوق، حرسكم الله ورعاكم، وعن كل سوء وقاكم وبفضله عن كل مكروه حماكم، ابقاكم الله بالصحة والسلامة والعزة والكرامة شيّد اركان مجدكم وقوّى اساطين فضلكم۔

حصل الى كتابكم الكريم كانه الدر النظيم، حصل لنابه السرور العظيم والفرح العميم شكر الله سعيكم وفرّح فؤادكم جزاكم الله تعالىٰ باحسن ماجزى به عبادہ الشاكرين۔

وقد كنت كتبت هذه الورقة لكن نسيتها فلم اظفر بها حتى وصل منكم المكتوب الآخر واردت ان اجيبكم لكن ما اتفق لى ذلك فالآن اخذت القلم و كتبت هذه السطور۔

حبى الكريم، والله انى اجد فى قلبى ودّكم واحبكم بحب الله تعالىٰ ورسوله جل جلاله وصلى الله تعالىٰ عليه واله وسلم وادعو لكم بالخير وارجوا ان لا تنسونى بدعاء كم فجزاكم الله تعالىٰ احسن جزائه ووفقكم لحصول رضائه آمين۔

والسلام مع الاحترام!

الفقير السيد احمد سعيد الكاظمى غفرلهٗ

رجب المرجب ۱۳۹۵ھ۔

میرے بے حد قابل احترام عزیز مولانا

محمد شریف صاحب نقشبندی دامت بر کاتہم العالیہ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ورحمتہ وکرمہ

آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ آپ نے جس اخلاص اور کمال محبت ومودت کے ساتھ فقیر کے نامہ کو یاد فرمایا۔ رب العزت بتصدق حبیب اکرم نورِ مجسم ﷺ آپ کو اس کی جزاء خیر عطا فرمائے۔

یقین فرمایئے فقیر تو آپ کی طرف سے غافل نہیں آپ کے مغموم دل کی کیفیات سے احقر مغموم ہوجاتا ہے۔ رب العزت ہی اپنی رحمت اور قدرتِ کاملہ سے آپ کو سرورِ قلب اور راحت میسر فرمائے گا وہی مسبب الاسباب ہے۔ فقیر ناکارہ بارگاہِ مجیب الدعوات میں بصد عجز ونیاز آپ کے جمیع مقاصد حسنہ دینی ودنیوی میں کامیابی وفائز المرامی کے لیے داعی ہے۔ وماذلك على الله بعزیز۔

ان شاء اللہ العزیز ۱۲۔ فروری کو ہفتہ کے دن چناب سے کراچی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک اور دار العلوم امجدیہ کے جلسہ دستارِ فضیلت میں حاضری کے لیے کراچی روانگی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۴۔ فروری کو خیبر میل پر کراچی سے روانہ ہوکر ۱۵ کو ملتان واپسی ہوجائے گی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ ملاقات کا موقع اس کے بعد ملے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

والسلام مع الاحترام!

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی۔

یہاں کے سب احباب اور بچوں کی طرف سے سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام مع الاحترام!

فقیر ناکارہ کو اپنا دائمی دعا گو تصور فرمائیں۔ ثم السلام

۱۰ فروری ۱۹۷۷ء از ملتان

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ہزاروی سلمہم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون۔ دعائیں!

مولوی منیر صاحب سلّمہ کی خیریت معلوم ہو سکے تو ضرور فقیر کو مطلع فرمائیں شکریہ۔

الحمد للہ علالت اور ضعف کے باوجود پورے روزے رکھ رہا ہوں اور تراویح میں مسلسل قرآن پاک بھی حسبِ سابق سنتا ہوں۔ البتہ ضعف بہت بڑھ گیا ہے۔ ان شاء اللہ پورے روزے اور تراویح آخر تک مکمل ہو جائیں گے۔ حضرات کی خدمت میں بہت بہت سلام مسنون۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

مورخہ ۲۲۔ رمضان المبارک۔ ۱۴۰۶ھ۔ مئی ۱۹۸۶ء

روزنامہ آفتاب ملتان۔ لاہور۔ چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر

بخدمت حضرت مولانا احمد علی صاحب

صدر جمعیۃ علماء اسلام و امیر انجمن خدام الدین لاہور

سلام مسنون!

جناب کا والا نامہ بجواب عریضہ بذریعہ رجسٹری ۲۱۔ اگست کو وصول ہوا۔ پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ آپ جیسے پرانے تجربہ کار عالم کو صرف اتنی بات پر کیوں کر شک ہو گیا کہ جوابی لفافہ پر میرے نام کے ساتھ ایسے الفاظ مرقوم تھے جن کا لکھنا میرے لیے مناسب نہ تھا۔

اگر واقعی یہ بات شک کا موجب ہو سکتی ہے تو پھر مجھے بھی آپ کے خط میں شک کرنا چاہیے کہ شاید آپ کی طرف سے کسی دوسرے نے مجھے خط لکھ دیا ہو۔ کیوں کہ آپ کے نام سے جو خط بذریعہ رجسٹری مجھے ملا ہے اس کی واپسی رسید پر (جو میرے دستخط کے بعد بذریعہ ڈاک آپ کے پاس پہنچی ہوگی) آپ کے پتہ میں یہ الفاظ مرقوم تھے۔

''حضرت'' ''قبلہ'' ''مولانا'' احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین''

اب آپ ہی فرمائیں کہ کوئی حق پرست عالم اپنے آپ کو ''حضرت'' ''قبلہ'' ''مولانا'' ''صاحب'' لکھ سکتا ہے؟

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۶ پر کسی کو ''قبلہ وکعبہ'' کہنا ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے خط کے متعلق مجھے کوئی شک پیدا نہیں ہوا۔ کیوں کہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ واپسی لفافہ یا رسید پر خط بھیجنے والوں کے شاگرد اپنے قلم سے پتہ لکھتے ہوئے ایسے الفاظ تحریر کر دیتے ہیں اگرچہ اصولاً انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی سے ایسی غلطی ہو جائے تو اس کو اصل خط کے

بارے میں موجب شک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے اپنی مرسلہ رجسٹری کی واپسی رسید پر اپنے نامِ نامی کے ساتھ ''حضرت'' ''قبلہ'' ''مولانا'' ''صاحب'' کے الفاظ ملاحظہ فرما کر اپنے شک کا بے بنیاد ہونا سمجھ لیا ہوگا۔
پھر تعجب ہے کہ آپ کو ایک خالص مذہبی بیان، خصوصاً حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک (مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) کا وہ مفہوم جو آپ ہمیشہ اپنی تقریروں میں عام طور پر بیان فرمایا کرتے ہیں تحریر کرنے میں اس قدر تامل کیوں ہے کہ جب تک میں آپ کو اپنے خط کا یقین نہ دلاؤں اس وقت تک آپ مجھے وہ مضمون لکھ کر نہ بھیجیں۔ مسائل شرعیہ اور تبلیغ دین میں اس قسم کے شرائط وقیود کی پابندی کتاب وسنت کی روشنی میں یقیناً زیادۃ فی الدین ہے جو آپ جیسے ذمہ دار عالم کے لیے کسی طرح مناسب نہیں۔

نیز یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ ائمہ فقہاء کی تصریح ''الخط یشبہ الخط'' کے باوجود آپ نے قاسم العلوم کے مہتممان صاحبان کی تحریر کو موجب یقین کیسے ٹھہرا لیا؟
عادلین کی خبر بلکہ شہادت بھی شرعاً مفید یقین نہیں ہو سکتی چہ جائے کہ تحریر محض کو افادۂ یقین کے لیے کافی قرار دے دیا جائے۔ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں کسی نے عادلین کی تحریر کو مفید یقین نہیں مانا۔ اگر آپ ذرا تامل فرمائیں تو واضح ہو جائے گا کہ حصولِ یقین کے لیے آپ کا یہ طریقہ یقیناً مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي کے خلاف ہے۔

آخری گزارش یہ ہے کہ پہلا خط بھی میں نے بھیجا تھا اور یہ عریضہ بھی میں خود ارسالِ خدمت کر رہا ہوں۔ آپ کے اطمینان کی خاطر اپنے دستخط کے ساتھ مُہر کا نشان بھی ثبت کرتا ہوں اگر اس کے بعد بھی آپ نے حدیث شریف

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي کے متعلق ملتان والی تقریر کا پورا خلاصہ تفصیل کے ساتھ تحریر نہ فرمایا تو مجھے افسوس ہوگا اور میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاؤں گا کہ آپ نے مجھے ٹالنے کے لیے یہ خط لکھ دیا ہے اور اظہارِ حق سے آپ عمداً گریز فرما رہے ہیں جو ایک ذمہ دار عالم کی شان سے بہت بعید ہے۔ فقط۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

مہتمم مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان شہر

(مہر کا نشان) سید احمد سعید کاظمی امروہوی۔ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
عزیز حمید سلمہ اللہ المجید!

سلام مسنون۔ دعا!

مولانا محمد یار صاحب کا وہ شعر جو تم نے لکھا ہے اور اس جیسی دوسری عبارات (جو مسلّم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی مابہ الموجودیت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شئے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتفا ہو جائے تو حقیقتِ حقہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اس میں نبی غیرِ نبی حتیٰ کہ حضرت محمد ﷺ کی بھی خصوصیت نہیں، لیکن عامہ خلائق مظاہرِ ناقصہ ہیں اور اولیائے کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں اور انبیاء علیہم السلام ان سے زیادہ مظاہرِ کمال اور جمیع کائنات سے اکمل وافضل مظہریت حضور سیدِ عالم ﷺ کے لیے حاصل وثابت ہے۔ اس لیے کہ کمال امور اضافیہ میں ہے۔

دیکھیے مولانا محمد یار صاحب کے شعر کا مضمون حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام میں ہے۔ فتوحاتِ مکیہ جلد ثانی صفحہ ۱۲۷۔

وَ اَنْتَ تَحْسِبُهٗ بمحمد العظیم الشان کما تحسب السراب ماءً وھو ماءٌ فی رأی العین فاذا جئت محمدًا ﷺ لم تجد محمدًا وجدت اللہ فی صورۃٍ محمدیۃٍ ورأیتہ برؤیۃٍ محمدیۃٍ۔ محمد ﷺ عظیم الشان کو محمد گمان

کرتے ہو، جیسے کہ تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے مگر حقیقتاً آب نہیں بلکہ سراب ہے۔ اسی طرح جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد ﷺ کو نہ پاؤ گے بلکہ صورتِ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے اور رؤیتِ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے۔ انتباہ کے صفحہ ۹۲ پر فرماتے ہیں۔ صورتِ مرشد کہ ظاہراً دیدہ می شود، مشاہدۂ حق سبحانہ وتعالیٰ است در پردہ آب و گل واما صورتِ مرشد کہ در خلوت نمودار میشود آں مشاہدۂ حق تعالیٰ است بے پردہ آب و گل۔ الخ
غور کیجیے صورتِ مرشد کے دیکھنے کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور آب و گل یعنی جسمانیت اور بشریت کو محض ایک پردہ قرار دے رہے ہیں۔ آج کے دیوبندی وحدۃ الوجود کے بھی منکر ہیں، حالاں کہ جن حضرات کو یہ اپنے مشائخ قرار دیتے ہیں وہ اس مسئلہ میں بڑے متشدد اور حریص رہے ہیں۔ دیکھیے انور شاہ صاحب کشمیری اپنی کتاب فیض الباری جلد رابع صفحہ ۴۲۸ حدیث شریف فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ کے تحت دیوبندیوں کے بیان کردہ معنی کا ردّ کرتے ہوئے کہتے ہیں: قلتُ وھذا عدول عن حق الالفاظ لانّ قولہ کنتُ سمعہ بصیغۃ المتکلم یدلّ علیٰ انہ لم یبق من المتقرب بالنوافل الا جسدہ وشبھہ وصار المتصرف فیہ الحضرۃ الالھیۃ فحسب وھو الذی عناہ الصوفیۃ بالفناء فی اللہ تعالیٰ ای الانسلاخ عن دواعی نفسہ حتی لایکون المتصرف فیہ الا ھو وفی الحدیث لمعۃٌ الیٰ وحدۃ الوجود وکان مشائخنا مولعون بتلک المسئلۃ الی

زمن الشاہ عبد العزیز اَمَّا انا فَلَستُ بِمتَشَدِّدٍ فِیهَا۔ انتہی۔
یعنی کنت سمعه الذی کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان آنکھ وغیرہ اعضاء
حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے، حقِ الفاظ سے عدول کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ
تعالیٰ کے قول کنت سمعه الذی میں کنت صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا
ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ سے سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی
نہیں رہی اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو
حضرات صوفیائے کرام فنافی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی بندہ کا دواعی نفس سے
بالکل پاک ہوجانا یہاں تک کہ اُس بندہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شئے قطعا
متصرف نہ رہے۔ اور (فکنت سمعه) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا
اشارہ ہے اور ہمارے مشائخ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانہ تک
اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے لیکن میں (اس کا قائل تو
ہوں مگر) اس میں متشدد نہیں۔

اس عبارت سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا اکابر ومشائخ دیوبند کے نزدیک
حق ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اب شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت ملاحظہ
فرمائیے انتباہ: صفحہ ۹۱ پر لاالہ الا اللہ کے تحت فرماتے ہیں: نیست ہیچ
معبودے ومقصودے وموجودے مگر حق تعالیٰ۔ مبتدی را ارادہ عوام بگوید نیست
ہیچ معبودے، ومتوسط را ارادہ خواص بگوید نیست ہیچ مقصودے، ومنتہی را ارادہ
اخص الخواص بگوید نیست ہیچ موجودے۔ اسی طرح انفاس رحیمیہ صفحہ ۲۱ میں شاہ
ولی اللہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں: کفرِ
شریعت دو معبود پنداشتن است وکفر حقیقت دو موجود داشتن۔ اسی طرح صفحہ

۳۴ پر عبارت ہے۔ مولانا محمد یار صاحب پر کفر کا فتویٰ لگانے والے آنکھیں
کھول کر دیکھیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے والد ماجد دو موجود ماننے کو کفر
حقیقت فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد دیوبندیوں کے مسلّم بزرگ انور شاہ صاحب
کشمیری کی عبارت سے محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق سنیے۔ فیض الباری
جلد اول صفحہ ۱۷۴ پر لکھتے ہیں: اما اهل العلم منهم فاکثرها تتعلق
بالامور الالهية کالشاہ ولی الله رحمة الله تعالیٰ وشیخ الاکبر رحمة
الله تعالیٰ فان کشوفهما بحل مسائل الصفات وغیرها ونعمت
الکشوف هی۔ یعنی حضرات صوفیائے کرام میں سے جو لوگ اہلِ علم ہیں ان
میں سے اکثر حضرات امورِ الٰہیہ یعنی مسائل ذات وصفات سے تعلق رکھتے ہیں۔
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ہمارے جلیل
القدر فقہائے کرام نے بھی فرمائی ہے۔ دیکھیے درمختار جلد دوم صفحہ ۳۰ مطبوعہ
نولکشور لاہور میں ہے: شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انه کان رحمۃ اللہ علیہ شیخ الطریقة حالاً وعلماً وامام الحقیقة
حقیقتًا ورسمًا ومُحیّ رسوم المعارف فعلاً واسماً۔

(ردالمحتار علی درالمختار جلد سوم صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۴۔
باب المرتد مطلب فی حال الشیخ الاکبر سیدی محی الدین ابن العربی۔
مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۴۱۲ھ۔ صفدر)

الحاصل مولانا محمد یار صاحب کے اشعار کا مبنیٰ مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ اگر وحدۃ
الوجود کو شرکیہ عقیدہ کہا جائے تو تمام مشائخ دیوبند کافر ومشرک قرار پائیں گے
کیوں کہ وہ سب وحدۃ الوجود پر متشدد رہے ہیں۔ جیسا کہ انور شاہ کشمیری کی

عبارت منقولہ بالا سے ثابت ہے۔ پھر ان اشعار کی بنا پر اگر مولوی محمد یار صاحب کی تکفیر کی جائے تو حضرت شیخ اکبر اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات منقولہ بھی بالکل مولانا صاحب موصوف کی عبارت جیسی ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کی تکفیر بھی لازم آتی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا مخالفین کے نزدیک مسلم بزرگ ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق انور شاہ کشمیری اور صاحبِ درِّ مختار کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ لہٰذا شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر انور شاہ صاحب اور صاحبِ درمختار کی تکفیر کو مستلزم ہوگی کیوں کہ کافر کی تکفیر فرض ہے اور اس کی توثیق حرام بلکہ کفر ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ مولانا محمد یار صاحب کا دامن اس مسئلہ میں ایسے اکابر امت کے ساتھ وابستہ ہے کہ جن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم جواب الشعر.

(دیوان محمدی موسوم بہ انوار فریدی از مولانا محمد یار گڑھی اختیار خان۔ خان پوری)
(صفحہ ۱۹ تا ۲۳)

بار چہارم مئی ۱۹۸۱ء رجب ۱۴۰۱ھ۔

ناشران: صاحب زادہ غلام قطب الدین و پیر زادہ غلام معین الدین۔

(دیوان محمدی صفحہ ۲۴ تا ۲۷ بار ششم۔)

نوٹ:۔ مذکورہ عبارت کی تحقیق کے لیے میں نے سرائے سدھو ضلع خانیوال سے تھلہ شریف تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کا سفر کیا۔ میرے ہمراہ میرے دوست مفتی عبدالمجید ساجد سعیدی صاحب بھی تھے موجودہ سجادہ نشین صاحب زادہ غلام نصیر الدین محمود صاحب نے بڑی مہربانی کی اور اپنے والد گرامی کی

اصل کاپی کی فوٹو سٹیٹ عنایت فرمائی۔ آپ کے والد صاحب خواجہ عبدالحمید شہید رحمۃ اللہ علیہ کا طریق کار یہ تھا کہ اپنے استاذ محترم حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی درسی تقاریر اور آمدہ خطوط کو بعینہٖ اس میں نقل کرتے اور آخر میں حضرت کے دستخط اور تاریخ بھی لکھتے۔ اس کاپی کے ٹائٹل پہ لکھی عبارت درج ذیل ہے جس سے اس تحریر کی توثیق ہو جاتی ہے=

هذه مجموعة جوابات السوالات من الشيخ

سید قبلہ مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر (پنجاب)

ملکیہ احقر محمد عبدالحمید عفی عنہ (متعلم فی المدرسہ الفیضیہ واقع فی چاچڑاں شریف)

۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۳ ہجری

مندرجہ بالا شعر کی وضاحت کے بعد تین صفحات پہ مشتمل علم غیب سے متعلق اعتراض کے جوابات بھی ہیں۔ جو اس خط کا حصہ ہیں اور وہ درج ذیل ہے۔ (صفدر)

سوال:۔ اگر حضور کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم ہوتا تو حضور یہ کیوں فرماتے؟ کہ انی لا اعلم المحامد التی یعلمنی اللہ فی القیامۃ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو بعض علم ہے تمام ما کان وغیرہ کا نہیں ہے۔

جواب:۔ حدیث انی لا اعلم المحامد کا جواب چند امور سمجھنے پر موقوف ہے

ا۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام ما کان و ما یکون کا علم وصال سے پہلے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ما کان و ما یکون میں شامل نہیں۔ ما کان و ما یکون صرف مخلوقات کو ہی شامل ہے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کی بعض صفات حمیدہ کا علم نبی کریم ﷺ کو قبل الوصال نہ دیا گیا ہو تو اس سے ما کان و ما یکون کی نفی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ حدیث لااعلم المحامد سے ہمارا مخالف عدم علم غیب رسول اللہ ﷺ پر استدلال کرتا ہے۔ یہ اصول مسلم بین الفریقین ہے کہ اذجاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب دلیل کے ساتھ کوئی احتمال کسی کے استدلال میں پیدا ہوجاوے تو وہ استدلال باطل ہوجاتا ہے۔

۳۔ حدیث مذکور سے ہمارے خلاف مستدل کا استدلال اس وقت صحیح ہوگا جب کہ اس میں اس کے مطلوب کے خلاف کوئی احتمال دلیل سے نہ پیدا ہو۔ مگر یہاں ایسا احتمال موجود ہے۔ مستدل نے محامد کو حمد کی جمع قرار دے کر استدلال کیا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حمد از قبیل الفاظ وکلمات ہونے کی وجہ سے ما کان وما یکون میں شامل ہے اور جب بعض محامد کا علم نبی کریم ﷺ کو دنیا میں نہیں دیا گیا تو تمام ما کان وما یکون کے علم کی نفی ہوگئی لیکن یہاں احتمال ہے کہ محامد حمد کی جمع نہ ہو بلکہ محمدۃ کی جمع ہو، محمدۃ کے معنی صفت حمیدہ کے ہیں اس تقدیر پر حدیث مذکور کے معنی یہ ہوں گے۔ یوم محشر مجھے اللہ تعالیٰ کے محامد یعنی بعض صفات حمیدہ کا علم دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفات ما کان وما یکون میں شامل نہیں۔ لہٰذا ان کے علم کی نفی سے ما کان وما یکون کے علم کی نفی نہیں ہوسکتی دیکھئے مرقات شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۲۵۸ میں اسی حدیث مذکورہ کے تحت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں (فاحمدہ بتلك المحامد) وھی جمع الحمد علی غیر قیاس کمحاسن جمع حسن او جمع محمدۃ محامد سے محمدۃ کی جمع مراد ہونے کی صورت میں مستدل کا استدلال بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ یہ احتمال دلیل (عبارت منقولہ عن المرقات) سے ثابت ہے اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ رہا یہ

اعتراض کہ اگر حدیث شریف میں محامد سے محمدۃ کی جمع مراد ہوتی تو احمدہ بتلك المحامد کی بجائے علی تلك المحامد ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نحوی اس بات پر متفق ہیں کہ حروف جارہ علی العموم ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ جس کے نظائر قرآن وحدیث اور کلام عرب میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا استدلال میں بھی یہ احتمال ہے کہ با بمعنی علیٰ ہو۔ بنابریں یہ بھی باطل ہے۔ والحمد للہ علی ذالك وھذا نبذ مما ذکرتہ فی رسالتی التی الفتھا فی اثبات علم غیب النبی ﷺ۔ چونکہ آپ کا خط گم ہوگیا تھا اس لیے تفصیلی جواب نہیں لکھ سکا۔ بقیہ اعتراضات لکھ کر بھیج دینا ان شاء اللہ فرصت کے وقت جوابات لکھنے کی کوشش کروں گا۔ والسلام مع الدعاء

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہ

یکم محرم الحرام ۱۳۷۳ھ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

احباب مدرسہ مصباح العلوم۔ میلسی ضلع وہاڑی

آپ لوگ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک میں ہرگز ہرگز کوئی رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ بلکہ تعاون کریں۔ اگر سیدی حضرت علامہ ابوالبرکات خلیفہ اعلیٰ حضرت تشریف لائیں تو سبحان اللہ وہی جمعہ پڑھائیں۔

(منقول از حیات غزالی زماں۔ ۱۵۳۔

مؤلفہ: حافظ امانت علی سعیدی۔

مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان۔

اشاعت سوم۔ اگست ۲۰۱۲ء۔ اضافہ شدہ)

مولانا محمد حق نواز سعیدی رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ ربہ

ڈاک خانہ اُچ شریف ضلع بہاول پور۔

۱۳۔اگست ۱۹۷۲ء۔از بہاول پور۔

مولانا حق نواز سلمہ۔سلام مسنون!دعائیں۔

جو شخص حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قدم پاک کے گردنِ اولیاء رضی اللہ عنہم پر ہونے کی نفی کرتا ہے بلکہ یہ بات سن کر معاذ اللہ کہتا ہے بے شک اس سے ہمارا قلب متنفر ہے لیکن چوں کہ یہ مسئلہ محض ایک کشف سے متعلق ہے نصوص سے نہیں اس لیے ہم اس منکر اور نافی پر کوئی حکم شرعی فتویٰ کی حیثیت سے نہیں لگا سکتے۔اور بس! سب کو دعا سلام۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔

(منقول از عکسِ تحریر۔شامل در ماہ نامہ السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء۔
صفحہ ۱۱۵۔امام اہل سنت نمبر شوال ۱۴۱۸ھ۔جلد نمبر ۵ شمارہ نمبر ۲۔
مدیر اعلیٰ سید حامد سعید کاظمی)

حضرت اقدس خواجہ غلام معین الدین صاحب محمودی سلیمانی نظامی
دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

آل پاکستان سنی کانفرنس کے لیے عریضہ حاضر کر رہا ہوں انتہائی مصروفیت اور جسمانی تکالیف کے باعث حاضر نہ ہو سکا۔محسوس نہ فرمائیں۔امید ہے اپنی شرکت اور ہمہ قسم تعاون سے جماعت اہل سنت کی مدد فرمائیں گے اور کانفرنس کو کامیاب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیں گے۔شکریہ!

والسلام

احمد سعید کاظمی

۲۳۔شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

بزرگان وبرادران جماعت اہل سنت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جہانیاں منڈی (اس وقت ضلع خانیوال) سے جو خط آیا میں اس کے مندرجات پر پوری طرح غور کرکے عارض ہوں۔ فوری طور پر قابل سنی وکیل سے مشورہ کرکے جماعت اہل سنت دعویٰ دائر کردے اور غیور سنیوں سے پوری امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز اس حق وباطل کے معرکہ میں ضرور حق کی حمایت کے لیے قربانی دیں گے۔

میں بے حد مضمحل ہوں آپ ہی حضرات میری قوت ہیں۔ از راہِ کرم توکلاً علی اللہ مقدمہ دائر کردیجئے اور قریبی اجلاس میں یہ فیصلے فرمالیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ والسلام مع الاحترام!

فقیر سید احمد سعید کاظمی۔ ۳۱۔ مارچ ۱۹۸۱ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بزرگانِ اہل سنت (ملتان) دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بتاریخ۔ اکتوبر مطابق ۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ بروز جمعرات بوقت گیارہ بجے دن بمقام مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان میں مقامی زعمائے اہل سنت کا ایک اجلاس منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں جماعتی تنظیم پر غور وخوض کیا جائے گا۔ وقت مقرر پر تشریف لاکر ممنون فرماویں۔ والسلام!

ادنیٰ خادم اہل سنت

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

حضرت محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ امر آپ سے مخفی نہیں کہ موجودہ حالات میں مملکت پاکستان اور بیرون ملک مسلک اہل سنت، ان کے حقوق اور مذہبی اقدار کو یکسر پامال کیا جارہا ہے۔ ان زیادتیوں کی فہرست بہت طویل ہے جو اہل سنت سے روا رکھی جارہی ہے۔ جہاں اہل سنت کی مخالف قوتیں شب وروز بڑی تیزی سے سرگرمِ عمل ہیں وہاں موجودہ حکومت کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

علماء اہل سنت، مشائخ عظام، عوام اہل سنت اور ہر غیرت مند سنی کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اگر ہم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے متفق ہوکر میدان عمل میں نہ نکلے تو پھر اس ملک میں اہل سنت کے وجود کا برقرار رہنا مشکل نظر آرہا ہے۔ اس سلسلے میں فوری لائحہ عمل طے کرنے کی اشد ضرورت ہے اس مقصد کے لیے مورخہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ ۱۰ بجے دن مدرسہ انوار العلوم ملتان میں حسب ذیل اکابر زعماء اہل سنت کا ایک خصوصی اجلاس طلب کیا گیا ہے جس میں آپ کی تشریف آوری نہایت ضروری ہے۔

۱۔ علامہ الشاہ احمد نورانی

۲۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری

۳۔ مولانا عبدالستار خان نیازی

۴۔ مولانا غلام رسول صاحب

٥۔ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی

٦۔ علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی

٧۔ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی

والسلام مع الاحترام!

فقیر ناکارہ: احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

١٩ شعبان ۔ ١٤٠٢ھ ۔ ١٢ جون ١٩٨٢ء

سنی علماء، مشائخ اور عوام کے نام علامہ سید احمد سعید کاظمی کا پیغام

حضرات علماء کرام و مشائخ عظام دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ملتان میں ١٦، ١٧۔ اکتوبر ١٩٧٨ء کو "آل پاکستان سنی کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا واحد مقصد "مقامِ مصطفیٰ اور نظامِ مصطفیٰ" کی عظمت و اہمیت کا مظاہرہ اور ملک کی سوادِ اعظم "جماعت اہل سنت" کے مذہب و مسلک کا تحفظ و استحکام ہے۔ تاکہ نظریہ پاکستان کو تقویت حاصل ہو اور دشمنانِ پاکستان کے ناپاک عزائم خاک میں مل جائیں۔

ملک و ملت کی اس خدمت کی عظیم ذمہ داری حضرات علماء و مشائخ اہل سنت پر عائد ہوتی ہے اس لیے نہایت ادب سے استدعا ہے کہ اس کانفرنس میں ضرور شرکت فرمائیں اور اپنے مریدین، معتقدین اور جملہ احباب کو بھی کانفرنس میں شرکت اور اس کی مالی امداد و اعانت کا حکم صادر فرمائیں اور کانفرنس کی حمایت میں اخبارات میں بیان شائع کرائیں۔ شکریہ۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

شائع کردہ: مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان۔ شامل در کل پاکستان سنی کانفرنس (ملتان) مرتبہ: سید عالم ناظم نشر و اشاعت۔ جماعت اہل سنت کراچی ڈویژن

ناشر: انجمن تاجدارِ حرم کراچی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

کل پاکستان سنی کانفرنس (ملتان)

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی۔

سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت ہی وہ واحد ہدایت یافتہ گروہ ہے۔ وہ عظمتِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا پاسبان ہے اور جس نے اسلام کو اس کی صحیح تعبیر کے ساتھ سمجھا ہے۔ کل پاکستان سنی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہی یہ ہے کہ سوادِ اعظم کو منظم کیا جائے اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی جدوجہد تیز کی جائے تاکہ لادینی عناصر کے عزائم خاک میں مل جائیں۔

میں تمام مشائخ و علماء اہل سنت اور احبابِ اہل سنت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے مصروفِ عمل ہو جائیں۔

(ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی صفحہ نمبر ١٧

کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان نمبر۔

اکتوبر نومبر، ١٩٧٨ء شمارہ ٦۔ ذوالقعدہ ذوالحجہ ١٣٩٨ھ جلد نمبر ٨)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت اقدس فخر المشائخ خواجہ فخر جہاں تونسوی مدظلہ

السلام علیکم!

سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے تحفظ وتنظیم اصلاح معاشرہ وتبلیغ عقائد حقہ وعمل صالح نیز نظریہ پاکستان کے استحکام ملک وملت کے تحفظ وبقا مذہبی اقدار کو فروغ دینے، کیمونزم اور سوشلزم جیسے ملحدانہ فتنوں کی روک تھام کے مقاصد عظیم کی تکمیل کے لیے خالص مذہبی بنیاد پر ۱۶، ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان شریف میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر سے مشائخ کرام، علماء عظام وزعماء قوم شرکت فرما رہے ہیں۔

اس کانفرنس اور اس کے مقاصد حسنہ کی تکمیل آپ حضرات کی ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی توجہ سے وابستہ ہے۔ از راہِ کرم اس کانفرنس میں ضرور شرکت فرمائیں اور مریدین ومعتقدین کے نام مشمولہ بیان کو اپنے مبارک دستخطوں سے مصدق ومزین فرمائیں تاکہ اس کی عام اشاعت کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا ظلّ عاطفت دراز فرمائے اور آپ کے آستانہ عالیہ کے فیوض وبرکات ہمیشہ جاری رکھے۔

والسلام!

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! آپ کے پاس حاملِ ہذا استفتاء لے کر آرہا ہے اسے جواب لکھ دیں۔ حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب بریلوی اسلام آباد سے آج پونے پانچ بجے شام کی فلائٹ سے ملتان تشریف لا رہے ہیں میرے پاس قیام ہوگا۔ چند احباب کا ایئرپورٹ پر ان کے استقبال کے لیے جانا ضروری ہے آپ اس کا انتظام کردیں۔ ضروری ہے۔ کسی کی گاڑی مل جائے تو بہتر ہے ورنہ ٹیکسی کا انتظام کرنا پڑے گا۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی

۲۷۔ جنوری ۱۹۸۶ء

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی سلمہٗ

سلام مسنون! تینوں فتوے مختلف ہیں۔ آپ حضرت مولانا احمد سدیدی صاحب کو بلالیں مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا عبدالحکیم سب مل کر روایاتِ فقہیہ پر غور کریں اور اپنے غور وخوض کا نتیجہ مرتب کر کے مجھے دکھائیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے اور یہ کام تاخیر طلب نہیں۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی

۱۵۔ مارچ ۱۹۸۶ء
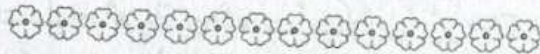
غزالیٔ زماں مرشد کاظمی کا طلبہ کے نام آخری پیغام

۱۹۸۶ء میں بہاول پور میں انجمن طلباء اسلام کا صوبائی کنونشن منعقد ہوا۔ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بوجہ علالت اس میں شرکت نہ فرما سکے لیکن آپ نے نوجوانانِ انجمن کے نام ایک پیغام ارسال فرمایا جسے کنونشن کے موقع پر انجمن کے ضلعی ناظم چوہدری نصر اللہ نے پڑھ کر سنایا۔ کارکنانِ انجمن کے نام آپ کا یہ آخری یادگار پیغام انجمن طلباء اسلام سے آپ کی بے پناہ محبتوں کا مظہر ہے۔

انجمن طلباء اسلام کے قابل احترام

نمائندگان وکارکنان وحاضرین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں آپ کے اس حسین اجتماع عظیم کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آپ کا ماضی بڑا شاندار ہے اپنی اس انجمن کے پاکیزہ مقاصد کی تکمیل کے لیے ابتداء ہی سے آپ مصروف عمل ہیں۔ طلباء برادری میں اسلام کی تڑپ پیدا کرنے اور اہل سنت کے مسلکِ حق سے انہیں روشناس کرنے میں آپ کی سعیٔ پیہم لائق تحسین ہے۔ طلباء برادری کی فلاح وصلاح کے لیے آپ کی دلچسپیاں کسی سے مخفی نہیں۔ ملک وملت کی بہتری کے لیے آپ کی سرگرمیاں سب پر عیاں ہیں۔ ہر مرحلہ پر نظم وضبط کے ساتھ حق کی حمایت آپ مسلسل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس راہ میں جو مصائب وآلام آپ نے برداشت کیے اور شدید ترین مشکلات آپ کو پیش آئیں وہ محتاج بیاں نہیں۔ قوم نے آپ کی مخلصانہ خدمات کی قدر نہ کی۔ آپ کی مدد اور تعاون کے لیے کسی کا ہاتھ نہ بڑھا۔ محض اللہ کے توکل پر آپ خلوص کے ساتھ اپنا مبارک مشن چلا

رہے ہیں یہ آپ کے اتحاد کی برکتیں ہیں۔ اپنی صفوں کو انتشار سے محفوظ رکھیے، عزم کو بلند کیجیے، استقامت کی راہ پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھیے، ان شاء اللہ کامیابی کی منزل آپ کے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام!

احمد سعید کاظمی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت محترم شیخ غلام محمد صاحب نظامی زید مجدھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف؟

"سنی کانفرنس کی کامیابی پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیے" رسیدات اور کوپن کی رقوم کا مکمل حساب ازراہِ کرم ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء تک ضرور بھیج دیں۔

یہاں بلوں کی ادائیگی رکی ہوئی ہے اور اس وجہ سے سخت پریشانی ہے۔ ازراہِ کرم جلد توجہ فرمائیں۔ شکریہ۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فتویٰ

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ
صدر مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد کی تعمیر یا اس کی ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

قربانی کی کھال (بعینہ) واجب التصدق نہیں اس لیے اس کے بالعوض مسجد کی تعمیر یا اس کی دیگر ضروریات سے متعلق کوئی ایسی چیز لے کر جو باقی رہتے ہوئے مسجد کے کام آسکے، مسجد میں دینا جائز ہے۔ لیکن قربانی کی کھالیں، نوٹ، روپے، پیسے کے بدلے بیچ کر اس کی قیمت مسجد کی تعمیر یا اس کی دیگر ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ کیوں کہ چرمِ قربانی کی یہ قیمت واجب التصدق ہے اور جو مال واجب التصدق ہو اس پر کسی مستحق فقیر کا مالکانہ قبضہ ضروری ہے۔ جو صورتِ مسئولہ میں متصور نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قربانی کرنے والا اپنی قربانی کی بعینہ کھال سے نفع اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً اس کھال کا مصلّٰی یا ڈول بنالے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کھال کو کسی ایسی چیز سے بدل لے جو باقی رہتے ہوئے اس قابل ہو کہ اس سے نفع حاصل کیا جاسکے۔ مثلاً کھال دے کر کپڑا لے اور اس سے نفع اٹھائے یعنی اسے استعمال کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنی قربانی کی کھال کسی ایسی چیز سے بدلے جس سے وہ بعینہ نفع نہ اٹھا سکے بلکہ اسے خرچ کر کے اس سے نفع اٹھانا ممکن ہو جیسے نوٹ، روپے، پیسے کے

بدلے کھال فروخت کی جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا کیوں کہ جب تک روپے، پیسے کو خرچ نہ کیا جائے ان سے نفع اٹھانا ممکن نہیں اور جس مال کا صدقہ کرنا واجب ہو اسے تعمیر مسجد یا اس کی دیگر ضروریات یا اس کے علاوہ کسی رفاہِ عامہ کے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

کیوں کہ ایسا مال، مالِ زکوٰۃ کے حکم میں ہے جس پر مستحق فقیر کا مالکانہ قبضہ ضروری ہے اور اگر مستحق کے علاوہ کسی غیر مصرف پر خرچ کیا جائے تو جائز نہ ہوگا۔

۱: ہدایہ میں ہے: تصدق بثمنه لان القربة انتقلت الى بدله۔ اه۔

۲: صاحب ہدایہ کی اس عبارت کی شرح میں صاحب کفایہ نے فرمایا: لان معنى التمول سقط عن الاضحية فاذا تمولها بالبيع وجب التصدق كذا في الايضاح۔ اه۔

۳: اسی مقام پر عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: لان تملك البدل من حيث التمول ساقط فلم يبق الا جهة القربة وسبيلها التصدق اه۔

۴: اسی مقام پر عینی میں ہے: قوله والمعنى اى المعنى فى عدم اشتراء مالا ينتفع به الا بعد استهلاكه انه تصرف على قصد التمول وهو قد خرج عن جهة التمول فاذا تمولته بالبيع وجب التصدق لان هذا الثمن حصل بفعل مكروه فيكون خبيثا فيجب التصدق اه۔

۵: اس عبارت کی تائید بدائع الصنائع کی حسب ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

ويتصدق بثمنه لان القربة ذهبت عنه فيتصدق به ولانه استفاده بسبب محظور وهو البيع فلا يخلوا عن خبث فكان سبيله

التصدق۔ اھ۔

۶:۔ تصدقِ ثمن کے مسئلے میں حاکم شہید رحمۃ اللہ علیہ نے الکافی میں فرمایا: لان معنی التمول سقط عن الاضحیۃ فاذا تمولها بالبیع انتقلت القربۃ الی بدله فوجب التصدق اھ۔

۷:۔ وجوبِ تصدق کو مؤکد کرنے کے لیے صاحب الدّر المنتقیٰ نے شرح ملتقی الابحر میں فرمایا: (یتصدق به) ای بالبدل لان القربۃ انتقلت الی بدله فیجبر علی التصدق به کما فی البرهان۔ اھ۔

۸:۔ مجمع الانہر میں ہے: (فان بدل اللحم اوالجلدبه) ای بماینتفع بالاستهلاك جاز (ویتصدق به) لانتقال القربۃ الی البدل اھ۔

۹:۔ بزازیہ میں ہے: وله ان یبیعها بالدراهم لیتصدق بها لا ان ینتفع بالدراهم او ینفقها علی نفسه فان باع لذلك تصدق بالثمن ایضاً۔ اھ۔

۱۰:۔ خانیہ میں ہے: ولیس له ان یبیع الجلد لینفق الثمن علی نفسه اوعیاله۔ اھ۔

۱۱:۔ فتاویٰ عالم گیری میں ہے: ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربۃ کالتصدق اھ۔

۱۲:۔ مبسوط سرخسی میں ہے: (یکره ان یبیع جلد الاضحیۃ بعد الذبح) الی ان قال۔ فان فعل ذلك تصدق بثمنه کمالو باع شیئا من لحمها۔ اھ۔

۱۳:۔ درمختار میں ہے: (فان بیع اللحم اوالجلدبه) ای بمستهلك (او بدراهم

تصدق بثمنه) اھ۔

۱۴۔ درر شرح غرر میں ہے: انتقلت الی بدله اھ۔

۱۵:۔ زیلعی میں ہے: ولایبیعه بالدراهم لینفق الدراهم علی نفسه وعیاله والمعنیٰ فیه انه لایتصرف علی قصد التمول واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح حتی لایبیعه بمالا ینتفع به الا بعد الاستهلاك فلو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربۃ کالتصدق بالجلد واللحم۔ اھ۔

۱۶:۔ بحرالرائق میں ہے: ولایبیعه بالدراهم لینفق الدراهم علی نفسه وعیاله والمعنی فیه انه لایتصرف علیٰ قصد التمول واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح فلایبیعه بمالاینتفع به الا بعد الاستهلاك ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربۃ کالتصدق بالجلد واللحم۔ اھ۔

۱۷:۔ درالمنتقی میں ہے: وفی الظهیریة لو عمل الجلد جرابا وآجره لم یجز وعلیه التصدق بالاجرة واقره القهستانی۔ اھ۔

۱۸:۔ علامہ شامی ردالمحتار جلد خامس میں فرماتے ہیں: وفی الدر المنتقی عن الظهیریة لوعمل الجلد جرابا وآجره لم یجز وعلیه التصدق بالاجرة۔ اھ۔

عباراتِ فقہیہ منقولہ سے ظاہر ہے کہ قربانی کرنے والا اپنی قربانی کے گوشت اور چمڑے وغیرہ سے خود بھی انتفاع کرسکتا ہے اور اس کا صدقہ کردینا بھی اس کے لیے جائز ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس نے گوشت یا چمڑہ سے کسی ایسی چیز کا تبادلہ کیا جو باقی رہ سکے اور اس سے نفع اٹھایا جاسکے تو بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ بدل

مبدل کے حکم میں ہوتا ہے جس طرح وہ بعینہٖ گوشت استعمال کرسکتا ہے یا بعینہٖ کھال کا مصلیٰ وغیرہ بنا کراس سے نفع اٹھا سکتا ہے اسی طرح وہ کھال سے کوئی ایسی چیز بھی بدل سکتا ہے جو باقی رہے اور اس سے نفع اٹھایا جاسکے۔ مثلاً کھال کے بدلے میں کپڑا لے لیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ قربانی کی کھال کسی ایسی چیز سے بدلے جس میں باقی رہنے کی صلاحیت نہ ہو اور استہلاک کے بغیر اس سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو یہ جائز نہ ہوگا۔ روپے، پیسے سے کھال بیچنا بہ نیت تصدق ہو تو یہ بیع جائز ہوگی اور بہ نیت تمول ہو تو ممنوع و مکروہ ہوگی۔ بیع خواہ بہ نیتِ تصدق ہو یا بہ نیتِ تمول، دونوں صورتوں میں اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ کیوں کہ صدقے کی نیت سے کھال بیچ کر صدقہ نہ کرنا بھی تمول ہے۔ بیع تو درکنار اگر کوئی شخص مثلاً قربانی کی کھال کا ڈول بنالے تو اسے کرایہ پر دینا بھی ناجائز ہے اور اگر کسی نے کرائے پر لے کر اجرت کی رقم حاصل کرلی تو اس کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہے اسی لیے فقہاء نے چرم قربانی کی قیمت کو واجب التصدق قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں یہاں تک کہا کہ اگر کوئی صدقہ نہ کرے تو اس پر جبر کیا جائے۔ جو مال واجب التصدق ہو اس پر ایسے فقیر کا مالکانہ قبضہ ضروری ہے جو اس کا مستحق ہو اگر کھال کی رقم مسجد میں دے دی جائے تو یہ بالکل ایسا ہوگا جیسے کوئی شخص زکوٰۃ کی رقم مساجد میں خرچ کردے جس مال کا مسجد میں خرچ کرنا جائز نہ ہو، مسجدوں کو اس سے محفوظ رکھنا مسلمانوں کے لیے لازمی ہے۔ مسجد کے تقدس کا تقاضا بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۳۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج سے تقریباً دو سال پہلے خانیوال کے مولانا محمد حنیف اختر صاحب کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد کے لیے دینا جائز ہے" شائع کیا گیا تھا۔ جس کے متعلق خانیوال کے بعض لوگوں نے غزالی زماں حضرت قبلہ کاظمی صاحب سے استفسار کیا۔ آپ نے ایک مدلل فتویٰ میں اپنے نکتہ نظر کا اظہار فرمایا مگر کم علم اور کم فہم لوگ اس فتویٰ کو سمجھ نہ سکے۔ چناں چہ حضرت قبلہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم نے مولانا محمد حنیف اختر صاحب کے ایک خط کے جواب میں اپنے پہلے فتویٰ کی وضاحت فرمائی۔ آپ کا یہ مکتوب گرامی افادۂ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے تاکہ کج رووں کی غلط فہمی دور ہوسکے۔

(نوٹ) اصل مکتوبِ گرامی مولانا محمد حنیف اختر صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ جو ہر وقت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)

(نشاط احمد شاہ ساقی)

ناشران: احباب اہل سنت و جماعت۔ اسلام پورہ خانیوال (فروری ۱۹۸۳ء)

مولانا محمد حنیف اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

آپ کا خط مرسلہ "رسالہ" میں رکھا ہوا موصول ہوا۔ فقیر نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ قربانی کی کھالوں کا مسجد پر صرف کرنا ناجائز ہے۔ جُلودِ اُضحیہ کا بعینہٖ مسجد پر صرف کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً قربانی کی کھالوں کے مصلّے یا ڈول وغیرہ بنا کر مسجد میں دے دیئے جائیں اور قربانی کی کھالوں سے ایسی چیز کو خرید کر بھی مسجد پر صرف کرنا جائز ہے جو باقی رہتے ہوئے مسجد کے کام آسکے۔ مثلاً لکڑی،

لوہا، اینٹ، سیمنٹ وغیرہ لیکن اگر قربانی کی کھال روپے پیسے کے بدلے بیچ کر اس کی قیمت مسجد پر صرف کی جائے تو اس کی قیمت کا مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں کیوں کہ یہ بیع بہ نیتِ تمول ہوگی۔ یا بہ نیت تصدق۔ پہلی صورت میں بیع منعقد ہوجانے کے باوجود وہ بیع مکروہ وناجائز ہے اور جو رقم اس سے حاصل کی گئی اس شخص کے حق میں وہ مالِ خبیث ہوگیا۔ کسی نیک کام میں اس کو خرچ نہیں کرسکتا۔ خواہ مسجد ہو یا مدرسہ اس پر واجب ہے کہ فقراء پر صدقہ کرکے اسے اپنی ملکیت سے نکال دے اور اگر تصدق کی نیت سے اس نے وہ کھال روپے پیسے کے بدلے فروخت کی تو یہ بیع بلا کراہت جائز ہے۔ اس کی قیمت میں کوئی خبث پیدا نہیں ہوا۔ لیکن نیت تصدق کا مقتضا یہ ہے کہ وہ اسے ضرور صدقہ کردے۔ اگر اس نے صدقہ نہ کیا اور اپنے اوپر خرچ کرلیا تو اس پر تمول کے معنی صادق آجائیں گے اور تمول جائز نہیں لامحالہ اس کا تصدق واجب ہوگا اور وہ صدقاتِ واجبہ کے قبیل سے قرار پائے گا اور اس کا حکم وہی ہوگا جو صدقہ واجبہ کا ہے کہ تملیکِ شرعی کے بغیر مساجد ومدارس پر اس کا خرچ کرنا جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ تمول کی نیت سے بیع مکروہ وناجائز ہوگی اور بہ نیت تصدق بلا کراہت جائز ہوگی۔ جو مال اس بیع کے ذریعے حاصل ہوگا اس میں خبث کا شائبہ نہ ہوگا اس کے تصدق کا وجوب تمول سے بچنے کی بنا پر ہوگا۔ ورنہ مجھے بتایا جائے کہ اگر کوئی شخص قربانی کی کھال بہ نیت تصدق فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ نہ کرے اور اس قیمت کو اپنے اوپر خرچ کرلے تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟ اگر جائز ہو تو تصدق وتمول میں کیا فرق رہا؟ اگر جائز نہیں تو لامحالہ اس کا صدقہ کرنا واجب قرار پائے گا اور وہ صدقاتِ واجب کے حکم میں شامل ہوگا تملیکِ شرعی

کے بعد مساجد ومدارس پر وہ مال صرف ہوسکے گا۔

یہ ہے میرے فتویٰ کا خلاصہ جسے سمجھنے کی آپ نے زحمت گوارا نہ فرمائی۔

رہا وہ ”رسالہ“ جو آپ نے مجھے بھیجا ہے میں نے اسے پڑھا اور علماء اہل سنت کے فتاویٰ کا بغور مطالعہ کیا دراصل ان کا تعلق اس سوال سے ہے کہ بعینہٖ چرم قربانی واجب التصدق ہے یا نہیں؟ بعض جہلاء نے مساجد ومدارس میں قربانی کی کھالیں دینا اس بناء پر ناجائز قرار دیا تھا کہ چرم قربانی بعینہٖ واجب التصدق ہے۔ علماء اہل سنت نے ان کا ردِ بلیغ فرماتے ہوئے دلائل قاہرہ سے ثابت کردیا ہے کہ بعینہٖ چرم قربانی کا صدقہ واجب نہیں اور مساجد ومدارس میں ان کا دینا جائز ہے۔

رہا یہ امر کہ بہ نیت تصدق قربانی کی کھال فروخت کرکے اس کی قیمت تملیکِ شرعی کے بغیر مساجد ومدارس پر خرچ کرنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ مبارکہ میں یہ تصریح موجود نہیں۔ اعلیٰ حضرت ؒ کا اصل فتویٰ اس بارے میں یہ ہے کہ:

”چرم قربانی بعینہٖ واجب التصدق نہیں۔ قربانی کی کھالوں کا مساجد ومدارس میں دینا جائز ہے۔ اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپوں، پیسوں کے بدلے بیچی تو یہ قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی۔ یہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں بلکہ فقراء پر تصدق کرے۔ کما ھو حکم مال الخبیث۔ اور اگر اپنے لیے نہیں بلکہ مسجد اور مدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لیے روپوں پیسوں کے بدلے بیچے تو ہر صورت جائز ہے“

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ واضح ہے کہ تمول کی نیت سے قربانی کی کھال بیچنا ناجائز ہے۔ اگر تصدق وتقرب کی نیت ہو تو یہ بیع بلا کراہت جائز ہے۔ کسی سنی کو اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد سے اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد اعلیٰ

حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دام مدرسہ ومسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب (انتھی) بے شک یہ دام مدرسہ ومسجد میں خرچ ہو سکتے ہیں مگر تملیک شرعی کے بعد جس کا انکار اعلیٰ حضرت نے نہیں فرمایا بلکہ ''ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب'' فرما کر اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ تمول ممنوع ہے۔ اگر تصدق کی نیت سے کھال بیچ کر اس کے دام صدقہ نہ کئے بلکہ اپنے اوپر صرف کر لیے تو یہ تمول ہو جائے گا اس سے بچنے کے لیے ان داموں کا صدقہ واجب ہوگا اور صدقات واجبہ مساجد ومدارس پر براہِ راست خرچ نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مسجد ومدرسہ پر تملیک شرعی کے بعد ہی یہ دام صرف ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کا مفاد یہی ہے۔

اس ''رسالے'' میں جن علمائے اہل سنت کے فتاویٰ مندرجہ ذیل ہیں ان میں سے بعض نے تو اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ بعض حضرات نے جلود اُضحیہ کے بعینہا واجب التصدق نہ ہونے پر اپنی تحریر کو محدود رکھا اور یہ چرم قربانی کا صدقہ چونکہ صدقہ نافلہ ہے لہٰذا مسجد پر اسے صرف کرنا جائز ہے۔ جلودِ اضحیہ کو بیچنے یا ان کی قیمت پر کلام نہیں کیا۔ جیسا کہ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد المصطفیٰ الازہری اور مفتی ظفر علی صاحب نعمانی اور مولانا محمد مہر الدین مدرس دار العلوم حزب الاحناف اسی طرح حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ ان سب حضرات نے صرف بعینہٖ چرم قربانی کے صدقہ نافلہ ہونے پر کلام فرمایا ہے جس سے کسی سنی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ جن علماء نے بہ نیتِ تصدق چرم قربانی فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کو مساجد ومدارس پر صرف کرنا جائز تحریر فرمایا ہے فقیر کی رائے میں ان کے نزدیک بھی تملیک شرعی

ضرور معتبر ہوگی اور جن علماء کے کلام میں تملیکِ شرعی کے اعتبار کی گنجائش نہ ہو ان کے اہل حق ہونے کی بنیاد پر فقیر کا حسنِ ظن ان کے متعلق یہی ہے کہ ان کی تحقیق چونکہ محض للّٰہیت اور خلوص پر مبنی ہے اس لیے ان شاء اللہ عند اللہ وہ ضرور ماجور ہوں گے۔

والسلام!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۰۔ فروری ۱۹۸۳ء

نوٹ: اس خط میں جس رسالہ کا ذکر ہے وہ ہے۔

''الفیوضات الحامدیۃ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ''

پہلے فتویٰ کی صورت میں تھا جو صفر ۷۴ ۱۳ھ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں لکھا گیا۔ بعد میں اُسی سال رسالہ کی شکل میں طبع ہوا۔ صفحات بہتر تھے اور ہندو پاک کے ۵۰ علماء کرام کی تصدیقات بھی شامل تھیں۔ اور اب ''ریاض الفتاوٰی'' جلد دوم میں ۳۰۶۔ ۳۷۴ صفحات پر موجود ہے۔

ریاض الفتاوٰی اول، دوم، سوم۔ از قلم: مفتی سید محمد ریاض الحسن جیلانی رضوی حامدی جودھپوری

مرتب: سید محمد ضیاء الحسن جیلانی

ناشر: انجمن انوار القادریہ حیدر آباد کالونی جمشید روڈ کراچی

سلسلہ اشاعت: ۹۰۔ شوال ۱۴۲۱ھ، جنوری ۲۰۰۱ء

فتاوٰی خلیل العلماء از مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی مارہروی حیدر آبادی (سندھ) میں بھی یہ رسالہ موجود ہے۔ (صفدر)

اهداء الترحيب

من العبد الفقير السيد احمد سعيد الكاظمی الی فضيلة الشيخ سيد العلماء امير الامراء عمدة المفسرين زبدة المحدثين يوسف السيد هاشم الرفاعی۔

متعنا الله تعالیٰ بطول حياته وافاض علينا من بركاته۔

قد شرفتمونا بقدومك بأرض باكستان صانه الله عن الفتن وشرور الازمان لاسيّما بمجيئكم ببلدة ملتان التی هی شهيرة ببلدة الاولياء۔

قرت عيوننا برؤيتكم وفرحت قلوبنا بلقائكم فلكم الشكر الجميل منا والاجر الجزيل من الله تعالیٰ۔

سيدی وان لقيناكم اليوم لكن عرفناكم من قبل بمطالعة بعض تصانيفكم المنيفة كالرد المحكم المنيع۔ قد طالعت مافيه من الدلائل القوية والبراهين القطعية علیٰ اثبات عقائد مذهب اهل السنة والجماعة وازالة الشكوك و الشبهات لاهل الغواية۔

لقد احسنتم الكلام بالحجج الساطعة۔ فانها بصائر للناس۔

جزاكم الله احسن الجزاء وابقاكم لحماية الحق والهداية۔

كفیٰ بفضلكم انكم عن الاولاد الامجاد لسيدی احمد الرفاعی الذی اذا حضر المدينة المنورة تجاه الحجرة الشريفة النبوية علی صاحبها الف الف صلوٰة وتحية۔ فانشد بهذه الابيات

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها

تقبل الارض عنی وهی نائبتی

وهذهٖ دولة الاشباح قد حضرت

فامدد يمينك كی تحظی بها شفتی

فخرجت اليد الشريفة من القبر الشريف فقبلها۔

ياسيدی! لايخفی عليكم ولا علیٰ احدٍ من المسلمين ان اهل السنة والجماعة فی ضيقٍ شديدٍ وابتلاءٍ عظيمٍ من أيدی الظلمة۔ يقال لهم "آل الشيخ" بالمملكة السعودية لايتركون احداً من المحبين إلا يأخذونه فيدخلونه فی السجن اويخرجونه من الارض المقدسة والآن طالت ايديهم الیٰ ارضنا باكستان بتوسط حمايتهم هٰهنا۔ يعطونهم اموالاً كثيرةً لتبليغ مذهبهم واشاعة عقائدهم خلاف ماعليه اهل السنة والجماعة۔

يشيعون فی ديارنا كتبهم المشتملة علیٰ عقائدهم الباطلة فيها ينسبون الينا الكفر والشرك والضلال۔

ويبيحون فيها دماءَ نا واموالنا لامجال لاحدٍ منا ان يتكلم فی المملكة السعودية بعقائد اهل السنة والجماعة۔

وهم يبعثون مبلغيهم فی بلادنا يحتفلون ويتكلمون بعقائدهم الفاسدة ويكفرون ويؤذوننا بكلماتهم الشنيعة القبيحة فی حق اسلافنا الكرام۔

افتوا لصحائف القرآن الكريم التی فيها ترجمة كنزالايمان

للامام احمد رضا البریلوی قدس سرہ ان تحرق بالنار. جعلوھا ممنوعا فی المملکۃ السعودیۃ۔

والعجب من ھؤلاء الظلمۃ انھم یعتقدون ان رسول اللہ ﷺ لایدری مایفعل بہ ولا بھم۔

واحدھم صنف کتاباً فی تکفیر سیدنا ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ وصوّر فی اول صفحۃٍ صورۃ سیدی ابن العربی واراہ فی نارِ جھنم تشتعل. فکیف عَلِمَ مایفعل بابن العربی اذا لم یعرف النبی عندہ مایفعل بہ؛ فکان عِلمہ اکبر من عِلمِ النبی ﷺ۔ العیاذ باللہ۔

فالمسؤل من جنابکم ان تبغوا سبیل النجاۃ من ھذا المضیق.

ایدکم اللہ بنصرہ العزیز بجاہ حبیبہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

والسلام مع الاحترام!

السید احمد سعید الکاظمی

۶۔دسمبر ۱۹۸۵ء

محترم ومکرم (عوام اہل سنت پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے علم میں ہے کہ

موجودہ سعودی حکومت نے حجاز مقدس پر قابض ہونے کے بعد اہلِ حجاز پر بے شمار مظالم ڈھائے۔

☆...... مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

☆...... حرمین میں بھی مسلمانوں کا خون بہایا۔

☆...... جنہیں اپنے مذہب وعقیدہ کے خلاف پایا انہیں چن چن کر قتل کیا۔

☆...... یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ان لوگوں نے حجاز مقدس پر قبضہ کرتے ہی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات کے مزارات کو اس بے دردی سے منہدم کیا کہ پورا عالم اسلام چیخ اٹھا۔ جنت البقیع میں جا کر جن آنکھوں نے یہ منظر دیکھا وہ آج تک خون کے آنسو رو رہی ہیں۔

شہدائے بدر واحد کے مزارات کے نام ونشان بھی باقی نہ چھوڑے گئے اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

☆...... جنت البقیع کے مدفونین کی قبور پر آج تک بلڈوزر چل رہے ہیں۔

☆...... زائرین کا داخلہ بند ہے۔

☆...... محافلِ میلاد شریف کا منعقد کرنا جرم ہے۔

☆...... صلوٰۃ وسلام پر پابندی ہے اپنے گھروں میں محافل میلاد منعقد کرنے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی پاداش میں بہت سے افراد کو جیلوں میں رکھنے کے بعد حجازِ مقدس سے نکال دیا گیا۔

☆...... کوئی اہل محبت جالی مبارک کو ہاتھ لگالے تو اسے زدوکوب کیا جاتا ہے۔

☆...... حضور ﷺ کے مواجہہ شریف کی طرف حکومت کے سپاہی اپنی پشت کر کے زائرین کو سب وشتم کرتے ہیں۔

☆...... قصیدہ بردہ شریف کے اشعار مسجد نبوی سے یکسر مٹادیے گئے ہیں۔

☆...... دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف اور اس قسم کے اوراد و وظائف پڑھنے والوں سے کتابیں چھین کر پارہ پارہ کر دی جاتی ہیں۔

☆...... بارگاہِ رسالت کے ادب واحترام بجالانے کو شرک وبدعت کہا جاتا ہے۔

☆...... اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنزالایمان کے داخلہ پر پابندی ہے اور کسی مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ کنزالایمان اپنے پاس رکھے یا باہر سے کنزالایمان کا نسخہ لے کر حجازِ مقدس میں داخل ہو۔

☆...... نجدی عقائد جن کی رو سے جمہور امت مشرک قرار پائی ہے فروغ دینے کے لیے ''کتاب التوحید'' اور اس کی شروح اور اس کے علاوہ مذہبِ اہل سنت اور عقائد اہل حق کو خالص کفر وشرک ظاہر کرنے کے لیے کروڑوں اربوں روپیہ خرچ کر کے لٹریچر شائع کیا جارہا ہے۔

☆...... ہمارے اکابر کے خلاف کتابیں لکھی جارہی ہیں ابھی حال ہی میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو کافر ومشرک ثابت کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب شائع ہوئی ہے جس کے سرورق پر دوزخ کی شکل بنا کر نارِ جہنم کے شعلوں میں حضرت محی الدین ابن عربی کو جلتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ سعودی عرب سے ہمارے ملک میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں یہ کتابیں بھیجی اور تقسیم کی جارہی ہیں۔ سعودی عرب کے خرچ پر پاکستان میں بھی یہ کتابیں چھپ رہی ہیں جس

میں کتاب ''البریلویہ'' بھی شامل ہے۔ ان کتب کا کاغذ انتہائی قیمتی، طباعت اور جلدیں انتہائی دیدہ زیب ہیں اور عوام کے لیے وہ جاذبِ نظر بنتی ہیں یہ صرف اس لیے کہ پاکستان کے مسلمان اِن کو پڑھیں اور نجدیوں کے عقائد اختیار کریں اور اس طرح اعتقادی طور پر نجدیوں کی قوت مستحکم ہو۔

☆...... اربوں روپیہ سعودی عرب سے مساجد کی تعمیر، مدارس کی تاسیس کے نام پر عقائدِ وہابیہ کی تبلیغ کے لیے پاکستان آرہا ہے جن کے ذریعے وہابی ہر میدان میں اہل سنت پر یلغار کیے ہوئے ہیں اور جابجا فتنہ وفساد برپا ہے۔

☆...... پاکستان میں تمام اولیاء اللہ کے مزارات کو بتوں سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے عرسوں اور مزارات کی حاضری کو خالص رسومِ شرکیہ قرار دیتے ہیں۔

☆...... سعودیہ کی تنظیم ''رابطہ عالم اسلامی'' کی طرف سے پاکستان میں اذان سے قبل یا بعد میں درود وسلام نہ پڑھنے کی سفارش کی گئی ہے۔

اے قابل احترام بزرگانِ اہل سنت!

ان حالات میں سعودی حکومت کے عزائم بالکل بے نقاب ہیں وہ ان کوششوں کو انتہا تک پہنچانا چاہتے ہیں اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اندیشہ ہے کہ پاکستان میں سنیوں کا رہنا بھی ممکن نہ رہے۔

اگر اب بھی ہم نے تغافل سے کام لیا تو اس کا نتیجہ کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

اٹھیے! اور اپنی عظیم افرادی قوت کے ساتھ جماعت اہل سنت کی تنظیم کو مضبوط بنائیں اور ''حجاز کانفرنس'' منعقدہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء موچی دروازہ لاہور کو کامیاب بنائیں اور پوری قوت کے ساتھ ان مظالم کے خلاف احتجاج کریں۔

سید احمد سعید کاظمی۔

مرکزی صدر جماعت اہل سنت۔ پاکستان

جاری کردہ: صوبائی دفتر جماعت اہل سنت پاکستان۔

متصل جامعہ محمدیہ رضویہ نزد فردوس مارکیٹ گلبرگ نمبر ۳۔ لاہور۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۳۰ دسمبر ۱۹۷۰ء۔ از بہاول پور

عزیز القدر مولوی اللہ وسایا سلمہ اللہ تعالیٰ! سلام مسنون۔ دعائیں!

تمہیں یہ سن کر سخت صدمہ ہوگا کہ سید و مولائی حضرت قبلہ مولانا سید محمد خلیل صاحب کاظمی چشتی صابری ۲۷ رمضان شریف کو امروہہ شریف میں وصال فرماگئے۔ لیلۃ القدر میں تراویح کے بعد تلاوت شروع فرمائی، ساڑھے بائیس پارے پڑھے اور ساڑھے چار بجے صبح باقاعدہ قرآن مجید ختم فرمایا، روزہ رکھا، نماز کے بعد ذکر خدا فرمایا، اشراق کے نوافل پڑھ کر سورۃ یٰسین شریف تلاوت فرما کر سات بج کر چالیس منٹ پر وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۷ جنوری کو فاتحہ ہے۔ ویزا ملنے کے بعد ان شاء اللہ امروہہ جاؤں گا۔

والسلام مع الدعاء!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀
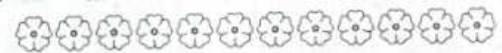
۲۱ جنوری ۱۹۷۱ء از بہاول پور

عزیز محترم سلمہ اللہ تعالیٰ! سلام مسنون دعائیں!

صبح ایک خط روانہ کر چکا ہوں۔ ابھی ابھی ایک بزرگ میرے پاس شور کوٹ سے

تشریف لائے یہ بڑے دین دار چشتی سلسلہ کے مجاز حضرات میں سے ہیں اور بہت بڑے کاروبار کے مالک ہیں۔ زمیندار بھی ہیں، ان کی صاحبزادی بڑی پاکیزہ، صالحہ، تعلیم یافتہ ہیں۔ ہر طرح بہت بہترین ہیں۔ میں نے تمہارے لیے ان کا رشتہ طلب کیا۔ انہوں نے بطیب خاطر قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ اللہ وسایا صاحب کو میرے پاس بھیج دیں۔ لہٰذا ایک ہفتہ تک جس طرح ممکن ہو تم اس پتہ پر شور کوٹ ان کے پاس پہنچو۔ ان بزرگ کا نام نہال الدین ہے ان کی موجودگی میں خط لکھا ہے۔

جب تمہارے آنے کا خیال ہو تو پہلے مجھے اطلاع دینا اس کے بعد شور کوٹ جانا۔ پتہ یہ ہے: جناب نہال الدین صاحب ولد مولوی پیر لال دین صاحب مرحوم اڈہ لاریاں شور کوٹ شہر، چشتیہ الیکٹرک اینڈ گیس ویلڈنگ ورکشاپ۔ شور کوٹ کے لاری اڈہ کے قریب حیدریہ ٹرانسپورٹ ہے ان کے صاحبزادے محمد طفیل وعبدالرشید محمد سعید صاحب ہیں۔ جو بھی مل جائے ان سے کہنا کہ میں کاظمی صاحب کا بھیجا ہوا اللہ وسایا کھاریاں سے آیا ہوں، ان سے ملاقات ہی کرنا مقصود ہے اور کچھ نہیں، باقی خیریت ہے۔ والسلام مع الدعاء! سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۱۳ فروری ۱۹۷۱ء

عزیز محترم سلمہ اللہ تعالیٰ! سلام مسنون دعائیں!

تمہارے دو خط آئے آج صبح تار ملا۔ ابھی ابھی مولانا حافظ محمد یونس صاحب فوجی امام دستی رقعہ لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اس محبت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ تمہارا منی آرڈر ستر روپے کا مل گیا تھا۔ قربانی کی گائے میں تمہارا حصہ

پہلے ہی رکھ لیا تھا۔ بیس روپے معصومہ کی شادی کے سلسلہ میں بھیجے تھے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر دے۔ آمین۔

یہاں کے حالات بدستور ہیں۔ آج ۱۳ فروری کو ساڑھے نو بجے صبح حاجی غفار صاحب، شمع، بابو، تینوں بذریعہ ہوائی جہاز حج کے لیے کراچی سے روانہ ہوگئے، اللہ تعالیٰ خیریت سے کامیاب فرما کر واپس لائے۔ آمین۔

پچھلا ہفتہ میں نے سفر میں گزارا، لاہور، گجرات، لائل پور، شیخوپورہ سب جگہ گیا۔ شورکوٹ کا حال لکھنا، جب بھی موقع ملے ایک دو دن کے لیے بہاول پور آنا، یہاں فوج کی امامت کی ایک جگہ خالی ہوئی ہے، تبادلہ ہوسکے تو کوشش کرنا۔ نزہت، سجاد، شمع کو خدا حافظ کہنے کراچی گئے ہیں۔ عید تک سجاد میاں آجائیں گے سب دعا سلام کہتے ہیں۔ امید ہے خیریت کی جلد اطلاع دو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۷ فروری ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ، از بہاول پور

عزیز القدر مولوی اللہ وسایا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! سلام مسنون دعائیں!

خط آیا حالات معلوم ہوئے۔ یہاں خیریت ہے، سب تمہیں دعائیں اور سلام کہتے ہیں اور بہت بہت یاد کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ مناسب وقت پر چھٹی لینے کے لیے تمہیں کہوں گا۔ میں آج کراچی جا رہا ہوں ان شاء اللہ ۸ مارچ کو واپسی ہوگی۔ پھر لاہور میں ایک سرکاری میٹنگ کے لیے ۱۰ مارچ کو جانا ہے۔ تم اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہو۔ کراچی کا پتہ یہ ہے: کاغذی بازار، قادری اسٹور

کراچی۔ خدا حافظ۔ والسلام مع الدعاء!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۳ اپریل ۱۹۷۱ء۔ از بہاول پور

مولانا اللہ وسایا سلمہ اللہ تعالیٰ، سلام مسنون دعائیں!

خط آیا خوشی ہوئی، تمہاری امی بہت زیادہ بیمار ہوگئیں، اس لیے انہیں ملتان بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے۔ آمین۔

باقی سب خیریت سے ہیں سلمہ آج سجاد میاں کے ساتھ کراچی چلی گئی، شورکوٹ کا خط بھیج رہا ہوں اس کے جواب میں میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ شرافت اور انسانیت سب کچھ ہے۔ مگر مال نہیں اس لیے تعمیر مکان کی شرط فی الحال پوری نہیں ہوسکتی، آئندہ ہو جائے تو ممکن ہے۔ سردست ممکن نہیں، دیکھیے سو کیا لکھتے ہیں۔ تم کو سب اہل خانہ بہت بہت سلام دعا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ احباب کو سلام مسنون۔ والسلام مع الدعاء!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

علامہ حافظ بھائی اللہ وسایا سعیدی بہاول پوری سابق خطیب پاک آرمی کے نام خطوط ماہ نامہ السعید ملتان امام اہل سنت نمبر سے ماخوذ ہیں۔ مبصر و مدون پروفیسر عون محمد سعیدی ہیں۔ عنوان ہے: غزالی زماں اپنے مکتوبات کے آئینہ میں شوال ۱۴۲۷ھ نومبر ۲۰۰۶ء جلد ۱۳ شمارہ ۱۱۔ صفحات ۲۷، ۷۴

خط از عبد الکریم کہروڑ پکا لودھراں

خط کا خلاصہ حسب ذیل ہے

کاظمی صاحب، السلام علیکم!

آپ نے نام نہاد ''قومی اتحاد'' کی موجودہ تحریک (عدم تعاون) اور خلاف اخلاق ان کے نعروں اور بدعقیدہ کانگریسی ملاؤں کی موجودہ ہنگامہ آرائی کو اسلامی جہاد قرار دیا ہے۔

آپ نے نومبر ۱۹۵۰ء میں الیکشن کے سلسلہ میں مودودیت کے ساتھ تعاون کو جائز نہ سمجھا اور اسے خطرہ قرار دیا، علاوہ ازیں آپ نے اپنی تحریر میں بدمذہبوں کی واضح نشاندہی کی اور ان کی مواکلت، مجالست، مشاربت سے بھی سختی کے ساتھ روکا ہے، دریں بارہ حسب ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ کیا مودودیت وغیرہ کے ساتھ تعاون اپنے مذہب کے لیے خطرہ نہیں؟

۲۔ مذہبی مخالفین کے ساتھ مواکلت، مجالست، مشاربت جائز ہے؟

۳۔ غلط مسلک اور باطل مذہب کے ساتھ تعاون درست ہے؟

۴۔ مخالفین مذہب کے زیر قیادت تحریک میں شامل ہونا شرعاً کیسا ہے؟

۵۔ قرآن وحدیث کے غلط معنی کرنے والے اگر اقتدار میں آگئے تو کیا ان کا نظام خوف ناک فتنہ نہ ہوگا؟

۶۔ کیا بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ شرعاً جہاد ہے؟

۷۔ اگر ایسے لوگ اقتدار میں آگئے تو ان کے مزعومہ اسلامی نظام میں آپ کے

مستحسن معمولات کا کیا مقام ہوگا؟ کیوں کہ وہ آپ کے امور مستحسنہ کو شرک وبدعت قرار دیتے ہیں۔ دستخط عبد الکریم۔

سیکرٹری انجمن تحفظ شان رسالت کہروڑ پکا۔ (ضلع ملتان)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بنام عبد الکریم صاحب لودھراں

محترمی وعلیکم السلام، ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی باصرہ نواز ہوا، معاف فرمائیے گا آپ نے صورت حال کا صحیح نقشہ سامنے نہیں رکھا بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ آپ کے آئینہ تحریر میں حقیقت حال کی مسخ شدہ صورت نظر آرہی ہے جو آپ کے اضطراب اور اس سے پیدا شدہ تمام سوالات اور شکوک وشبہات کی اصل بنیاد ہے۔ آپ نے الزام لگایا ہے کہ ہم لوگوں نے بدعقیدہ کانگریسی ملاؤں کی موجودہ ہنگامہ آرائی کو جہاد قرار دے دیا۔ حالاں کہ ہم نے کسی ہنگامہ آرائی کو جہاد قرار نہیں دیا۔

ہم نے تو سلطان جائر کے سامنے کلمۃ الحق بلند کرنے کو جہاد کہا ہے۔ ہم کس شمار میں ہیں۔ خو زبان رسالت نے اس کو جہاد بلکہ افضل الجہاد فرمایا۔ حضرت ابوسعید، حضرت ابوامامہ، حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر۔

یعنی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۃ الحق کہنا افضل جہاد ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، طبرانی، شعب الایمان، للبیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ اب اگر سلطان جائر کے حامی اور ہمنوا اسے ہنگامہ آرائی اور نعرہ بازی سے تعبیر کریں تو یہ ان کی مرضی ہے۔ آپ کے خیال میں ہم

اہل سنت نے بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تعاون کیا اور ان کی قیادت ہم نے تسلیم کی۔ معاف فرمائیے آپ کا یہ خیال بھی غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہم نے کسی قسم کی بدعقیدگی کے ساتھ ہرگز تعاون نہیں کیا بلکہ ہمارے اکابر علماء اہل سنت نے جبر و استبداد، اسلام دشمنی کی طاغوتی اور فرعونی طاقت کے خلاف کلمۃ الحق بلند کیا اور پاکستان کی سرزمین میں غیر اسلامی، کافرانہ اور ظالمانہ نظام کو ختم کرنے نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کرنے کے لیے تحریک جاری کی تاکہ پاکستان سے بدکاری، فحاشی، شراب خوری، قمار بازی کو اسلامی طریقہ سے ہمیشہ کے لیے ختم کیا جاسکے۔ احکام شرعیہ کے مطابق ان جرائم کی شرعی سزائیں حدود و قصاص جاری ہوسکیں اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رفتہ رفتہ اسلامی رنگ پیدا کیا جائے۔ اس نیک مقصد کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم بالجزم کے ساتھ ہمارے زعمائے اہل سنت میدان میں آئے اور ان کے ساتھ اغیار نے توافق کیا۔ اغیار کا توافق ہمارے مقصد حسن میں تعاون قرار پاسکتا ہے۔ آپ نے اس توافق کو بدعقیدگی کے ساتھ ہمارا تعاون قرار دیا۔

ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے!

میرے محترم! اہل سنت نے اپنے کسی مذہبی مخالف یا اس کے مسلک و مذہب کے ساتھ تعاون نہیں کیا بلکہ ہمارے مخالفین نے ہمارے نیک مقصد میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ زعمائے اہل سنت کا ہر قدم نظام مصطفیٰ ﷺ کی منزل کی طرف بڑھا، ان کی مدد اور ان کا تعاون، لامذہبیت کے نہیں بلکہ صرف نظام مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اب اگر دوسرے مسلک کے لوگ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوگئے ہیں تو ہم پر کیا الزام عائد ہوسکتا ہے۔ اس میدان میں ہم نے ان کے

مذہب کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہمارے نیک مقصد میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اب بتائیے ہمارا کیا قصور ہے، اگر ہم نے اس تحریک میں معاذ اللہ باطل کو حق کہا ہوتا تو ہم مجرم ہوتے لیکن حمایت حق میں اغیار کا ہمارے ساتھ توافق کیوں کر ہمارا جرم قرار پاسکتا ہے۔ اس تحریک میں ہمارا ان کے ساتھ اتفاق بالکل ایسا ہے جیسے ایک کشتی کے مختلف الخیال مسافر ایک ہی منزل پر پہنچنے کے لیے ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں اہل حق بھی ہوتے ہیں اور اہل باطل بھی، ان کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا ایک ساتھ ہوتا ہے وہ مسلک اور عقیدہ کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں لیکن کشتی کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔ یہ تعاون کسی کے مذہب یا عقیدہ سے نہیں بلکہ مشترک مقصد یعنی حصول منزل کے لیے ہوتا ہے۔ یاد رکھیے نیک نیتی کے ساتھ کسی اچھے مقصد کے لیے اہل حق اگر جدوجہد کریں اور اغیار کا تعاون بھی اس تحریک اور جدوجہد میں شامل ہوجائے تو اس کا کوئی وبال اہل حق پر نہیں ہوتا یا مرزائیت کے خلاف "آل پاکستان مجلس عمل" کی تحریک میں اہل حق کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شامل تھے مگر اُسے کسی نے ناجائز قرار نہیں دیا۔

علاوہ ازیں قیام پاکستان کی تحریک میں شیعہ سنی چکڑالوی دیوبندی غیر مقلد سب شریک تھے، ایک طرف امیر ملت حضرت قبلہ پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرگرم عمل تھے اور دوسری طرف مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی بھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر نظر آرہے تھے۔ مسلم لیگ کی یہ تحریک محسن ملت پاکستانیہ جناب محمد علی جناح کی قیادت میں چلی۔ سب جانتے ہیں انہیں قائد اعظم کا لقب دیا گیا حالانکہ وہ اسماعیلی فرقے کے ایک خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے

مشہور تھے۔ اس وقت کسی نے بھی حصول پاکستان کی تحریک میں شمولیت کو ناجائز قرار نہیں دیا۔ کیا ہمارے اکابر کے قیام پاکستان کے لیے اس اشتراک عمل کو آپ لامذہبیت اور بدعقیدگی کے ساتھ تعاون قرار دیں گے؟ ان سطور سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اہل حق حضرات کا اپنے مذہبی مخالفین کے ساتھ ایسے حالات میں اکل وشرب ونشست وبرخاست **لا تجالسوھم ولا تواکلوھم** کے تحت نہیں آتا کیوں کہ کسی مشارکت یا معیت ورفاقت ان کا مقصد نہیں، ان کا مقصود نظام مصطفیٰ ﷺ کا حصول اور اس کے لیے جدوجہد ہے۔ رہا یہ امر کہ غیروں کی قیادت قبول کرنا جائز نہیں میں عرض کروں گا کہ اگر قیادت کی نوعیت یہ ہو کہ قائد کا ہر حکم اس کے رفقاء کے لیے واجب القبول ہے تو یقیناً اغیار کی قیادت جائز نہیں لیکن جہاں قائد اس پوزیشن میں نہ ہو بلکہ وہ اپنے رفقائے کار کے لیے محض نمائندہ اور ترجمان کی حیثیت رکھتا ہو اور ہر بات میں اپنے ساتھیوں کی رائے کا پابند ہو وہاں مطلقاً عدم جواز کا حکم لگانا صحیح نہیں صورت مسئولہ میں قیادت کی حیثیت ترجمانی اور نمائندگی سے زیادہ نہیں لہٰذا اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ رہی یہ بات کہ قرآن وحدیث کے غلط معنی کرنے والوں کا اقتدار میں آنا اہل حق کے لیے خوف ناک فتنہ کا موجب ہو گا تو یہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ اقتدار کلیۃً ان ہی کے ہاتھ میں ہو ایسی صورت ۱۹۵۰ء کے الیکشن کے موقع پر ہو سکتی تھی کہ اس وقت ہماری سیاسی تنظیم تھی نہ ہمارا کوئی نمائندہ۔ اسی لیے ہم نے اس میدان سے گریز کیا تھا لیکن صورت مسئولہ میں اہل حق کے ہوتے ہوئے کسی خوف ناک فتنہ کا پیدا ہونا متوقع نہیں اس کے ضمن میں ایک شبہ کا ازالہ کر لیجئے کہ جمہور مسلمانوں کے معمولات مستحسنہ کو خطرہ لاحق ہو گا میں عرض کروں گا کہ یہ

خطرہ اسی وقت لاحق ہو سکتا ہے جب کہ جمہور مسلمانوں کے نمائندے اقتدار میں شامل نہ ہوں اور زمام اقتدار کلیۃً اغیار کے ہاتھوں میں ہو لیکن صورت مسئولہ اس سے مختلف ہے اس لیے کہ جمہور مسلمانوں کے نمائندے بھی اقتدار میں شامل ہیں لہٰذا کوئی خطرہ نہیں علاوہ ازیں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ملک میں مختلف المذاہب باشندوں کے مذہبی کاموں پر پابندی عائد کر دی جائے۔ البتہ نظم ونسق اور اصلاح احوال ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے۔ آپ کے تمام سوالات کے نمبروار جوابات ان سطور میں آ گئے ہیں امید ہے کہ آپ غور سے پڑھیں گے خدا کرے آپ مطمئن ہو جائیں اور اس تحریک میں اکابر اہل سنت وزعمائے ملت کی طرف سے آپ کے ذہن میں کوئی بدگمانی باقی نہ رہے۔ آمین۔ **والسلام مع الاحترام!** سید احمد سعید کاظمی۔

تحریر کردہ سیکرٹری تعلیمی مجلس شوریٰ۔ حافظ محمد اعظم شفیق

ماہ نامہ السعید ملتان۔ امام اہل سنت نمبر۔ شوال ۱۴۱۷ھ فروری ۱۹۹۷ء
جلد: ۲۔ شمارہ: ۲۔ صفحات: ۴۷، ۴۹
عنوان: تحریک نظام مصطفیٰ کے بارے میں ایک خط اور حضرت امام اہل سنت کا جواب

خط از سیف اللہ خان صاحب

محترم مولانا احمد سعید کاظمی

السلام علیکم! آپ کا ''خطبہ استقبالیہ'' (۱) پڑھ کر بے حد متاثر ہوا۔ چند سوالات لکھ رہا ہوں۔ جوابات سے مطمئن فرمائیں۔

خلاصہ سوال نمبر ۱:

وہابی نجدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو جن لوگوں نے پاکستان میں ایسے لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور لوگ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حج کے موقع پر حرمین طیبین میں ایسے لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں ان کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

خلاصہ سوال نمبر ۲:

محکمہ اوقاف کی تحویل میں جو مساجد ہیں ان میں وہابی، دیوبندی وغیرہ ہر قسم کے امام ہیں۔ غیر مذہب والے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ نیز محکمہ اوقاف کا قیام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

خلاصہ سوال نمبر ۳:

کیا رسول اللہ ﷺ کے نور و بشر کے بارے میں قبر و قیامت میں سوال ہوگا؟ اور کیا یہ مسئلہ عقائد میں شامل ہے؟

خلاصہ سوال نمبر ۴:

اذان سے پہلے یا اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو لازم سمجھنا کیسا

(۱) پہلے الگ سے مطبوعہ تھا اب مقالات کاظمی جلد چہارم طبع اول اگست ۲۰۱۲ء مرتبہ حافظ محمد عبدالرزاق نقشبندی میں شامل ہے۔

ہے؟ اس کے بغیر اذان شرعاً جائز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ نیز الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ اور اللّٰھم صل علی محمد الخ دونوں کا شرعی مقام متعین کیا جائے۔

خلاصہ سوال نمبر ۵:

ٹی بی کے مریض کو حرکت کرنے سے طبیب روک دے وہ نماز کس طرح پڑھے؟

خلاصہ سوال نمبر ۶:

فتاویٰ عالم گیری کا مدوّن کون ہے؟ کس سن میں اس کی تدوین ہوئی؟ اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

خلاصہ مکتوب مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۷۸ء

جوابی مکتوب از حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ

۲۴ نومبر ۱۹۷۸ء۔

محترم و مکرم جناب سیف اللہ خان صاحب زیدہ مجدہ۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محبت نامہ ملا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔ آپ کے سوالات کا نہایت جامع اور اصولی طور پر جواب لکھ رہا ہوں آپ جیسے صاحب فہم وخرد سے قوی امید ہے کہ غور سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

پہلے اور دوسرے سوال کا جواب سمجھنے کے لیے ایک مختصر تمہید عرض کرتا ہوں اگر

اس تمہید کو غور سے پڑھ لیا جائے تو ان شاء اللہ نہایت آسانی سے جواب سمجھ میں آجائے گا۔ تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحتِ اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی جس کے لیے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحت اقتداء متصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اعتقادی ہے جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک توحید کے منافی ہے اور کفر وجاہلیت اسلام اور ایمان سے قطعاً متضاد ہے۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی یا کفر وجاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اور اس عدم موافقت کے باعث صحت اقتداء کی بنیاد منہدم ہو گئی۔ ایسی صورت میں اس امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیوں کر متصور ہو سکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکر ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی۔ کیوں کہ مقتدی ختم نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام ختم نبوت کا منکر ہے۔ دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد باقی نہ رہی۔ لہٰذا نماز نہ ہوئی توضیح مدعا کے لیے ہدایہ سے ایک جزئیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کہ اگر امام کی جہت تحری مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہو اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہو سکے تو اس کی نماز درست ہے اگر مقتدی امام کی جہتِ تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو گی۔

صاحب ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا: لِاَنَّہٗ اِعْتَقَدَ اِمَامَہٗ

عَلَى الْخَطَاءِ یعنی فسادِ صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطاء پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطاء پر ہونے کا معتقد نہ ہو یعنی مطابقتِ اعتقاد ضروری ہے۔ بشرطیکہ مقتدی امام کی خطاء سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطاء سے لاعلم ہے تو ایسی صورت میں اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہو کہ امام کے اعتقاد میں رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب ماننا کفر وشرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام وصالحین سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزارات انبیاء کرام علیہم السلام مزاراتِ اولیائے عظام رحمہم اللہ کے لیے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم وتکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عدمِ موافقت کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیوں کر درست ہو سکتی ہے؟

مقتدی کی تین قسمیں

رہا یہ امر کہ ایام حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نمازوں کا کیا حکم ہو گا تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے اصولی عقائد امام سے مختلف ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

اول:

وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے۔ ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہو گیا ایسے لوگ اپنے

علم کے مقتضاء کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔

دوم:

وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر وشرک، معصیت وجاہلیت کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرمِ مکہ وحرم مدینہ اور مسجد حرام ومسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق ومحبت الٰہی ورسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہوکر اپنی غلط فہمی کی بناء پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی اس خطاکے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ورافت کے پیش نظر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ رب کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

سوم:

وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے ساتھ اختلاف عقائد ہی نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں، عشق ومحبت سے سرشار ہوکر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالتِ لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان کے متعلق بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو وکرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطا قابل عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح مرفوع حدیث مروی ہے: رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ۔ (اٹھا لیا گیا میرے امت سے خطاء اور نسیان کو اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کئے گئے) یعنی ان تینوں حالتوں

میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔

مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور بکریاں چرانے والے ایک گڈریے کا واقعہ بطور تمثیل لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بکریاں چرانے والا گڈریا اللہ تعالیٰ کی محبت میں کہہ رہا تھا کہ "اے اللہ تعالیٰ اگر تو میرے پاس آئے تو تجھے نہلاؤں، تیرے بالوں میں کنگھی کروں، تجھے دودھ پلاؤں۔ تیرے پاؤں دباؤں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے سختی سے ڈانٹا اور ایسی باتوں سے منع فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! میرا بندہ میری محبت میں مجھ سے مخاطب تھا۔ آپ نے اسے کیوں روکا؟

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ مارا چرا کردی جدا؟

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

میرا مقصد اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے صرف یہ ہے کہ سچی محبت اور سچا عشق اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا موجب ہوتا ہے اس لیے اگر سچی محبت اور عشق والے مسلمان نے غلط فہمی یا بے خبری میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو رحمت خداوندی سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ بے نمازی قرار نہیں پائے گا اور اللہ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے عرض ہے کہ وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے اور ان کی تین قسمیں بھی بیان کی جاچکی ہیں اور ان تینوں قسموں کا حکم بھی مذکور ہو چکا ہے ان تین نمازیوں کی طرح ہیں جن کے پاس نجاست لگا ہوا کپڑا ہے اور اس پر جو نجاست لگی ہوئی ہے وہ مقدار اتنی زیادہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے اس کپڑے سے نماز جائز نہیں۔

ایک نمازی وہ ہے جس نے جان لیا کہ کپڑے پر نجاست ہے اور یہ بھی جان لیا
کہ اتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوسکتی ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس علم کی
بناء پر ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اجتناب کرے گا۔

دوسرا نمازی وہ ہے جو اس کپڑے کی نجاست کو جانتا ہے مگر غلط فہمی کی بناء پر یہ نہیں
جانتا کہ اس نجاست سے نماز نہیں ہوسکتی۔ اب اگر وہ شخص نماز کی محبت اور کمالِ
شوق الی الصلوٰۃ کی بناء پر اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لے تو رحمتِ الٰہیہ
سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا اور اس کے شوق
ومحبت کی بنا پر اس کی نماز کو ضائع نہ ہونے دے گا۔

تیسرا نمازی وہ ہے جو سرے سے کپڑے کی نجاست کا علم ہی نہیں رکھتا اور کمال
شوقِ عبادت اور نماز کی محبت میں اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے فضلِ
ایزدی اور کرم خداوندی سے اس کے بارے میں بھی یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ
تعالیٰ اسے اپنے دامنِ عفو وکرم میں چھپالے گا اور اس کی نماز مردود نہ ہوگی۔ یہ
صحیح ہے کہ جاننے والے ایسے لوگوں کو صحیح بات ضرور بتائیں گے لیکن اس کے
باوجود بھی اگر کسی کو صحیح بات نہ پہنچ سکے تو حکم مذکور مجروح نہ ہوگا۔

جواب ۲۔ دوسرے سوال کے بقیہ جزو کا جواب یہ ہے کہ اوقاف کی
مساجد وغیرہ پر اسلامی احکام کے موافق اور واقف کی غرض کے مطابق مالِ وقف
کو صرف کرنے کے لیے محکمہ اوقاف کا قیام ضروری ہے۔

جواب نمبر ۳۔ نور وبشر کے بارے میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ
قرآن وحدیث میں رسول اللہ ﷺ کے لیے لفظ نور بھی وارد ہے اور لفظ بشر بھی۔
مثلاً قرآن مجید میں ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ یہاں لفظ

نور سے رسول کریم ﷺ مراد ہیں۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ
سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ آپ کہہ دیجئے میرا رب پاک ہے
میں بشر رسول ہی ہوں۔

قبر وقیامت میں ایمان کے بارے میں سوال ہوگا اور قرآن وحدیث
کی ہر بات کو تسلیم کیے بغیر ایمان متصور نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا قرآن وحدیث پر ایمان
رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان رسول ﷺ کو نور بھی مانیں اور بشر بھی تسلیم کریں
لیکن حضور ﷺ کو ایسا بشر نہ مانے جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو کیوں کہ حضور
ﷺ حقیقی معنیٰ میں محمد ہیں اور لفظ محمد کے معنیٰ ہیں "بے عیب" اسی طرح
حضور ﷺ کے نور کے بارے میں بھی ضروری ہے کہ وہ حضور ﷺ کو ایسا نور
تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت اس کے منافی نہ ہو۔

اجمالی طور پر یہ اعتقاد مسلمان کی نجات کے لیے کافی ہے۔ یہی صحیح
عقیدہ ہے اور یہی قیامت میں سرخروئی کا باعث ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب نمبر ۴۔ قبل الاذان اور بعد الاذان صلوٰۃ وسلام ہرگز مذموم نہیں، نہ
بدعتِ شرعیہ ہے، جسے بدعتِ ضلالت کہا جائے بلکہ امر مستحسن ہے جس کی اصل
کتاب وسنت میں موجود ہے۔ کتاب اللہ میں صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا کا ارشاد جس میں
کوئی تخصیص وتقیید نہیں بلکہ بعض احادیث میں اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کا حکم
صراحۃً وارد ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ
ہیں اپنے فتاویٰ کبریٰ صفحہ ۱۳۰ جلد اول طبع مصر میں صحیح مسلم اور ابن ماجہ کے
علاوہ سنن اربعہ کی وہ احادیث نقل فرمائیں ہیں جن میں اذان کے بعد اور دعائے
وسیلہ سے پہلے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم وارد ہے۔ مثلاً یہ حدیث نقل

فرمائی: عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کی مثل کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو یعنی اذان کے بعد والی دعا وسیلہ پڑھو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔

البتہ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کو اس طرح لازم سمجھنا کہ اس کے بغیر اذان ہی صحیح نہ ہو ہرگز درست نہیں مگر کوئی مسلمان اس طرح لزوم کا قائل نہیں۔ نماز میں درود ابراہیمی سنت ہے اس کے علاوہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ دونوں کے مقام میں شرعاً کوئی تفاوت نہیں۔

جواب نمبر ۵۔ اگر کوئی مریض کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے رکوع وسجدہ سر کے اشارے سے ادا کرے سجدہ کے لیے جو اشارہ ہو اس میں رکوع کی بہ نسبت سر کو زیادہ جھکائے، اشارہ سے نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جب کہ حرکت سے خوفِ ہلاک یا مضرتِ شدیدہ کا خطرہ لاحق ہو۔

جواب نمبر ۶۔ فتاویٰ عالمگیری کو اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اس زمانے کے اولوا العزم علمائے اہل سنت محققین اور راسخین فی العلم نے مدوّن کیا جن میں سے بعض علماء کرام کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱۔ شیخ نظام الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ جو تدوینی کمیٹی کے سربراہ تھے

۲۔ شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھی
۳۔ ابوالخیر ٹھٹھوی
۴۔ قاضی رضی الدین بھاگل پوری
۵۔ مولانا محمد جمیل جون پوری
۶۔ مفتی وجیہہ الدین گوپاموی
۷۔ مفتی ابوالبرکات دہلوی
۸۔ شیخ احمد بن ابی المنصور گوپاموی جو ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں
۹۔ قاضی عصمت اللہ لکھنوی
۱۰۔ مولانا عبدالفتاح صمدانی
۱۱۔ مولانا محمد سعید شہید سہالوی

اس فتاویٰ کی تدوین کا آغاز ۷۸-۱۰۷۷ھ میں ہوا اور تکمیل ۱۰۸۶-۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ فقہ حنفی کی بے شمار کتابوں میں پھیلے ہوئے مسائل کو یک جا کرنے کے لیے فتاویٰ عالم گیری کی تدوین ہوئی تا کہ علماء وحکام کے لیے لوگوں کو مسائل بتانے اور فقہ حنفی کے مطابق احکام پر عمل کرنے اور پیش آمدہ معاملات ومقدمات ان کے مطابق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

باوجود انتہائی مصروفیات کے آپ کے تمام سوالات کے جوابات میں نے لکھ دیئے ہیں امید ہے آپ تسلی اور اطمینان کے ساتھ ان جوابات کو پڑھیں گے۔ خدا کرے آپ مطمئن ہو جائیں۔

والسلام مع الاکرام!
سید احمد سعید کاظمی۔

تصدیقات

۱- ماقال الفاضل العلامه الجناب الکاظمی مدظله العالی هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔ جوده الفقیر عطامحمد المدرس بدار العلوم امدادیه مظهریه بندیال۔ (ضلع خوشاب)

۲- المجیب مصیبٌ وماقاله مصاب۔ العبد غلام رسول غفرله مفتی جامعه رضویه فیصل آباد۔

۳- الجواب صحیح۔ عبدالقیوم هزاروی غفرلهٗ۔
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

۴- الجواب حق والحق احق ان یتبع۔
احقر محمد طیب الرحمن چھوھروی۔

۵- الجواب صحیح والفاضل اللبیب مصیب۔
ابوالخیر سید حسین الدین شاہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راول پنڈی۔

۶- الجواب صحیح۔
محمد سالک هزاروی
صدر مدرس جامعه حنفیه سیالکوٹ

مقالات کاظمی سوم صفحہ ۳۱۸-۳۲۶
مرتبہ: حافظ نعمت علی چشتی۔
باردوم محرم ۱۴۱۲ھ جولائی ۱۹۹۱ء
ناشر۔ بزم سعید مدرسہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان

حضرت قبلہ علامہ مفتی (محمد حسین نعیمی) صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ! مزاج اقدس؟

معلوم ہوا ہے کہ فضیلتِ سیدنا جبریل علیہ السلام کے مسئلہ میں آپ کوئی اشتہار شائع کرانا چاہتے ہیں خدا کے لیے ایسا ہرگز نہ کریں۔ اور اگر خدانخواستہ آپ ضرور اشتہار شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو از راہ کرم فقیر کا نام اس میں درج نہ فرمائیں احقر نے اس مسئلہ میں تکفیر کو غلط ضرور کہا ہے لیکن تکفیر کا حکم لگانے کو کفر نہیں لکھا، ابھی یہ مسئلہ قابل غور ہے بعد تحقیقِ تام کوئی مناسب اقدام اتفاقِ رائے سے کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مزید تاکید أعرض ہے کہ اشتہار وغیرہ ہرگز شائع نہ فرمائیں۔ ان شاء المولی الکریم غور وخوض وتحقیق کے بعد یہ اختلاف باحسن وجوہ ختم کردیا جائے گا۔

آپ جیسے فہیم ومتین اہل علم وفضل مدبر ومفکر عالم دین سے یہی توقع ہے کہ معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اشتہار وغیرہ کی اشاعت کو ملتوی فرمادیں گے۔ والسلام مع الاکرام

مکرر آں کہ گوجراں والا کے احباب کو بھی سختی سے روک دیں کہ وہ بھی اس سلسلہ میں کچھ شائع نہ کریں۔

والسلام مع الاکرام
فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی

از ملتان۔ ۶۔ دسمبر ۱۹۶۰ء

(منقول از ''اظہارِ حقیقت مع فتاویٰ علماء کرام در مسئلہ افضلیت'' صفحہ نمبر ۲۵-۲۶ مؤلفہ علامہ محمد حسن علی قادری رضوی۔ میلسی۔ طبع مئی ۱۹۶۱ء)
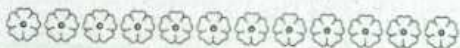
سیدی وسندی حضرت قبلہ علامہ ابوالبرکات صاحب

دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس؟

گرامی نامہ تشریف لاکر موجب سعادت ہوا، جناب والا کے ارشادات کی تعمیل کو موجب فلاح سمجھتے ہوئے عرض ہے کہ ان شاء المولی القدیر کوئی اقدام حضرت کے حکم کے خلاف نہ ہوگا۔

مسئلہ تاحال تحقیق طلب ہے۔ حضرت نے اس سلسلہ میں جو کچھ مواد جمع فرمایا ہوا سے مرتب فرمالیا جائے، اس کے بعد اطمینان سے سمجھ بوجھ کر ہم لوگ کوئی اقدام کریں تو بہتر ہوگا۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں عریضہ حاضر کردیا ہے کہ وہ قطعاً اشتہار وغیرہ شائع نہ کریں اور اگر خدانخواستہ کرنا ہی چاہیں تو احقر کا نام درج نہ فرمائیں۔ حضور بھی اُنہیں حکماً روک دیں۔

والسلام مع الاکرام!

بخدمت حضرت علامہ محمود احمد صاحب رضوی مدظلہ بعد سلام مسنون مضمون واحد متصور ہو۔ ثم السلام مع الاکرام۔

فقیر کاظمی غفرلہ

ازملتان۔

(منقول از ''اظہار حقیقت مع فتاویٰ علماء کرام در مسئلہ افضلیت'' صفحہ ۲۹۔ مؤلفہ علامہ محمد حسن علی رضوی۔ طبع مئی ۱۹۶۱ء)

الفاضل العلام المحقق القمقام سید العلماء سند الفضلاء

حضرت علامہ نور احمد صاحب انور فریدی

دامت برکاتہم العالیہ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس؟ لاہور سے واپسی کے اثناء میں خیال ہو رہا تھا کہ ملتان پہنچوں جناب والا کا خیریت نامہ ملے گا۔ الحمدللہ آج شام کی ڈاک سے گرامی نامہ موصول ہوا پڑھ کر مسرت ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ حضرت مع الخیریت والعافیۃ پہنچ گئے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ حضرت کو اپنی حفظ وامان میں عزت وکرامت کے ساتھ سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اخلاق کریمانہ سے امید ہے کہ ہمیشہ یاد فرمائی سے مسرور فرماتے رہیں گے۔ حضرت کا قُرب اس فقیر بے مایہ کے لیے انتہائی مسرت کا موجب تھا۔ مگر محروم القسمتی! اچھا آپ جہاں رہیں آپ کی دعاؤں اور قلبی توجہات کی ضرورت ہے۔

احباب وحاضرین کو حضرت کے تحائف تسلیمات عرض کردیے ہیں۔ جو حضرات موجود نہیں عندالملاقات عرض کردوں گا۔

عزیزان کرام کی خدمت میں دعائیں اور سلام مسنون۔ مولانا خیر محمد کی خدمت میں تسلیمات۔ خدام حاضرین تسلیمات عرض کرتے ہیں۔ والسلام مع الاکرام

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی از ملتان ۲۸۔۰۱۔۱۹۶۱

مولانا المکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

والا نامہ تشریف لایا۔ یاد فرمائی کا شکریہ!

جواباً گزارش ہے کہ

ا۔ فروعی ظنی مسائل سے یہ مراد ہے کہ ''رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ'' میں یہ مسئلہ مسلسل شائع ہوتا رہا کہ غیر نبی وغیر رسول کو جس طرح رسول بشر سے افضل ماننا کفر ہے اسی طرح رسول ملک سے افضل ماننا بھی کفر ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ قطعی اجماعی اور ضروریات دین سے ہے''

اس کے رد میں ''السعید'' میں بعنوان ''ہماری تحقیق'' ایک مبسوط مضمون شائع ہوا تھا پھر ان کا جواب بعنوان ''افضل التقریر'' رضائے مصطفیٰ والوں نے کتابچہ کی صورت میں چھاپا۔ اس کا رد بلیغ ''التنویر لاحسن التحریر'' کی صورت میں ہماری طرف سے چھپا پھر اسی مسئلہ کے بعض متعلقات پر ان لوگوں نے بنام ''افضل الخلق'' ایک رسالہ شائع کیا۔ جس کا رد ''البرق'' کے نام سے ہم نے طبع کرایا۔

یہ سب لٹریچر ان شاء اللہ حاضرِ خدمت کر دیا جائے گا۔ رہا ''حسام الحرمین شریف'' کی طرف روئے سخن ہونا تو ''معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!'' بلکہ فقیر نے ایک رسالہ ''الحق المبین'' دیابنہ کے رد میں لکھا ہے جسے پڑھ کر ان شاء المولیٰ تعالیٰ آپ مطمئن ہو جائیں گے وہ رسالہ بھی حاضرِ خدمت ہوگا۔

۲۔ پروفیسر منشاد صاحب متصلب سنی ہیں مگر کالج کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ان شاء المولی الکریم ان کی اصلاح بخوبی کر دی جائے گی۔ ان کا مضمون بھی فقیر کی نظر سے قطعاً نہیں گزرا ورنہ اس کی اشاعت ملتوی کر دی جاتی۔ معاون مدیر ضیاء المتین صاحب کاظمی نے شاید اس مضمون کے بعض جملوں پر کچھ نشان دہی کی تھی جو کتابت میں نہ آ سکی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ آئندہ اس کی تصحیح کسی اشاعت میں آ جائے گی۔

۳۔ ادیب بن افق کاظمی کے اشعار پر بھی آپ کا تعاقب صحیح ہے ان شاء المولیٰ الکریم

اس کا ازالہ بھی کر دیا جائے گا۔

آپ نے جس محبت سے ''السعید'' کو نوازا ہے اس کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتا۔ جزاکم المولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ المرتضیٰ ورسولہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ البررۃ التقی۔ امید ہے آئندہ بھی اپنے اس خالص مذہبی جریدہ کو خصوصی توجہات سے نوازتے رہیں گے۔ احباب اہل سنت کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ۔

والسلام مع الاکرام

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان۔

۵۔ ذی الحجہ الحرام ۱۳۸۰ھ

زبدۃ العلیٰ قدوۃ الہدیٰ حضرت علامہ مولانا نور احمد صاحب انور فریدی

دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج اقدس؟ یہ طویل عرصہ مفارقت کچھ عجیب کیفیات میں گزرا۔ پہلے صدارتی انتخابات کا مسئلہ سوہان روح بنا رہا۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ وہ حسب منشا طے ہو گیا۔ اس کے بعد رمضان شریف کی رنگینیاں سامنے آ گئیں۔ الحمد للہ بحسن وخوبی اس کی رحمتیں برکتیں حاصل ہوئیں۔ اس دوران میں بعض احباب سے حضرت کی خیریت وعافیت معلوم ہوتی رہی۔ اب ان شاء اللہ ۴ فروری ۶۵ء کو جامعہ کھل رہا ہے ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ۵ فروری ۶۵ء کو فقیر بہاول پور پہنچے گا۔ حضرت ۶ کو ہفتہ کے روز بہاول پور رونق افروز ہو جائیں تو عین کرم ہوگا۔

ساٹھ روپے حاضر خدمت کر رہا ہوں بایں تفصیل کہ ۱۰ روپے زادراہ اور پچاس

روپے نذرانہ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

سجاد میاں، مظہر میاں و دیگر عزیزان سلمہم اللہ تعالیٰ مؤدبانہ آداب و تسلیمات عرض کرتے ہیں۔ احقر کی طرف سے عزیزان کو دعوات و تسلیمات۔ مولانا خیر محمد کو سلام مسنون۔

والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی عفی عنہ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

البحر العلام والبحر الطمطام حضرت علامہ مولانا نور احمد انور صاحب فریدی

مدظلھم العالی! تسلیمات مسنونہ و آداب و نیاز۔

کرم نامہ تشریف لایا۔ طباعت کے لیے اشتہارات اور گندہ کرانے کے لیے مہریں آج حوالے کر دی گئی ہیں۔ ان شاء اللہ دونوں چیزیں (پانچ سو اشتہارات اور تینوں مہریں) تین چار دن تک حاضر خدمت ہو جائیں گی۔ اطمینان فرمائیں۔ ان شاء اللہ حضرت کامیاب رہیں گے۔ آپ کی علمی خدمات کے مواقع آہستہ آہستہ پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور ایک وقت ایسا آجائے گا کہ آپ اپنی علمی خدمات کے لحاظ سے علاقہ پر چھا جائیں گے۔ اور ''کلمۃ اللہ ھی العلیا'' کا منظر سامنے ہوگا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

احباب کی خدمت میں تسلیماتِ مسنونہ۔ خدام سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

از ملتان۔ 15-06-1961

زبدۃ الاماثل قدوۃ الافاضل حضرت علامہ مولانا نور احمد صاحب انور فریدی

دامت برکاتھم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاجِ اقدس؟

حضرت کا گرامی نامہ تشریف لایا تھا لیکن احقر انتہائی پریشانیوں کے باعث جواب حاضر نہ کر سکا۔ اب بھی اندازِ تحریر سے فقیر کی پریشانی کا حال نمایاں ہے۔ چھوٹے تینوں بچے ایسے سخت علیل ہیں کہ ایک (حامدہ خاتون) کے متعلق تو ڈاکٹر صاحب نے انتہائی مایوسی کا اظہار کر دیا ہے۔ اِدھر احقر خود بھی اٹھنے بیٹھنے میں سخت تکلیف محسوس کرتا ہے پھر جامعہ کا کام بھی شروع ہو رہا ہے اور اب کے مرتبہ کچھ امید کی جھلک نظر آتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے ایک آدھ ملاقات کے بعد کوئی مناسب موقع نکل آئے۔ وما ذالک علی اللہ العزیز۔

حضرت کے ساتھ جو محبت اس فقیر کو ہے محتاجِ بیان نہیں۔ اب تو بفضلہ تعالیٰ موسم بھی بدل گیا ہے۔ اگر کچھ دنوں کے لیے تشریف لے آئیں تو انتہائی کرم ہوگا اور حضرت کی ملاقات و زیارت بے انتہا مسرتوں کا موجب ہوگی۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ سجاد میاں سلام مسنون و آداب و نیاز عرض کرتے ہیں۔ عزیزان کو دعوات صالحات خدام کی خدمت میں سلام مسنون۔ مولانا خیر محمد صاحب کو سلام مسنون۔

والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۱۵ اکتوبر ۶۴ء از بہاول پور

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

زبدۃ العلماء الراسخین حضرت قبلہ علامہ مولانا نور احمد صاحب انور فریدی

دامت برکاتہم العالیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج اقدس؟ بے حد دل چاہتا تھا کہ زیارت نصیب ہو۔ الحمد للہ کہ مژدہ تشریف آوری کا والا نامہ پہنچ گیا۔ ضرور تشریف لائیں مگر یہ ملحوظ رہے کہ جمعرات کا دن کچھ جامعہ میں اور کچھ ملتان کے سفر میں صرف ہوجاتا ہے۔ اور جمعہ کا دن شام چار بجے تک ملتان میں گزرتا ہے۔ اس کے علاوہ جس روز بھی تشریف لانا چاہیں بڑی خوشی اور انتہائی مسرت کے ساتھ تشریف لا سکتے ہیں۔

یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ فقیر کے متعلقہ بعض ایسے امور ہیں جن کی تکمیل میں آنجناب سے کچھ مدد مل سکتی ہے۔ اس کے لیے اگر دو، چار، چھ روز فارغ لے کر تشریف آوری فرمائیں تو بے انتہا کرم ہوگا۔ بچوں کو دعائیں۔ احباب کو سلام۔

سجاد میاں سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام

(فقیر سید احمد سعید کاظمی از بہاول پور)

26-02-1964

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت قبلہ علامہ نور احمد صاحب انور فریدی مدظلہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاج شریف؟

احقر اس عرصہ میں ڈھاکہ، چٹا گانگ وغیرہ مشرقی پاکستان کے دورہ پر رہا۔ واپسی پر دس دن کے لیے کراچی جانا پڑا۔ جمعہ کے دن واپسی ہوئی۔ عزیز القدر سید مظہر سعید کاظمی بھی مشرقی پاکستان کے سفر میں میرے ساتھ رہے۔

واپسی پر انہیں بلڈ پریشر ہوگیا اور دماغ سے خون اس کثرت سے آیا کہ انہیں ہسپتال داخل کرانا پڑا۔ آج تیرہ دن ہوئے وہ نشتر کالج ہسپتال میں ہیں۔ دعا فرمائیں۔

عزیز القدر سعید احمد سلمہ کے متعلق ان شاء اللہ ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ حضرت مطمئن رہیں۔

امید ہے اپنی خیر وعافیت اور دیگر کوائف سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں گے عزیزان و مولانا خیر محمد صاحب کو سلام مسنون۔ بچے آداب عرض کرتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہ۔ از ملتان

16-08-1965

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

الفاضل الجلیل العالم الکبیر حضرت قبلہ علامہ مولانا

نور احمد صاحب انور فریدی۔ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس؟

گرامی نامہ تشریف لایا تھا جواب میں تاخیر کی معذرت پیش خدمت ہے۔

سبب تاخیر یہ ہوا کہ حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد فقیر جب ملتان گیا تو والدہ سجاد بہت علیل اور کمزور تھیں۔ بعد مشورہ طے پایا کہ انہیں ایک دو ہفتہ کے لیے بغرض تبدیلی آب وہوا بہاول پور لایا جائے۔ چنانچہ ایک لڑکی اور دو چھوٹے بچوں کے ساتھ انہیں بہاول پور لایا۔ یہاں آکر راشد میاں ایسے گرے کہ شکم اور مثانہ وغیرہ سخت زخمی ہوگیا اور چھوٹے بچہ کو ہیضہ ہوگیا۔ ادھر ان کی والدہ بیمار۔ پھر جامعہ کے امتحانات شروع ہوگئے۔ ان کی شدید مصروفیت، پھر اپنی طبیعت بھی ان کی پریشانیوں

کے باعث ناساز ہوگئی۔ جناب والا کے نورچشم کے بارے میں کچھ نہ کرسکا۔اس شرمندگی کے باعث آج تک عریضہ لکھنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔گھر والوں کو مجبوراً سجاد میاں کے ہمراہ کل ملتان بھیج دیا۔آج ایک بجے کے بعد جامعہ سے واپس آکر طبیعت نے مجبور کیا کہ عرض حال کردیا جائے۔

بنابریں عریضہ ارسال خدمت ہے کیا کہوں کہ آپ تشریف لے آئیں؟ وہ کام تو ابھی تک معرض التواء میں پڑا ہوا ہے۔جب تک جامعہ کے متعلقہ امُور سے فراغت نہ ہو کسی سے پوچھ گچھ کا موقع نہیں اس لیے شرم آتی ہے کہ آپ کو تشریف لانے کے لیے عرض کروں۔ہاں اگر آپ خود ہی کرم فرما کر تشریف لے آئیں تو زہے نصیب۔

ملاقات کے لیے دل بھی بے چین ہے اور اس وقت قلمی اعانت کی بھی اشد ضرورت ہے۔بہرنوع جناب والا مالک و مختار ہیں۔فقیر بہرحال چشم براہ ہے۔شیخ محمد بہت یاد کرتا ہے۔اور سلام لکھواتا ہے۔سجاد میاں سلام عرض کرتے ہیں۔عزیزان کو دعوات صالحات احباب کو بالخصوص مولانا خیر محمد صاحب کو سلام مسنون۔

والسلام مع الاکرام

چشم براہ۔فقیر ناکارہ احمد سعید عفی عنہ

۱۴جون ۱۹۶۵ء یوم جمعرات

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

حضرت قبلہ علامہ نور احمد صاحب انور فریدی دام مجدہم العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!مزاج شریف!

13 جولائی کو عین اس وقت جب کہ مشرقی پاکستان جانے کے لیے ہوائی جہاز پر سوار ہونے کا وقت آیا دل پر ضعف کا دورہ پڑا اور سیٹیں کینسل کرانی پڑیں۔

بالآخر 19 کو بغرضِ علاج کراچی گیا اور تقریباً 22 روز رہ کر 11 اگست کو بہاولپور واپس آیا تا حال طبیعت درست نہیں ہوئی۔

دعاؤں کی ضرورت ہے۔یہاں آکر جناب کا کارڈ نظر سے گزرا۔یاد فرمائی کا بے حد شکریہ!مولا تعالیٰ حضرت کو اس محبت و اخلاص کا بہترین اجر عطا فرمائے۔آمین۔

451 نمبروں سے سجاد میاں سلمہ میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوگئے۔آپ کو مبارک ہو۔سجاد میاں سلمہ،مظہر سعید سلمہ اور سب بچے بہت بہت سلام عرض کرتے ہیں اور سب دعاگو ہیں۔امید ہے۔حضرت۔۔۔۔۔۔جلدی تشریف لے آئیں گے عزیزان کو دعواتِ صالحہ۔مولانا خیر محمد صاحب کو سلام مسنون۔

والسلام مع الاکرام۔

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی غفرلہ

از بہاولپور

13-08-1966

نوٹ: علامہ مولانا نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھوں خطوط فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان مولانا غلام جیلانی چاچڑ سعیدی آف جتوئی ضلع مظفر گڑھ کی خصوصی مہربانی سے حاصل ہوئے۔اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔(صفدر)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

بخدمت عالی مرتبت جناب درما پراجا صاحب

(سفارت خانہ جمہوریہ انڈونیشیا کراچی)

گرامی قدر عالی مرتبت! سلام مسنون!

جناب کی مرسلہ کتاب ''تاریخ تمدن انڈونیشیا'' جلد اول ۲۳، اگست ۵۸ء کو موصول ہوئی جس پر میں آپ کا اور کتاب کے فاضل مصنف حضرت علامہ نور احمد قادری کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی سفارش پر آنجناب نے یہ قابل قدر کتاب جامعہ انوار العلوم ملتان کے لیے ارسال فرمائی۔

غالباً چھ سات برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ ''شعوب المسلمین'' کے اجلاس منعقدہ کراچی میں انڈونیشیا کے نمائندہ کی تقریر سن کر میرے دل میں انڈونیشیا کی سیاحت کا شوق پیدا ہوا تھا جو اس کتاب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ بڑھتا جارہا ہے اور بہت ممکن ہے کہ میرا یہ جذبِ اشتیاق کسی وقت میرے انڈونیشیا پہونچنے کا باعث ہوجائے۔ آپ کی یہ نفیس کتاب میرے اس شوق کی تسکین اور دل ودماغ کی تفریح کے لیے بہترین سامان ہے۔

فاضل مصنف کی غیر معمولی، حیرت انگیز قابلیت لائق صد تحسین و آفریں ہے کہ باوجود پاکستانی ہونے کے انڈونیشیا سے بہت دور اپنے ملک میں بیٹھ کر ایسی جامع کتاب لکھی کہ موضوع کے کسی پہلو کو تشنہ تکمیل نہ چھوڑا۔

حالاں کہ ایک غیر ملکی مؤرخ کے لیے اتنا مواد فراہم ہونا اور ایسے اسباب کا بالکلیہ مہیا ہوجانا بہت دشوار ہے جن کی موجودگی میں وہ ایسی جامع اور مکمل کتاب لکھ سکے جس میں ملک کی مکمل تاریخ تہذیب وتمدن، مذہب وسیاست، سیرت ومعاشرت ،شہروں، جزیروں اور جنگلات کی پوری تفصیلات، تمام ملک کا مکمل جغرافیہ کاروباری

وتجارتی حالات، باشندگان ملک کے طبقات، ان کے ذہنی رجحانات اور اس کے ماسوئ دیگر تفصیلات، یعنی اتنی کثیر اور مفید معلومات کا بیش بہا ذخیرہ جس کی موجودگی میں کسی متجس اور طالب تحقیق کو اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، یقیناً ایسی شاندار کتاب فاضل مصنف کی غیر معمولی علمی قابلیت اور کمال جدوجہد، محنت شاقہ اور عرق ریزی کی آئینہ دار ہے۔ مزید برآں، مضامین کے حسن ترتیب، زبان کی سادگی، انداز بیان کی سلاست اور کلام کی فصاحت نے کتاب کی عظمت کو چار چاند لگادیے ہیں۔

اگر ان خوبیوں کے ساتھ کتاب زیر نظر کی اس حیثیت کو بھی ملحوظ رکھ لیا جائے کہ یہ کتاب ''تاریخ تمدن انڈونیشیا'' کا نقش اول ہے تو اس کی شان اور بھی بلند ہوجاتی ہے۔ اور اس وقت اس کی جامعیت کے پیش نظر غالباً یہ کہنا بعید از قیاس نہ ہوگا کہ اس کی جلد ثانی، جلد اول کے اجمال کی تفصیل ہوگی۔ نہ صرف یہ بلکہ آنے والے مورخین جب اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے تو یہی نقش اول ان کے لیے ہر قدم پر مشعل راہ ثابت ہوگا۔

کتاب ''تاریخ تمدن انڈونیشیا'' جلد اول پر فی الحال اظہار رائے پر اکتفا کرتا ہوں بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد اگر موقع ملا تو انشاء اللہ مفصل تبصرہ لکھوں گا۔

معمولی فروگذاشتیں بڑے بڑے مرتبہ والے انسان سے بھی ممکن ہیں الا من عصمہ اللہ! خود فاضل مصنف نے بھی اپنی تحریر میں اس حقیقت کا اعتراف بایں الفاظ کیا ہے کہ ''باوجود محتاط تحلیل اور تحقیقاتی کاوش کے غلطیوں کے امکان سے برأت کا دعویٰ نہیں'' (دیباچہ تاریخ تمدن انڈونیشیا جلد اول صفحہ ۳ مصنفہ علامہ نور احمد قادری)

پانچ سال بلکہ اس سے زائد طویل مدت تک بلا کسی معاوضہ کے فاضل

مصنف کا اس کتاب کی تصنیف وتالیف میں منہمک رہنا ان کے بے پناہ عزم واستقلال اور کمال ایثار واخلاص کا آئینہ دار ہے۔جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل مصنف اپنے انڈونیشی بھائیوں کے لیے اپنے دل میں انتہائی محبت وخلوص کے جذبات رکھتے ہیں یہ کتاب اس حیثیت سے ہم سب پاکستانیوں کے لیے عزت وافتخار کا موجب ہے مجھے قوی امید ہے کہ اس کتاب کی اشاعت پاکستان اور انڈونیشیاء کے باشندوں کے درمیان روابط محبت کے استحکام مزید کا سبب ہوگی۔

آپ کا یہ ارمغان مؤدت کتاب تاریخ تمدن انڈونیشیا جلد اول جامعہ انوار العلوم کی لائبریری کے لیے بہترین تحفہ اور قابل قدر اضافہ ہے۔جس کے مطالعہ سے جامعہ کے مدرسین وطلباء اور دیگر احباب ہمارے محبوب ترین اسلامی ملک انڈونیشیا کے بارہ میں مفید معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔

آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید واثق ہے کہ۔۔۔۔۔

(نامکمل خط،۱۵صفر ۱۳۷۸ھ 31اگست 1958ء)

مکرمی ومعظمی ،حضرت غزالی زماں، علامہ دوراں، جناب علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بعد سلام مسنون۔۔۔۔۔معروض خدمت عالیہ میں ہے۔

کہ جوحوالہ تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر مرقوم ہے۔"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" الخ

اس کے مقابل عقیدہ اہل سنت جوکہ آپ کی تصنیف "الحق المبین" میں مرقوم ہے۔

ایک دیوبندی سے اس پر گفتگو ہوئی اور اس نے اس میں یہ تاویل کی کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔اس کا یہ مطلب ہے کہ حضور خاتم النبیین ہی ہوں گے اور مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا۔جس طرح مشرکین شریک باری تعالیٰ مانتے تھے لیکن ان کے ماننے سے الوہیت الہیہ میں کچھ فرق نہیں آتا تھا۔

بقول دیوبندی اس سے حضور کی فضیلت اور خاتمیت ثابت ہوتی ہے۔لہٰذا جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے کہ براہ نوازش مسلک کی بہتری کے پیش نظر تفصیلی جواب سے سرفراز فرماکر ممنون فرمائیں تاکہ دیوبندی کو مکمل جواب دیا جاسکے اور باقی عوام بھی مطمئن ہوسکیں۔حضرت مولانا یہاں موجود نہیں ہیں۔ضلع ہزارہ دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔براہ نوازش جواب سے مطلع فرمائیں۔

منہاج الحق خریداری ۱۰۵۴

ناظم اعلیٰ جمعیت الطلباء مدرسہ اسرار العلوم حنفیہ مری روڈ راولپنڈی

مولانا المکرم !وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی؟

عنایت نامہ پہنچا۔جواباً عرض ہے کہ تحذیر کی عبارت میں جو تاویل کی گئی ہے وہ قطعاً

باطل ومردود ہے۔

مؤول کی تاویل سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ صاحب تحذیر کی یہ تمام گفتگو اثر سیدنا عبداللہ بن عباس کو صحیح ماننے کی تقدیر پر ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر طبقہ زمین میں انبیاء علیہم السلام موجود ہیں۔اس مضمون پر یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں تو حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی کا وجود کسی حصہ زمین میں حضور ﷺ کی خاتمیت کے منافی قرار پائے گا اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب تحذیر نے کہا:۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''

اس پوری تفصیل اور عبارت منقولہ کو ذہن نشین کرنے کے بعد مؤول کی تاویل ملاحظہ فرمایئے۔مؤول کہتا ہے:۔اس کا یہ مطلب ہے کہ حضور خاتم النبیین ہی رہیں گے اور مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا''

چشم بددور،کیا نفیس توجیہ کی گئی ہے!مؤول صاحب نے صاحب تحذیر کی عبارت کو خود اس کے مسلک کے معارض ومنافی قرار دے دیا صاحب تحذیر تو اثر عبداللہ بن عباس کو صحیح مان کر حضور ﷺ کے ماسوا دیگر انبیاء علیہم السلام کے وجود کو طبقات زمین میں تسلیم کرتا ہے۔حتی کہ ''بل'' اضرابیہ لاکر زمانہ نبوی کے بعد بھی نبی کا وجود فرض کر کے خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آنے کا اقرار کر رہا ہے اور مؤول کہتا ہے:

''حضور خاتم النبیین ہی رہیں گے اور مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا''

مؤول سے میں دریافت کرتا ہوں کہ تحذیر کی عبارت منقولہ بالا میں لفظ نبی سے جھوٹا

مدعی نبوت مراد ہے یا سچا نبی؟ اگر سچا نبی مراد ہے تو مؤول اس کے دعوائے نبوت کو باطل کہہ کر منکر نبوت قرار پایا۔اور اگر (معاذ اللہ) جھوٹا مدعی نبوت مراد ہے تو اس عبارت میں بالفرض کے کیا معنی ہوں گے؟ فرض تو ایسی چیز کو کیا جاتا ہے جو خلاف واقع ہو اور ظاہر ہے کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ جھوٹے مدعیان نبوت کا بکثرت پیدا ہونا امر واقع ہے اسے بالفرض کہنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے؟

معلوم ہوا کہ تاویل مذکور باطل ومردود ہے۔اور تحذیر کی اس عبارت کا مطلب یہی ہے کہ اثر عبداللہ بن عباس کے مطابق حضور ﷺ کے ماسوا زمین کے ساتوں طبقوں میں انبیاء علیہم السلام کا پایا جانا حضور ﷺ کی خاتمیت کے منافی نہیں بلکہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

تاویل مذکور کے ذیل میں جو مثال پیش کی گئی ہے وہ بھی غلط اور بے محل ہے۔جس سے مؤول کی جہالت ثابت ہوتی ہے وہ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتا کہ مشرکین شریک باری تعالیٰ کے وجود کو بالفرض نہیں مانتے تھے یعنی وہ محض فرضی شریک کے قائل نہ تھے بلکہ اپنے زعم باطل میں واقعی شریک باری کے معتقد تھے یہ صحیح ہے کہ خلاف واقع اعتقاد سے واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔اگر کوئی شخص دن کو رات کہہ دے تو دن کی روشنی رات کی تاریکی میں نہیں بدل سکتی اسی طرح خدا تعالیٰ کے لیے شریک ماننے سے اس کی توحید میں فرق نہیں کرسکتا لیکن یہاں مشرکین کے شریک باری ماننے اور خلاف واقعہ اعتقاد رکھنے سے بحث نہیں۔گفتگو اس بات میں ہے کہ اگر باری تعالیٰ کے لیے شریک فرض کرلیا جائے تو اس کی توحید میں فرق آئے گا یا نہیں؟ میں عرض کروں گا کہ ضرور فرق آئے گا۔کیوں کہ شریک باری محال ہے اور فرض محال، محال کو مستلزم ہوتا

ہے۔ جب کوئی شخص شریک باری کو فرض کرے گا تو اس کے قول پر (معاذ اللہ) توحید باری کا بطلان ضرور لازم آئے گا۔ مثلاً ''ہم کہیں کہ خدا ایک ہے اگر بالفرض دوسرا خدا پایا جائے تو ایک کی بجائے دو خدا ہو جائیں گے۔ جو محال ہے اور مستلزم محال یقیناً محال ہوتا ہے لہٰذا دوسرے خدا کا پایا جانا محال ہے۔''

خوب یاد رکھیے! جس چیز کے فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہ آئے وہ محال نہیں۔

اگر بقول مؤول شریک باری فرض کرنے سے توحید باری میں کچھ فرق نہ آئے تو شریک باری محال نہیں ہو سکتا لہٰذا اگر کسی کے نزدیک شریک باری فرض کرنے سے توحید باری میں فرق نہیں آتا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شریک باری کو ممکن سمجھتا ہے۔ اور شریک باری کو ممکن سمجھنا خود شرک ہے۔

اس تقریر سے مؤول کی تاویل اور عبارت تحذیر دونوں کا بطلان واضح ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی رو سے بعد زمانہ نبوی ﷺ نبی کا پیدا ہونا محال ہے اگر بالفرض یہ محال واقع ہو جائے تو خاتمیت محمدیہ میں ضرور فرق آئے گا۔ اور خاتمیت محمدیہ میں فرق آنا محال ہے۔ لہٰذا بعد زمانہ نبوی کسی نبی کا پیدا ہونا محال ہے اس کے برخلاف صاحب تحذیر کا یہ کہنا کہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

اس امر کی روشن دلیل ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز مانتا ہے جو تمام امت مسلمہ کے نزدیک محال اور باطل محض ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس طرح شریک باری فرض کرنے سے توحید باری میں فرق آنا اس بات کی دلیل ہے کہ شریک باری محال ہے اسی طرح حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی

پیدائش فرض کرنے سے حضور علیہ السلام کی خاتمیت میں فرق آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔

جو شخص شریک باری فرض کرنے کو توحید باری کے منافی نہیں سمجھتا وہ توحید کا قائل نہیں۔ اور جو حضور ﷺ کے بعد نبی کی پیدائش فرض کرنے کو حضور ﷺ کی خاتمیت کے خلاف نہیں جانتا وہ ختم نبوت کا معتقد نہیں توحید باری اور ختم نبوت پر اسی شخص کا ایمان ہے جو شریک باری فرض کرنے کو توحید کے منافی جانتا ہے اور حضور علیہ السلام کے بعد نبی کی پیدائش فرض کرنے کو ختم نبوت کے خلاف مانتا ہے۔

امید ہے اس بیان کو پڑھ کر آپ مطمئن ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ کوئی خلجان باقی رہے تو مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ پھر مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا۔

والسلام

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ از ملتان

(ماہنامہ السعید ملتان صفحہ ۱۴ تا ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

من العبد الذلیل الی الفاضل الجلیل العالم النبیل المتصف بمکارم الاخلاق المولیٰ عبد الرزاق دامت برکاتہم العالیہ۔

وعلیک السلام. ثم السلام علیک ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔

قد وصل إلیّ مکتوبک الشریف . طالعتہ وقرأتُ مافیہ وارید ان اجیبک بجوابٍ جامعٍ مختصرٍ وارجو من اللہ الکریم انہ یکفیک ویزیل خلجاتک بفضلہٖ وکرمہٖ فاقولُ وبہ التوفیق۔

"الاحد" من اسماء النبی ﷺ کما فی الخصائص الکبریٰ الجز الاول: ۸۰، والمواھب اللدنیہ للعلامۃ القسطلانی الجزء الاول : ۱۸۲ ومدارج النبوۃ لسند المحققین الشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی قدس سرہ العزیز الجزء الاول: ۳۱۳

واما قولک ان الاسم " الاحد " یدل علیٰ عدم التعین المعبر عنہ " بالاحدیۃ " و " ذات بحت " والحقیقۃ المحمدیۃ مرتبۃ التعین الاول فلا یصح ان " الاحد " اسمًا لسیدنا محمد ﷺ فجوابہ ان الاحدیۃ والوحدۃ والواحدیۃ ......للوجود انما ھی اعتبار یۃ محضۃ من مصطلحات السادۃ الصوفیۃ الکرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما ......اللغۃ واصطلاحات الکتاب والسنۃ وانت تعلم انہ لا مُنَا قَشَۃَ فی الاصطلاح لکل ......بماشاء . واسماء اللہ تعالیٰ وکذا اسماء النبی ﷺ بمعزل عن اصطلاح الناس وانما ....بالسماع والنقل . والنقل عن الثقات کالامام جلال الدین السیوطی صاحب

الخصائص الکبریٰ والشیخ المحقق الدھلوی والامام العلامۃ القسطلانی صاحب المواھب اللدنیہ رحمھم اللہ تعالیٰ کاف لنا ھھنا . الاتری إلی اسماء اللہ تعالیٰ کالواحد والوحید . والاسم الجلیل اعنی " اللہ " فانا اذا نظرنا الی معانیھا ظھر لنا انہ لامدخل لاصطلاح الصوفیۃ فی ھذہ الاسماء الحسنیٰ والافالواحد والوحید من الوحدۃ والوحدۃ فی اصطلاحھم مرتبۃ التعین الاول المعبر عنھا بالحقیقۃ المحمدیۃ فکان ینبغی ان یکون الواحد والوحید ......ولیس کذلک . وایضًا قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الاخلاص قل ھو اللہ احد ولا ....فی ان " احد " ھھنا محمول علیٰ کلمۃ " اللہ " ومعنی لفظ اللہ ذات الواجب المستجمع لجمیع صفات الکمال وھذا المعنیٰ عند الصوفیۃ مفھوم التعین .....اعتبر فیہ معنی للا حدیۃ الاصطلاحیۃ فھو دال علی مرتبۃ لا تعین وانت ...بأن لاتعین . نقیض التعین .

ونقیض الشئی یستحیل حملہ علی الشئی ومع ذلک " احد " محمول علی " اللہ " ھھنا فثبت ان التعین فی الاسم الجلیل " اللہ " وعدم التعین فی " احد " لیس بمراد لا ستحالۃ اجتماع النقیضین . وکیف ...اصطلاح محض لامدخل لہ فی التسمیۃ .

فکذالک تسمیۃ النبی ﷺ بالاحد " لا تدل علی الاحدیۃ التی ھی مرتبۃ ذات بحت ولا تعین فی اصطلاح الصوفیۃ الکرام بل انما ھی من قبیل تسمیۃ النبی ﷺ ببعض اسماء اللہ تعالیٰ تشریفًا وتکریمًا لہ ﷺ . لیعلم انہ ﷺ مظھر جمال الحق لا انہ ﷺ عین الحق .

معاذاللہ ثم معاذاللہ ! فاعلم ایھا الفاضل الجلیل ان اصطلاحات

الصوفية بمعزل عن ذلك لان المراتب الثلاث المذكورة عندهم بمعنى الاحدية التي عبر عنها بذات بحت ولا تعين. والوحدة المعبر عنها بالحقيقة المحمدية۔

والواحدية التي يعبرون عنها بالارواح والملكوت قديمة واجبة غير مخلوقة ....اذا اريد بالحقيقة المحمدية، والارواح والملكوت معناها العرفي الشرعي.....حادثة مخلوقة بلا ريب.

من قال بقدمها وعدم مخلوقيتها فقد اشرك بالله العظيم۔ فانه ما من عبدٍ مؤمنٍ يعتقد بقدم الارواح الكائنة الموجودة في العوالم۔

ولا يعتقد احد من المسلمين ان الحقيقة المحمدية المعبر عنها بذات النبي الكريم محمد رسول الله ﷺ قديمة واجبة غير مخلوقة معاذالله ثم معاذالله۔

فَوَضَحَ بهذا لبيان حق الوضوح ان المعنى الا صطلاحي سواء كان للصوفيةا ولغير هم لا مدخل له في التسمية بل التسمية انما تكون الحكم اخرى كما اشرنا اليه سابقًا۔

ولعمري ان كثير امن الناس غافلون عن هذا لفرق ...وذهب عنهم ان للشئى اعتبارات مختلفة ولولا الا عتبارات .....عن شر كل حاسدٍ اذا حسد ۔ ...رب العالمين وصلى الله .....الرؤف الرحيم وعلىٰ آله وصحبه ....اجمعين۔

وانا العبد المفتقر الى الله المجيد الفقير احمد سعيد الكاظمي غفرالله له ولوالديه واساتذته ومشائخه وادخلهم النعيم يوم الدين۔ آمين۔

(تاریخ ندارد)

اہل سنت کا مرکزی دینی دار العلوم (انوار العلوم)

گزشتہ پچاس سال میں اہل سنت نے مذہبی درس گاہوں کے قیام کی طرف سے جو تغافل برتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ملک میں اہل سنت کی اکثریت کے باوجود صحیح العقیدہ سنی علماء کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہمارے مدارس ہی ہو سکتے ہیں۔ ملتان اور اس کے مضافات میں ہمارا مرکزی مدرسہ "انوار العلوم" ہے جو اپنی ذاتی وسیع اور شاندار عمارت میں قائم ہے۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ کتاب وسنت، تفسیر وحدیث، فقہ، اصول، کلام، معانی، صرف ونحو، منطق وفلسفہ، تجوید تمام علوم وفنونِ مروّجہ کی باقاعدہ اور مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر سال متعدد علماء فارغ التحصیل ہوکر سند فراغ حاصل کرتے ہیں اور ملک کے مختلف مقامات پر تدریس وتبلیغ کی خدمات انجام دیتے ہیں۔

تدریس کے علاوہ تبلیغ وتالیف کی خدمت بھی مدرسہ کے ذمہ ہے۔ مدرسہ میں باقاعدہ دار الافتاء قائم ہے جس میں فتویٰ نویسی کا کام نہایت احتیاط سے ہوتا ہے

مدرسہ میں دس مدرسین اور تقریباً ڈیڑھ سو طلباء ہیں۔ مدرسہ میں رہنے والے تمام طلباء کو مطبخ سے دونوں وقت کا کھانا دیا جاتا ہے۔ مدرسہ کی طرف سے طلباء کے لیے کھانے کے علاوہ کتابیں چارپائیاں، لحاف، ماہانہ وظیفہ اور حسبِ استطاعت لباس اور دیگر ضروریات زندگی کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

مدرسہ میں طلباء کا ہفتہ وار اجتماع ہوتا ہے جس میں تقریر کا فن سکھایا جاتا ہے ڈھائی ہزار روپیہ مدرسہ کا ماہانہ خرچ ہے۔ علم، دوست، دین پسند مخیر احباب اہل

سنت کی خدمت میں پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی زکوٰۃ، خیرات، عُشر، چرم قربانی وقتی و مستقل عطیات سے مدرسہ کی امداد فرمائیں اور اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تاکہ مدرسہ اعلیٰ معیار کے مطابق تعلیمی خدمات انجام دیتا رہے۔

اس وقت طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کتابوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز مطبخ کا خرچ بھی بہت ہے اس لیے غلّہ سے مدرسہ کی امداد خاص طور پر ضرورت ہے اور دیگر مصارف کے لیے چرم قربانی اور زکوٰۃ خیرات کی مدات سے بالخصوص امداد و اعانت کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اہل ثروت متدین احباب اہل سنت ہماری اس مخلصانہ اپیل پر خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

فجزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

خط و کتابت اور منی آرڈر بھیجنے کا پتہ۔ سید احمد سعید کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان شہر۔

(الحق المبین صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۱۹۔ از قلم: سید احمد سعید کاظمی۔ مکتبہ سعیدیہ کالے منڈی ملتان۔ مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مدرسہ انوار العلوم ملتان

دو مستند مدرس عالموں کی ضرورت ہے جو اول سے آخر تک تمام کتب درسیہ بخوبی پڑھا سکیں۔ اور حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عقیدہ

ہوں۔ تن خواہ ہر مدرس کو سو روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ کھانے اور رہائش کا بھی معقول انتظام کیا جائے گا۔

سید احمد سعید کاظمی امروہی

مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم

متصل چوکی چہلیک کچہری روڈ ملتان۔

(ہفت روزہ الفقیہ۔ امرتسر۔ ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۵ء)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

علامہ محمد عبد القادر سعیدی صاحب کی طرف سے درخواست

سیدی سندی، مولائی حضرت قبلہ کاظمی صاحب دامت برکاتکم العالیہ۔ السلام علیکم۔ عرض اینکہ کچھ لوگ بیعت توبہ کے لیے مجبور کرتے ہیں اس کا حل ارشاد فرمائیے۔

یہ تو قسمت ہی میں نہ تھا کہ کروں کسبِ کمال
مگر افسوس کہ بے ہنری میں بھی کامل بن نہ سکا
اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

غلام بے دام۔ محمد عبد القادر سعیدی غفرلہ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت غزالی زماں کی طرف سے اجازت بیعت

بسم الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فقد اجبتکم واجیزکم ان تاخذوا البیعة فی السلاسل الاربعة

العلیه السهروردیة والنقشبندیة والچشتیة والقادریة، بارک الله
لکم ولمن بایع علی ید کم واذ کرونی فی ادعیتکم المستجابة، وانا
لکم داع بالخیر والعافیة، وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد صلی
الله علیه وآله وسلم۔

الفقیر السید احمد سعید الکاظمی غفرله

لخمس مضت من شهر ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

نوٹ: آپ مدرسہ انوار العلوم کے اولین طالب علم تھے۔ ضلعی خطیب محکمہ
اوقاف رہے۔ ۳۵ سال تک خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال رہے اور اس
میں مدرسہ غوثیہ جامع العلوم کی بنیاد رکھی۔ آپ جامعہ غوثیہ مہریہ نوریہ کبیر والا کے
مہتمم بھی رہے۔ انوار العلوم کے سالانہ جلسوں میں نقیب محفل ہوتے تھے۔ آخر
عمر میں اپنے گھر نوراجہ بھٹہ روڈ جلال پور پیروالا میں مدرسہ بنایا اور وہیں فوت
ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا نور احمد ریاض صاحب آپ کے بڑے صاحب
زادے اور جانشین ہیں۔

خانیوال کے پیر سید ممتاز حسین سہروردی کو اجازت بیعت

الحمدلله الذی اظهر طرق المعرفة علی عباده المخلصین من
النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین۔

والصلوة والسلام علی سید المرسلین سند العارفین سید نا
ومولانا محمد المصطفی وعلی آله واصحابه البررة التقیٰ
ومصابیح طرق المعرفة والهدیٰ۔

اما بعد فقد اجزت الاخ الصالح المولوی السید ممتاز حسین
السهروردی القادری الچشتی الصابری لاخذ البیعة علی سنة
المشائخ الکرام للسلاسل الاربعة القادریه السنیة والچشتیة
العلیة والنقشبندیة العالیة والسهروردیة کما اجازنی سیدی
وسندی ومولائی وشیخی مولانا المولوی السید محمد خلیل
الکاظمی الچشتی القادری ادام الله تعالیٰ برکاته ونفعنا بطول
حیاته وهو مُجاز فی جمیع السلاسل المبارکة من المشائخ العظام
وسلاسله کلها متصلة مرفوعة مستندة الی سید المرسلین خاتم
النبیین سید نا احمد المجتبیٰ محمد ن المصطفیٰ علیه وعلیٰ آله
وصحبه علی التحیة والثنا۔

واوصیه بتقوی الله تعالیٰ فی السر والعلن والتزام سنن المشائخ
الکرام وان لا ینسانی بدعواته ویوفی بالعهود ۔ وفقه الله
تعالیٰ سبحانه لما یحبه ویرضاه ۔ وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد
وآله وصحبه واولیاء امته اجمعین ۔ وانا الفقیر السید احمد سعید
الکاظمی الچشتی القادری غفرله الله ولوالدیه وجمیع مشائخه، آمین۔

حررته لخمس بقین من شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ۔

مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان شریف۔

دستخط مرشد حق: الفقیر السید احمد سعید الکاظمی الچشتی الصابری القادری غفرلہ

رسالہ ''الاھداء'' شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمانا

ملتان کے دیوبند مکتب فکر کے ایک عالم نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پر اعتراض کیا (جو ''الامن والعلیٰ'' میں شامل تھی) ماہ نامہ الصدیق ملتان۔ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ) تو غزالی زماں نے ماہ نامہ السعید میں اس کا مدلل اور طویل جواب لکھا۔ علامہ صاحب ایک بار خانیوال تشریف لائے تو صوفی محمد ریاض قادری مشہور ثناء خوان رسول نے التجاء کی کہ حضور! اگر اجازت بخشیں تو میں اس مضمون کو کتابی صورت میں شائع کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر مفت تقسیم کردوں۔ علامہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اجازت بخشی اور فرمایا کہ اس رسالے نام ''الاھداء'' رکھ دو۔

ذکرِ ریاض نمبر ۱۱۔ از محمد اکرام اللہ خان سعیدی غوری، محمد صدیق فانی۔
ناشر: مکتبہ رضویہ چوک مرکزی جامع مسجد خانیوال۔ طبع جولائی ۲۰۰۵ء۔
یہی ''الاھداء'' بعد میں ''حدیث استشارہ'' کے عنوان سے لاہور سے طبع ہوا اور اب مقالات کاظمی دوم میں شامل ہے۔

دار العلوم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائے ونڈ

استاذ المحدثین غزالی زماں امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ
علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز۔
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان و مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

فقیر آج ۹۔ اپریل ۱۹۷۶ء کو دار العلوم مجددیہ فیاض العلوم کے سالانہ اجلاس میں حاضر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ مدرسہ کی تعمیرات، مدرسین وطلباء کی تعلیمی خدمات، نظم ونسق ودیگر انتظامات دیکھ کر طبیعت نہایت مسرور ہوئی۔ رائے ونڈ کی سرزمین پر مسلک اہل سنت وجماعت کا ایک مرکزی دار العلوم نہایت ضروری تھا جو عقائد اہل سنت وجماعت کے مطابق دینی تعلیم کا مرکز ہو۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ کام حضرت مولانا عبد الغفور صاحب الوری زید مجدھم مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مجددیہ فیاض العلوم نے احسن طریقہ سے پورا کردیا۔ ماشاء اللہ مولانا عبد الغفور صاحب الوری نہایت ثقہ اور فاضل مدرس ہیں۔ خصوصاً علوم حدیث میں آپ ایک بلند پایہ عالم اور محدث ہیں۔ آپ کے دینی جذبات انتہائی قابل قدر ہیں۔ اپنی ذاتی جدوجہد اور مساعی کو بروئے کار لاکر مولانا ممدوح نے یہ جامعہ قائم فرمایا۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائے ونڈ ایک مستحکم دار العلوم ہے لیکن اربابِ خیر واصحابِ ثروت کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ مولانا المحترم کے ساتھ دینی دنیاوی روحانی ایمانی اور وطنی تعلقات رکھنے والے احباب سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ اس عظیم کارنامہ کی تکمیل اور اس کی ترقی واستحکام کے لیے مولانا موصوف کے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ العزیز بہت جلد یہ جامعہ مجددیہ فیاض العلوم اپنی تکمیل کے اعلیٰ مراحل کو طے کرلے گا۔ میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ مولانا عبد الغفور صاحب الوری کو زندہ وسلامت رکھے اور ان کے معاونین کرام اور دار العلوم فیاض العلوم کے سرپرستوں کو دین ودنیا کی خصوصی نعمتوں اور برکتوں سے نوازے اور اس مدرسہ کے فیوض وبرکات سے امتِ

مسلمہ کو فیض یاب فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

خادم مدرسہ انوار العلوم ملتان

۸۔ ربیع الثانی شریف۔ ۱۳۹۶ھ

مطابق ۹۔ اپریل ۱۹۷۶ء

جامعہ فریدیہ ساہیوال

غزالیٔ دوراں، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ
شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شریف

"جامعہ فریدیہ ساہی وال اہل سنت کا وقیع علمی ادارہ ہے۔ جس کے بانی و مہتمم حضرت مولانا الحاج علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب ہیں۔
اس سرچشمۂ علم سے لاتعداد تشنگانِ علم سیراب ہو رہے ہیں۔ فقیر کی نظر میں یہ دار العلوم مسلکِ اہل سنت کے حق میں ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید استحکام اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۱۰۔ ذوالقعدہ الحرام۔ ۱۳۹۶ھ

(قرارداد) سنی اکثریت، شیعہ اقلیت اور حکومت پاکستان

پاکستان سنی اکثریت کا ملک ہے۔ مگر اقلیتوں کی طرف سے ہمیشہ اہل سنت کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ حکومت کی طرف سے انہیں (اقلیتوں کو) ضرورت سے زیادہ مراعات حاصل ہیں۔
ہم آپ کی توجہ ان عوامل کی جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔
مذہبی آزادی کے نام پر محرم الحرام میں اہل تشیع کے لیے جو پلیٹ فارمز مہیا کیے جاتے ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی اور دیگر قومی ذرائع ابلاغ کو ان کے زیر تحویل دے دیا جاتا ہے۔ سنی برادری کے لیے یہ ناروا رواداری نا قابل فہم ہے۔ حالاں کہ یوم عاشور تمام مسلمانوں کے لیے قابل احترام دن ہے۔ اس کی عظمت کی خصوصیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہی سے نہیں بلکہ اس سے قبل بھی یہ دن قابل احترام رہا ہے۔ مگر اہل سنت ان دنوں پابندیوں اور قدغنوں میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں۔ جب کہ عزاداری کے نام پر بے ہنگم اور بپھرے ہوئے جلوس، چھریوں، چاقوؤں سے لیس اہل سنت کے محلوں اور مسجدوں کے سامنے انتہائی بے خوفی سے اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کا مذاق اڑاتے ہیں۔
تحریر و تقریر میں آئے دن صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کو ہدف مطاعن بنایا جاتا ہے۔ اور ان نفوس قدسیہ کے لیے انتہائی شرم ناک لب و لہجہ اختیار کیا جاتا ہے۔
محرم کے آتے ہی ضلعی حکام جو اجلاس بلاتے ہیں۔ ان میں اہل تشیع کی تو نمائندہ تنظیموں کے افراد کو مدعو کیا جاتا ہے جب کہ عموماً اہل سنت میں سے بعض

مقامات پر اپنی صواب دید پر غیر نمائندہ لوگ بلا لیے جاتے ہیں۔ جو نہ تو اہل سنت کے جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ ہی سنی مفادات کا تحفظ کر پاتے ہیں۔ یہ وہ عوامل ہیں جن کے نتیجہ میں اہل سنت و جماعت مسلسل زیادتیوں کا شکار ہوتے چلے آرہے ہیں۔

حالیہ سانحہ جو ڈیرہ غازی خان میں ۱۰ محرم ۱۴۰۰ھ کو رونما ہوا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ وہاں عشرہ محرم کی مجالس میں شیعی ذاکر نہایت اشتعال انگیز تقریریں کر کے اہل تشیع کو سنی مسلمانوں پر حملہ کی ترغیب دیتے رہے۔ اور منافرت کی زہریلی فضا پیدا کرتے (رہے) ہیں۔ جس کے نتیجے میں ۱۰ محرم کو مسجد میں پرامن اور نہتے سنی مسلمانوں پر ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت حملہ کیا گیا۔ مسجد کو اہل سنت کے خون سے رنگین بنا دیا گیا۔ صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کی گئی۔ اہل سنت علمائے کرام کے گھروں میں گھس کر ان کی تذلیل کی گئی۔ بزرگوں کی قبریں اکھاڑی گئیں اور مسجد شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا ڈالی گئی، قابل افسوس یہ پہلو ہے کہ یہ سب کچھ پولیس کے ہوتے ہوا۔ مگر جب شیعہ کے امام باڑہ کی حفاظت کا مرحلہ آیا تو پولیس اس قدر حساس تھی کہ اہل سنت پر گولی چلا دی گئی۔ جس سے ایک سنی مسلمان شہید ہوا اور کئی گھائل ہوگئے۔ دردناک پہلو یہ کہ انتظامیہ کی طرف سے جو پریس جاری ہوا ہے وہ سراسر جانب دارانہ اور مظلوم سنی کو مجرم ثابت کرنے کے ارادوں کا غماز تھا۔

اسی طرح ملتان کی ایک بستی براراں میں اہل سنت و جماعت کو نشانہ ستم بنایا گیا۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے کہ پوری اہل سنت برادری خود کو اپنی مسجدوں کو اور عقائد کو قطعی طور پر غیر محفوظ سمجھنے پر مجبور ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شیعہ اور

انتظامیہ ایک ہی مفہوم کے دو عنوان ہیں۔

حکومت کا فرض ہے کہ ملک کی واضح اکثریت سواد اعظم اہل سنت و جماعت پر ان مسلسل زیادتیوں کا مداوا کر کے اہل سنت برادری کے اندر پیدا شدہ اضطراب وتشویش کا ازالہ کرے اور ان عناصر کا فوری نوٹس لیا جائے جو مذہب کی آڑ میں ملک کو بحران و انتشار میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں بڑھتے ہوئے اضطراب وتشویش کے ازالہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ سانحہ ڈیرہ غازی خان و بستی براراں کی تحقیقات ہائی کورٹ کے دو ججوں سے کرائی جائے۔ اس تحقیقات کا نتیجہ برآمد ہونے سے قبل کسی صورت میں اہل سنت کے کسی فرد کو مورد الزام ٹھہرا کر گرفتار نہ کیا جائے۔ جس پولیس افسر کے آرڈر پر نہتے مسلمانوں پر گولی چلائی گئی ہے اور جس کے نتیجے میں ایک مسلمان شہید اور متعدد شدید زخمی ہوئے اس افسر کو فوری طور پر معطل کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ آئندہ کے لیے اہل تشیع کو پابند کیا جائے کہ وہ عزاداری کی رسومات اپنے امام باڑوں میں ادا کریں انہیں اہل سنت کے آبادی والے علاقوں میں آنے سے منع کیا جائے۔ جو اہل سنت اس وقت ڈیرہ غازی میں گرفتار کیے گئے ہیں انہیں فوراً رہا کیا جائے تاکہ حالات پرسکون ہوسکیں۔

دستخط

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان
وصدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان ۱۷ محرم ۱۴۰۰ھ

سید محمد عبداللہ شاہ رضوی مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان

فقیر محمد شریف رضوی مہتمم جامعہ رضویہ مظہر العلوم دولت گیٹ ملتان

مشتاق احمد (چشتی) عفی عنہ نائب مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

ہدایت اللہ پسروی مدرسہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان۔

غلام مصطفی رضوی مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان۔

درج ذیل علمائے دیوبند اور اہلحدیث
نے بھی حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کی

سید عبد المجید ندیم جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان

محمد عبد الشکور دین پوری صدر مرکزی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان

فضل الرحمن عفی اللہ عنہ استاذ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عبد البر محمد قاسم نائب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محمد مسعود غفرلہ ناظم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محمد حسین حیدری نائب صدر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان

نور الحق ایڈووکیٹ ملتان

شمس الحق مہتمم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ ملتان

عید اضحیٰ منگل کے دن ہوگی

بعض مسلمان بھائیوں کو تردد ہے کہ عید بدھ کو ہوگی یا منگل کو اس لیے محترم برادران اسلام کو مطمئن کرنے کے لیے یہ بیان شائع کر رہا ہوں کہ شہادتیں مہیا نہ ہونے کی وجہ سے بدھ کے دن کی عید کا اعلان کیا گیا تھا لیکن شہادتیں قائم ہونے کے بعد منگل کی عید کا اعلان ہوا۔ یہ اعلان صحیح ہے بلا تردد مسلمانوں کو متفقہ طور پر منگل کی عید کرنی چاہیے۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔

نوٹ: شاہی عید گاہ واقع خانیوال روڈ میں ساڑھے آٹھ بجے نماز عید ہوگی۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء

آٹوگراف

الحیاء شعبۃ من الایمان۔

سید احمد سعید کاظمی۔ ۵۔ نومبر۔ ۱۹۷۸ء۔

یہ آٹوگراف غزالی دوراں علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے راجہ محمد طاہر رضوی ناظم نشرواشاعت جماعت اہل سنت کو دورۂ جہلم کے دوران عنایت فرمایا۔

(ہفت روزہ الہام۔ بہاول پور۔ صفحہ نمبر ۱۱۔ جلد نمبر ۲۶ شمارہ نمبر ۱۳۔ مالک مدیر شہاب دہلوی۔ ۷۔ جولائی ۱۹۸۶ء)

مکتوب از: مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ رمضان ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

حضرت علامہ کاظمی صاحب! (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) میں کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا تو حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا: کہ اگر کسی مسئلے پر الجھاؤ پیدا ہو جائے تو ملتان میں میرے بیٹے کاظمی کی طرف رجوع کرلیا کرو کہ وہ ضیغم اسلام ہیں۔ پھر فرمایا: کہ وہ جو کتاب لکھ رہے ہیں مجھے پسند ہے۔ حضرت وہ کون سی کتاب ہے جس کی تعریف حضور غوث پاک نے کی؟ (منقول از حیات غزالی زماں۔ صفحہ نمبر ۱۶۴۔۱۶۳)

(آپ اس وقت ''تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر'' لکھ رہے تھے اور اس کا انتساب بھی غوث اعظم ہی کے نام کیا ہے۔ اسی کتاب کا دوسرا نام ''الھدیۃ الرضیۃ للحضرۃ الغوثیہ'' ہے)

✿✿✿✿✿✿

صاحب زادہ والا شان شیخ الحدیث علامہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب نے فرمایا کہ ابا جی نے اپنی کتاب ''تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر'' میں اپنے متعلق لکھا۔

''سگِ درگاہِ جیلانی''

میں نے استفسار کیا کہ آپ نے کبھی اپنی کسی کتاب میں ایسے الفاظ نہیں لکھے پھر ایسا کیوں؟ فرمایا: مسئلہ حاضر وناظر پر میں نے بہت پڑھا نہایت شدومد سے تحقیق کی مگر اس کے باوجود اس مسئلہ پر شرح صدر نہ ہوا تو اچانک میں محسوس کیا کہ حضرت غوث پاک جیلانی کی روحانیت میری طرف متوجہ ہوئی اسی لیے میں نے دیباچہ میں ''سگِ درگاہِ جیلانی'' لکھ دیا۔ (ہفت روزہ اذان ملتان صفحہ نمبر ۱۳ شمارہ نمبر ۱۶)

حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

آپ میرے مرشد و مربی اور استادِ گرامی حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند ہیں اور اس وقت جامعہ اسلامیہ انوار العلوم میں شیخ الحدیث ہیں۔ آپ کے خطابات علمی ہوتے ہیں۔ آپ کی قلمی کاوشیں ''رسائل کاظمی'' کے نام سے مطبوعہ ہیں جن میں آٹھ رسائل شامل ہیں ان کے علاوہ پانچ رسائل اور بھی ہیں جو الگ سے مطبوعہ ہیں۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان اور کاظمی پبلی کیشنز جامعہ انوار العلوم کے سٹال سے ہمہ وقت دستیاب ہیں۔ اسی طرح ایک موحد اور عام مسلمان کے مابین مکالمہ کے عنوان سے ایک زبردست تحقیقی رسالہ منظر عام پر آیا ہے۔ جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور سندھی میں بھی۔ مزید یہ کہ آپ نے نظریاتی طرز کا ایک منفرد ٹیبل کلینڈر بھی تیار کیا ہے۔ وہ بھی عام دستیاب ہے۔ درود بحر الکمال، درود مفتاح الخیر، درود محمدیہ کبیر بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔ جو عوام الناس میں مقبول اور بہت کثرت سے پڑھے جاتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ آپ ہر جمعہ شاہی عیدگاہ ملتان میں بعد نماز عصر درس قرآن مجید دیتے ہیں اور درود شریف بحر الکمال کا اہتمام بھی فرماتے ہیں۔ جس سے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کئی دینی مدارس کی سرپرستی بھی فرما رہے ہیں۔ اور کئی شہروں میں اپنے ذاتی خرچ پر درس قرآن دینے کے لیے بھی وقتاً فوقتاً تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ بائی پاس آپریشن اور چار مرتبہ انجیو پلاسٹک کے باوجود تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کی یہ کثیر الجہات سرگرمیاں اور علمی و دینی خدمات یقیناً قابل صد

تحسین اور لائق تقلید ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم و عمل میں مزید برکت عطاء فرمائے اور خانوادۂ غزالیٔ زماں کے محبین و متوسلین اور متعلقین پر آپ کا سایہ دراز فرمائے۔ (صفدر)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بخدمت اقدس مستغنی عن الالقاب قبلہ گاہی

حضرت غزالی زماں سلمکم الرحمن

تسلیمات آداب!

دردمند اصحاب اہلِ سنت کی دلی تمنا ہے کہ آپ قرآن مجید کا بامحاورہ اردو ترجمہ تحریر فرما کے جمہور مسلمانوں پر احسان فرمائیں۔

اکابر کی جدائی نے ہمیں چوکنا اور مجبور کیا ہے کہ آپ کے وجود مسعود کو نعمتِ عظمیٰ سمجھتے ہوئے مؤدبانہ اصرار والتماس کریں کہ آپ اس کام کا آغاز فرمائیں والاتمام من اللہ۔ اس سلسلہ میں مجلہ ''نظام الدین'' کے ہر ماہ آٹھ صفحات حاضر ہیں بالاقساط کی صورت میں آپ کی طبیعت مبارک پر بوجھ بھی نہیں ہوگا۔

امید ہے نیاز مندان کی درخواست پر ہمدردانہ غور فرما کے جلد اس عظیم کام کا افتتاح فرمائیں گے۔ کیا ہی اچھا ہو رمضان المبارک ''جو نزولِ قرآن کا مہینہ ہے'' میں اگر اس مبارک ارادہ کی ابتداء ہو جائے۔ ملتمس محتاج دعا!

شیخ غلام محمد نظامی۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان۔

حافظ عبدالکریم نظامی۔ محمد عارف نظامی غفرلہٗ

ضیاء الرضوی نظامی غفرلہٗ

از ملتان شریف۔ ۱۔ ۸۔ ۱۳۹۴ھ

بشرف خدمت حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت ہے۔ قریباً بیس دن سے کوئٹہ میں ہوں بغداد شریف جانے کے ارادہ سے آیا ہوا ہوں پاسپورٹ اور ویزے کے لیے کوشش کر رہا ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دربار غوثیت میں شرف باریابی نصیب فرمائے۔

یہاں کوئٹہ میں کئی مرتبہ علوم اسلامیہ کی اکاڈمی میں دوست احباب سے ملنے کے لیے جانے کا اتفاق ہوا اپنے عقائد پر پختگی صرف چار پانچ آدمیوں میں دیکھی بہت خوشی ہوئی چنانچہ انہوں نے دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے صاف انکار کر دیا باوجود ڈائریکٹر کے مجبور کرنے کے پھر بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

مفتی محمد حسین صاحب، مولانا منظور شاہ صاحب منٹگمری والے، مولانا عبدالقادر صاحب خانیوال والے، قیوم الٰہی عرفانی لاہور والے اور مولوی یوسف صاحب لائل پوری یہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنے عقائد پر پختگی کا ثبوت بہم پہنچایا۔

ایک صاحب جن کا نام مولوی پیر بخش ہے انہوں نے انتہائی مداہنت کا ثبوت دیا ان دیوبندیوں کے پیچھے صرف نماز ہی نہیں پڑھی بلکہ ان کی صفیں بچھانے کا کام اذان دینے اور تکبیر کہنے پر بھی یہی صاحب پوری دلچسپی سے کام کرتے رہے اپنے علماء کی سخت مخالفت کی اور دیوبندیوں کے ساتھ ہی دوستانہ بڑھایا۔ اسی اثر کے ماتحت جب دیوبندیوں نے اسے کہا کہ تمہارا نام ہی مشرکانہ ہے اگر تم ہمارے حقیقی ساتھی بننا چاہتے ہو تو اپنا نام بدل دو چنانچہ اس نے نام بدلنے کا اعلان کر دیا چنانچہ سب دیوبندی اور اساتذہ اس کو عبدالرحمٰن کے نام سے پکارتے ہیں۔

جب ہمارے علماء کرام نے کچھ لعن طعن کیا تو پھر اپنا نام پیر بخش ہی رکھ لیا۔ لیکن مجھے

یہ سن کر کہ یہ آپ کا خاص الخاص شاگرد بلکہ دست راست ہے سخت حیرانی ہوئی۔ اب
یہ بدھ وار کو ملتان پہنچ رہا ہے کم از کم اس کی سرزنش ضرور فرمائیں کہ اتنے تھوڑے عرصہ
میں اپنے عقائد سے منحرف ہو جانا اور دیوبندیوں کو خوش کرنے کے لیے غلط کام کرنا
کتنی بری بات ہے۔ ایسے شخص کو اپنے عقائد رکھنے والوں کا امام بنانا بھی ان پر ظلم کرنا
ہے۔ اگر اس کی یہی دورنگی چال رہے تو خدا کے لیے اس کو اس مسجد کا امام نہ بنائیں جو
خالص الاعتقاد لوگ ہیں۔

مجھے اس بات کے لکھنے کے لیے مذکورہ علماء میں سے کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی میرے
اس خط کا کسی کو علم ہے۔ مجھے خود ہی یہ بات سخت بری معلوم ہوئی اور دل میں جو سنیت
کی حمیت ہے اس کی آگ بھڑک اٹھی تو یہ چند جملے معروض خدمت کئے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ آپ جیسے بزرگوار جن کے صدقہ میں ہم لوگوں کے اعتقاد درست ہوئے
ہیں تادیر زندہ رکھے اور آج کل نئی نئی وباؤں اور دینی فتنوں سے ہمارے ایمان محفوظ
رکھے۔

دوسری بات یہ عرض کرنا ہے کہ مجھے پوری طرح علم ہے کہ جمعیت العلمائے پاکستان
کے بنانے میں اور مولانا ابوالحسنات مرحوم کو اس جماعت پر متعین کرنے میں آپ کا
ہاتھ تھا میں نے بھی ابتداء میں چندروز کام کیا ہے یہ آپ ہی کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا
تھا جسے مارشل لاء میں ختم کر دیا گیا اب اس کی آبیاری بھی آپ جیسے لوگوں کا کام ہے
میں نے یہ سن کر کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کو اس کا صدر بنا دیا گیا ہے افسوس ہوا
اس لئے کہ وہ کام نہیں کر سکیں گے۔ اس مقصد کے آپ لائق تھے صاحبزادہ کو ناظم
اعلیٰ بنا دیتے تو شاید آپ کے زیر سایہ وہ کام کرتے رہتے ادھر مولانا عبدالحامد صاحب
ہیں تو وہ اپنی الگ جمعیت العلماء پاکستان کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ایسے حالات

میں آپ کو ایک کانفرنس کا انعقاد کرنا چاہیے اور اپنے تمام علماء کو جمع کر کے اتحاد کی
صورت پیدا کی جائے اور اس میں جمعیت کے صحیح نمائندے منتخب کیے جائیں تو یہ
آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ اس وقت تمام علماء کرام میں صرف آپ پر ہی نگاہ ٹھہرتی
ہے اور صرف آپ ہی یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر یہ کانفرنس لاہور میں ہو تو
اس کے کثیر اخراجات کے ذمہ داری بھی میں اور میرے دوسرے چند ساتھی علماء
برداشت کریں گے۔ اس کے متعلق مفتی محمد حسین صاحب اور خلیل صاحب سے خط
وکتابت فرمائیں۔ ایک ماہ بغداد شریف رہنے کے بعد میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔

والسلام

فقیر ارشد پناہوی قادری (لاہور) حال وارد کوئٹہ۔

25-08-1962

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

جس پہ مائل عندلیب ہند ہے
وہ گلِ مقصود آتا ہے ابھی

بھائی جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہو کر کاشفِ حالات ہوا "مژدہ فرحت اثر پہنچا گیا"
قبلہ چچا میاں کی آمد یقیناً ہم لوگوں کے لیے ایک عظیم نعمت سے کم نہ ہوگی۔ نہ
صرف اہل خاندان بلکہ ہر سننے والے کے بشرہ سے مسرت پھوٹی پڑتی ہے اور
بے ساختہ زبان حال سے نکلتا ہے کہ وہ روز سعید کون سا ہوگا جب علامہ کاظمی سے
نیاز حاصل ہوگا۔ اہل امروہہ بے چینی سے منتظر ہیں۔

غرض ہر ایک لب پر تذکرہ ہے ان کی آمد کا
مسرت زا، نشاط افزا، طرب افروز ساعت کا
غزالی زماں بھارت میں جب ہوں گے قدم رنجہ
سرور وکیف میں لہرائے گا پرچم سیادت کا

چچا میاں کے ہمراہ آپ کی آمد کی بھی قوی امید تھی شاید میرے خواب اب بھی پورے ہوجائیں۔ آپ آجائیں تو کچھ اور ہی سماں ہوجائے گا۔ کاش اس موقع پر آپ بھی اچانک تشریف لے آئیں اور خدائے پاک ایسا ہی کرے اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔

ضیاپاشی سے کردیجئے منور آکے ذروں کو۔

ابھی آپ کے گرامی نامہ کے ساتھ ایک خط اسلام آباد کشمیر سے قاضی غلام محمد میر واعظ کا آیا ہے وہ ''السعید'' سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

اور اس کے خریدار بننا چاہتے ہیں لیکن معلوم ہوا کہ پاکستان سے کشمیر کو براہ راست ڈاک نہیں جاتی اس لیے ان کو امروہہ سے ہی ''السعید'' بھیج دیا جایا کرے گا۔

''السعید'' بھیجتے وقت پابندی کا خیال رکھیں تو بہتر ہوگا۔ دکن والوں کا ایک خط آیا تھا جس میں رسالہ پابندی سے نہ پہنچنے کا لکھا تھا اور بارہ آنے کے ٹکٹ بھیجے تھے جو اعلیٰ حضرت کے رسالہ (جس کا نام یاد نہیں رہا) کی قیمت تھی جو آپ نے پاکستان سے بھیجا تھا۔ ہم سب کی طرف سے آپ اور سب کو سلام ودعا۔

صغیر احمد امروہوی (امروہہ، بھارت)

(ماہنامہ السعید ملتان اگست، ستمبر ۱۹۶۰ء)

مکرمی جناب منبع فیض وکرم وجود وسخا مدیر (مسئول) ماہنامہ السعید ملتان

السلام علیکم! جولائی کے پرچہ نے شرف وجود پاکر معزز وممتاز فرمایا۔ مذاہب باطلہ کے چھکے چھڑا دینے والا اور لادینی کا قلع قمع کرنے والا یعنی السعید جو تعصب سے مبرا اور عناد سے پاک اور دین اسلام کا حامی اور شریعت مطہرہ کا محافظ اور اہل سنت وجماعت کا پاسبان علمائے سبق کا ثناخوان اور مذہب حقہ کا نگہبان ہے۔ صحابہ کبار، اہل بیت اطہار، علمائے ذی وقار کے روحانی اور جسمانی سچے حالات مسلمانوں کے گوش گزار کرتا اور مخالفین کے اوہام باطلہ اور اعتراضات واہیہ کے جوابات سنجیدگی اور تحمل وبردباری سے پیش کرتا ہے اور اہل اسلام کے مذہبی ضروریات کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے۔

اس رسالہ کو دارالعلوم قطبیہ رضویہ چک نمبر ۲۳۳ (جو حضرت علامہ زماں قطب جہاں مولانا قطب الدین صاحب شیر پنجاب مرحوم ومغفور کی یادگار اور حضرت علامہ حافظ الحاج قاری محمد عبدالرشید صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں کھولا گیا ہے) کے مدرسین اور طلباء اور دوسرے حضرات نہایت ذوق وشوق سے مطالعہ کرتے ہیں اور فاضل مدیر کی علمیت وقابلیت کی داد دیتے ہیں۔ فقط

والسلام مع الاحترام

عبدالمجید خادم دارالعلوم قطبیہ رضویہ جھنگ

(ماہنامہ السعید ملتان اگست، ستمبر ۱۹۶۰ء)

شفیق ومحترم قبلہ کاظمی صاحب

السلام علیکم! آپ نے علمائے دین کے نام جو اپیل شائع کی ہے میں اپنی یونین کمیٹی کے ممبران صاحبان اور ملتان چھاؤنی کے صحیح العقیدہ مسلمانان ومحبان قوم کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کی اپنے ہم عقائد اور دوسرے علمائے کرام سے یہ اپیل نہایت مناسب اور ایسے وقت پر ہے۔ جب کہ اس کی اشد ضرورت ہے۔

دنیا کی دوسری قومیں اپنے مابین اتفاق کی وجہ سے حیرت انگیز ترقی کر چکی ہیں۔ مگر مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے عوام وخواص مدت سے ایک دوسرے کو غدار اور کافر ثابت کرنے میں الجھے ہوئے ہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر دیگر علمائے کرام نے بھی آپ کے اس بیان کی تقلید فرمائی تو ہم بہت جلد آئے دن پیدا ہونے والے جھگڑوں سے نجات حاصل کر لیں گے اور ہمارا ملک اپنی درخشاں منزل کی طرف جلد از جلد قدم بڑھا سکے گا۔

میں آپ کے خیالات اور اس بیان کے لیے پھر ایک بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک وملت کی زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دینے کے لیے آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے تا کہ آپ نے جو علم اور دین کا چشمہ جاری کر رکھا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیض یاب ہوسکیں۔ مجھ گناہ گار کو بھی اپنی دعا میں یاد فرمالیا کریں۔

والسلام

نیازمند

رحیم اللہ خان نائب صدر کنٹونمنٹ بورڈ ملتان۔

۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

(ماہ نامہ السعید ملتان فروری ۱۹۶۳ء)

غزالیٔ دوراں قبلہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم!

آج کے ماہنامہ (السعید) میں عامر صاحب کے تعاقب کا جواب پڑھ کر روح تازہ ہوگئی۔ خدا کی قسم اکابرین دیوبند کی روحیں قبروں میں تڑپ اٹھی ہوں گی۔ خدا آپ کو ابدالآباد تک زندہ سلامت رکھے۔ کیوں کہ آپ کی ذات گرامی مسلک حقہ کے لیے ''آخری چٹان'' کی حیثیت رکھتی ہے۔

سلطان صاحب کے دربار پر بندہ نے ایک گزارش کی تھی کہ میلاد النبی کے موضوع پر ایک تقریر سننے کے لیے دل بے قرار ہے۔ ربیع الاول قریب ہے جہاں کہیں پروگرام ہو اور میلاد النبی پر تقریر ہو تحریر فرمائیں تا کہ بندہ حاضر ہو کر مستفیض ہو سکے۔ جملہ احباب کی خدمت میں السلام علیکم، عزیزان کو پیار۔

فرید الدین انچارج ڈسپنسری منڈی شاہ جیونہ ضلع جھنگ۔

(ماہ نامہ السعید ملتان اگست، ستمبر ۱۹۶۰ء)

انتسابات

انتسابات

انتسابی کتب ادارہ

۱۔ فلسفۂ قربانی ۲۔ آئینۂ مودودیت

۳۔ تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر

۴۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان

۵۔ مزیلۃ النزاع الموسومہ اثبات السماع

۶۔ نفی الظل والفیء عمن استنار بنورہ کل شیء

انتسابات بنام

۱۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وسیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام

۲۔ حضرات علی المرتضیٰ وسیدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہما

۳۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ امام احمد رضا خان بریلوی، ہندی، قندھاری، افغانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات۔ ۱۹۲۱ء)

۵۔ سید علی احمد نفیر عالم چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۶ (ھ ۱۳۵۸ھ۔ مئی ۱۹۳۹ء)

۶۔ سید محمد خلیل کاظمی امروہوی خاکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۷۰ء)

نوٹ: انتسابات اس لیے شامل کیے گئے کہ مقالات کاظمی کی اشاعتوں میں شامل نہ تھے۔ اور اس لیے بھی کہ تاریخ محفوظ ہوجائے۔ (صفدر)

فلسفۂ قربانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علی نبینا وعلیھما الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ رفعت پناہ سے منسوب ومعنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ جن کی بے مثال قربانیوں کے چمکتے ہوئے زندہ نشانات کو مٹانے کے لیے ملحدین زمانہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

لیکن میرا ایمان ہے کہ سنتِ ابراہیمی اور سیرتِ اسماعیلی کے ان روشن چراغوں کو بجھانے کی ناکام کوشش کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اے خالق کائنات تو میری اس ناچیز تالیف کو قبول فرما کر میرے دل ودماغ کو اپنے سچے نبیوں پاک باز مقدس اور جانثار بندوں ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی سچی قربانی کے جذبات سے لبریز اور معمور کردے۔

ناچیز احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۳۰ ذی الحجۃ الحرام ۷۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۵۵ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

اس پر آشوب دور میں جو دن رات نئے فتنے پیدا ہورہے ہیں، ان میں انکارِ حدیث کا فتنہ نہایت ہی خوف ناک ہے، جس کا پس منظر دیکھنے کے بعد مردِ مؤمن کی روح لرز جاتی ہے۔ اگرچہ اس فتنہ کی بنیادیں بہت پرانی ہیں لیکن وہ زمانہ اس کی نشوونما کا بالکل ابتدائی دور تھا۔ اس لیے اس کی تمام خصوصیات اور پورے خدوخال کا نقشہ امت مسلمہ کے سامنے نہ آسکا۔ اب یہ پودا پروان چڑھ چکا ہے اور اس کے برگ وبار سب قوت سے فعل میں آچکے ہیں۔ اس لیے اس کو چھپانے کی لاکھ کوششیں کی جائیں مگر اہلِ بصیرت پر کسی حیثیت سے بھی اس کا پوشیدہ رہنا ممکن نہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال مبارکہ ہی قرآن پاک کی صحیح تفسیر ہیں اور تمام علوم ومطالب قرآنیہ کا مخزن ومعدن صرف بیان نبوت وتعلیم رسالت ہے لہٰذا اس کا انکار لازمی طور پر تمام مطالب ومعانی قرآن کا انکار ہوگا۔ ایسی صورت میں عقائد واعمال اور دین متین کے تمام اصول وفروع جو قرآنِ کریم نے پیش کئے ہیں سب بے معنی قرار پائیں گے مردِ مومن کے لیے اس تصور سے زیادہ خوف ناک کوئی تصور نہیں ہوسکتا۔

پاکستان ٹائمز مجریہ ۱۷ جولائی ۵۵ء کے مقالہ نویس اور اس کے ہم مشرب منکرین حدیث نے جن اصولِ فاسدہ پر دینِ متین کے عظیم ترین شعار یعنی قربانی کے انکار کی بنیاد رکھی ہے۔ درحقیقت وہ اصول فاسدہ تمام تعلیمات

قرآنیہ اور مسائلِ دینیہ کے ردو ابطال کی بنیادیں ہیں۔ اس لیے ان کا استیصال وقت کا اہم ترین فرض ہے۔ امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اس فریضہ کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

''قربانی کا فلسفہ اور منکرین قربانی کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات''

ازقلم: حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ

باردوم۔ سال طباعت ندارد

شائع کردہ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

انتساب (آئینہ مودودیت)

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم اور رئیس الانصار سیدنا سعد بن عُبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے نامہائے نامی اسمائے گرامی سے منتسب ومعنون کرنے کا شرف حاصل کرتے ہوئے اُنہی کی بارگاہِ رفعت پناہ میں اپنے اخلاص وعقیدت کے یہ پھول چڑھاتا ہوں۔

سید احمد سعید کاظمی امروہوی غفرلہٗ

آئینہ مودودیت از مولانا سید احمد سعید کاظمی

باراول ۱۹۷۸ء۔ رضا پبلی کیشنز لاہور

انتساب (تسکین الخواطر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاھداء

اس ناچیز تالیف کو سیدنا الغوث الاعظم حضور سید محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی روحانی امداد واعانت سے مجھ جیسے ہیچ مدان کو اس کی ترتیب وتدوین کی توفیق حاصل ہوئی۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

سگِ درگاہِ جیلانی

فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر

ناشر۔ غلام رسول سعیدی

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ حامدیہ لاہور۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالوفا غلام رسول سعیدی نجمی ہی ''مقالات کاظمی'' کے اولین مرتب ہیں۔ جسے شرکت حنفیہ لاہور نے ۱۳۹۷ھ میں شائع کیا۔ بذات خود آپ نے بھی بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

مقالات سعیدی۔ ذکر بالجہر۔ مقام ولایت ونبوت۔ توضیح البیان۔ لفظ خدا کی تحقیق معاشرے کے ناسور۔ تذکرۃ المحدثین۔ شرح صحیح مسلم ۷ جلدیں۔ تفسیر تبیان القرآن ۱۲ جلدیں۔ نعم الباری شرح بخاری۔ مکمل ۱۶ جلدیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام! عرصہ دراز سے یہ مضمون لکھ رکھا تھا۔ لیکن شدید مصروفیت کے باعث نظر ثانی کا موقع نہیں ملا۔ بالآخر احباب کے تقاضے سے مجبور ہو کر وہی پرانا مسودہ نظر ثانی کے بغیر کاتب کے حوالہ کر دیا گیا اور کتابت کے بعد بھی مجھے بذاتِ خود اس کو دیکھنے کی نوبت نہ آئی۔

ممکن ہے بعض مقامات پر مضمون کی ترتیب میں خلل ہو یا کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہوں۔ ان شاء اللہ العزیز طبع ثانی میں یہ اسقام دور کر دیئے جائیں گے۔

الحمد للہ میں نے اپنی بساط کے موافق مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو انصاف و دیانت کی روشنی میں واضح کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ حوالہ جات پر کسی کی تحریر پر اعتماد نہیں کیا بلکہ پوری جستجو اور تلاش کے بعد عبارات و حوالہ جاتِ مندرجہ اصلِ کتب سے خود نقل کیے ہیں۔

ناظرین کی سہولت کے لیے اکثر مقامات پر طویل عربی عبارات اصل مضمون سے علیحدہ لکھ دی ہیں اور ان کا خلاصہ ترجمہ اصل مضمون میں لے لیا ہے۔ بعض مقامات پر نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے بعض عبارات کے تراجم رہ گئے اور کہیں ترتیب مذکور کے خلاف کتابت ہوگئی۔

ارادہ تھا کہ عربی عبارات پر حرکات وسکنات کو مکمل طور پر ضبط کر دیا جائے لیکن اردو رسم الخط اور کتابت کے خفی ہونے کے باعث ایسا نہ ہوسکا۔

ان شاء اللہ العزیز آئندہ اشاعت میں ان تمام کوتاہیوں کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

مضمون بہت طویل ہوگیا اس لیے قسط وار شائع ہو رہا ہے یہ پہلی قسط ہے ان شاء اللہ العزیز باقی اقساط بہت جلد طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوں گی۔

آخر میں ناظرین کرام سے التماس ہے کہ وہ فقیر مؤلف کو دعاءِ خیر سے فراموش نہ فرمائیں اور ساتھ محترم میجر صاحب داد خان صاحب مرحوم کے لیے بھی دعاءِ مغفرت فرمائیں جن کے صاحب زادے محمد ابراہیم خان صاحب رئیس خان پور (ڈویژن بہاول پور) نے اس سلسلہ میں فقیر کے ساتھ تعاون فرمایا۔ میں صدقِ دل سے ان تمام احباب اہل سنت کے حق میں دعا گو ہوں جو اس تالیف واشاعت میں فقیر کے معاون ہیں۔ جزاهم اللہ احسن الجزاء (آمین)

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

(۲۔شعبان ۱۳۷۷ھ)

(الهدية الرضية للحضرة الغوثية

الملقبة

بتسكين الخواطر فی مسئلة الحاضر والناظر)

حصہ اول۔ از قلم: سید احمد سعید کاظمی امروہوی۔

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر۔ سالِ طباعت ندارد۔

مکتبہ سعیدیہ کالے منڈی ملتان شہر

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تعارف

دنیائے اہل سنت میں حضرت نبراس الفقہاء رئیس العلماء علامہ غزالیٔ دوراں، الحاج مولانا شاہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاول پور سے کون شخص ہے جو ناواقف وناآشنا ہوگا۔

حضرت علامہ کاظمی کی علمی کاوشیں اہل علم وتحقیق کے لیے مشعلِ ہدایت ومنار علم

وتحقیق ہیں۔ زیرِ اشاعت کتاب تسکین الخواطر فی مسئلة الحاضر والناظر حضرت علامہ مدظلہ کی وہ معرکۃ الآراء تالیف ہے جس کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ''مشک آں باشد کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' تو صحیح ہوگا۔ کتاب کیا ہے تحقیق کے دریا ہیں جو حضرت غزالی دوراں نے دامنِ صفحات پر بہائے ہیں یوں تو حضرت کی علمی شخصیت یہ اس کے کمال پر شاہد عدل ہے پھر ملک کے بیشتر اداروں نے اس کی کثیر اشاعت کر کے اس کی تابانی کو بہت ہی زیادہ اجاگر کیا ہے۔

اب عزیزانِ گرامی قدر الحاج محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی وانیس احمد قادری رضوی مصطفوی مالکانِ مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر نے جس آب وتاب سے اس کتاب کو شائع کیا ہے وہ صد تحسین کے لائق ہے۔ مولائے کریم عزوجل عزیزانِ گرامی کے والد بزرگ الحاج محمد یعقوب صاحب قادری رضوی کو صحت وتوانائی عطا فرمائے اور ان کی عمر میں برکت ودرازی دے کہ رب کریم نے انہیں ایسے صالح فرزند دیے ہیں جن کے دل میں دین وسنت کی خدمت واشاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔ مولا تعالیٰ بیش از بیش توفیقِ اشاعت وخیر عطا فرمائے اور اس کارِ خیر کو ان کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی عفی عنہ

''تسکین الخواطر فی مسئلة الحاضر والناظر''

از علامہ کاظمی حال بہاول پور یونی ورسٹی۔

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر۔

انتساب

(ظل النبی ﷺ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علم وعرفان کے بحر ذخار، حقائق ومعارف کے سمندر ناپیدا کنار، آفتاب شریعت، ماہ طریقت، امام المفسرین، سلطان المحدثین، قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین، ظل اللہ علی الارضین، حجۃ اللہ فی العالمین سیدی وسندی، استاذی ومرشدی وسیلۃ یومی وغدی استاذ الاساتذہ فخر الجہابذہ شیخ المشائخ حضرت قبلہ عالم مولانا القاری الحافظ القادری الحسنی الصابری الحاج الشاہ السید محمد خلیل صاحب الکاظمی المحدث الامروہی لازالت شموس افضالہ بازغۃ وبدور الطافہ طالعۃ۔ متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ وافاض علینا من برکاتہ کے نام نامی واسم گرامی کے ساتھ اس رسالہ کو منسوب ومعنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی تعلیم وتربیت سے مجھ جیسے ناکارہ کو اس کی تالیف نصیب ہوئی۔

آفتاب عالمتاب کی بارگاہ عظمت پناہ میں ایک ذرّہ بے مقدار اُس کے جلووں کو لئے ہوئے اس کے حضور حاضر ہے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

سگِ درگاہ خلیل

ناکارہ احمد سعید

سالِ طباعت ندارد

''نفی الظل والفیء عمن استنار بنورہ کل شیء'' صفحہ نمبر ۲

از علامہ کاظمی

ناشر: غلام مصطفی رضوی سعیدی۔ اسلامی کتب خانہ کچہری روڈ ملتان

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

زبدۃ الفقہاء علامہ مفتی غلام مصطفی رضوی سعیدی جامعہ انوار العلوم کے مدرس اور صدر دار الافتاء ہیں۔ آپ کی تقریریں ریڈیو سٹیشن ملتان سے اکثر نشر ہوتی رہتی ہیں۔ آپ نے انوار المسائل، انوار العقائد، دیوبندی دھرم دیوبندیوں کی کذب بیانی کا مدلل رد، سبع المعلقات اور مقامات حریری کی شرحیں لکھی ہیں جو مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان نے شائع کی ہیں۔

آپ حضرت غزالی زماں کی کتابوں کے اولین ناشرین میں سے ہیں۔ آپ محکمہ اوقاف کے زونل خطیب اور زکوۃ و عشر کمیٹی ضلع ملتان کے چیئرمین رہے آج کل اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان اسلام آباد کے رکن ہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

انتساب

(مزیلۃ النزاع الموسومۃ اثبات السماع)

ناظرین کرام!

میری یہ تحقیق انیق چوں کہ سیدی، مولائی و شیخی و مرشدی ادام اللہ برکاتہم العالیہ کی غلامی کا صدقہ اور حضور اقدس ہی کے بحرِ کرم کا قطرہ ہے۔ اس لیے میں اپنی ناچیز تالیف کو اپنے آقا و مولیٰ، ملجاء و ماویٰ، سراج العارفین مصباح المقربین، قدوۃ السالکین، زبدۃ الصالحین، شیخ الشیوخ، سید السادات سیدی وسندی، مرشدی و مولائی، حضرت مولانا الحافظ الحاج خواجہ سید علی احمد صاحب نفیر عالم چشتی صابری قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی و اسم گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ تاکہ اس انتساب مقدس کی برکت سے مختصر نافع خلائق ہو۔ آمین۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ ناکارہ خلائق

فقیر حقیر سید احمد سعید الکاظمی الامروہوی

عفی اللہ عنہ ذنب الجلی والخفی

مقیم ملتان محلہ قدیر آباد۔ یکم رجب المرجب ۱۳۵۷ھ

مزیلۃ النزاع الموسومۃ اثبات السماع صفحہ نمبر ۴

سالِ تصنیف رجب ۱۳۵۷ھ سالِ طباعت: ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

ناشر: مرکزی انجمن غلامان نظام، ملتان۔ باردوم

ابتدائیہ

(مزیلۃ النزاع الموسومۃ اثبات السماع)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

برادرانِ اسلام و بندگانِ حضرتِ خیر الانام علیہ السلام کی خدمت میں عرض ہے کہ مسئلہ غنا میں اگرچہ متقدمین سے اختلاف چلا آتا ہے لیکن ان کا اختلاف بوجہ مبنی بر حقانیت ہونے کے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ کا مصداق تھا ہمارا اختلاف خواہشات ونفسیات پر مبنی ہونے کی وجہ سے موجب حرمان وخذلان وباعثِ حجاب محبوبِ حقیقی ہے۔ رب کریم ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایسے اختلافات سے محفوظ و مامون رہیں۔ (آمین)

میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میری یہ تحریر اس اختلاف کو یکسر مٹا دے گی لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر بنظرِ انصاف میرے اس مضمون کو دیکھا جائے تو ان شاء اللہ العلی العظیم ثم شاء رسولہ الرؤف الرحیم (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) جملہ شکوک وشبہات بجائے خود رفع ہو جائیں گے۔ مجالِ انکار باقی نہ رہے گا۔

اس مختصر کو چار مباحث پر منقسم کرتا ہوں پہلی بحث کتاب اللہ میں دوم سنت رسول اللہ میں (صلی اللہ علیہ وسلم) تیسری بحث قیاس آئمہ ومجتہدین اقوال فقہاء احناف میں چوتھی بحث اقوال مشائخ کبار میں اس کے بعد "خلاصۃ الکلام" کے عنوان سے ایک تتمہ ملحق کیا جائے گا جس میں بحثوں کا لُب لباب اور نتیجہ مذکور ہوگا۔ فالآن اشرع وبہ التوفیق وھو لنا خیر رفیق۔

تعزیات

بروفات حضرت ضیاء الدین قادری، مہاجر مدنی، سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

سیدی الکریم حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت قبلہ عالم آپ کے والد معظم سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ قلبِ حزیں پر ہوا قابل بیان نہیں۔ حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لیے آیہ رحمت وموجب برکت تھا تمام سنی سوگ وار ہیں۔ خصوصاً علماء اہل سنت کے قلوب حضرت کے وصال کی خبر سے انتہائی مغموم ہیں مدینہ منورہ میں حضرت ممدوح قدس سرہ العزیز کا مقصد ہی یہ تھا کہ حرم نبوی میں وفات پاکر شہادت کا درجہ حاصل ہو۔

رب العزت بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ممدوح معظم قدس سرہ العزیز کو دیارِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار وبرکات سے مستنیر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور جناب والا کو ونیز جملہ اہل بیت و متعلقین کرام سب مریدین ومسترشدین، محبین وجمیع اہل سنت کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین۔

مدرسہ انوار العلوم میں سب مدارسِ اہل سنت کے ارکان فوری طور پر جمع ہوئے اور اہل سنت غمگین ہوکر اس اجتماع میں شامل ہوئے۔ حضرت قدس سرہ العزیز کی یاد میں ہم سب بے انتہا مغموم رہے ایصال ثواب کے بعد رنج والم لئے ہوئے ہر ایک رخصت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جناب کو

حضرت کا صحیح جانشین بنائے اور آستانہ عالیہ کی رونقیں ہمیشہ باقی رہیں حضرت کے فیوض وبرکات جاری رہیں۔ آمین۔

والسلام مع الاکرام

مسکین وغمگین احمد سعید کاظمی عفی عنہ

۵۔ ذوالحج ۱۴۰۱ھ

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کا بیان

حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ قطب مدینہ کی وفات حسرت آیات پر جو فقیر کے قلب حزیں کو صدمہ عظیمہ پہنچا وہ تو بیان نہیں ہوسکتا حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لیے آیہ رحمت وموجب خیر وبرکت تھا۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ عجم میں ہم کو یتیم فرما گئے اور حضرت مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ عرب میں یتیم فرما گئے۔ اب ہمارا ظاہری طور پر کوئی سہارا نہیں، سوائے اس کے کہ ان حضرات مقدسہ کی روحانیتیں ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارا دین ودنیا سنور جائیں۔ (مدینہ طیبہ میں ایک دن)

حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی قبلہ مدظلہ العالی میری آنکھوں کا نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آستانہ مبارکہ کی رونقیں قائم رکھے۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

بروفات حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

سیدی وسندی ومولائی حضرت قبلہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب دام برکاتہم العالیہ مسند آرائے حضرت قبلہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ عالی!

حضور قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات پر ہم خدام کو جو قلبی صدمہ پہنچا، محتاج بیان نہیں، حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جدائی ملت اسلامیہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان عظیم ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب عالیہ جنات الفردوس میں بلند فرمائے اور آں حضرت دامت برکاتہم العالیہ کو اور جملہ متعلقین کرام ومریدین ومسترشدین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین۔ اور قبلہ حضور قدس سرہٗ العزیز کی روحانی رحمتوں اور برکتوں سے ہم سب کو ہمیشہ مستفید فرماتا رہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

مدرسہ انوار العلوم حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلہ میں بند رہا۔ مدرسہ میں ختم قرآن مجید اور فاتحہ کی گئی، اور جلسہء تعزیت ہوا تمام ادارہ انتہائی رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور بارگاہِ ایزدی میں بصدق دل داعی ہے کہ مولیٰ کریم بہ تصدق حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آں حضرت ادام اللہ اقبالھم کا سایہ عاطفت ہم خدام کے سروں پر دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام مع الاکرام

فقیر سید احمد سعید کاظمی مہتمم مدرسہ ہذا

سیرت امیر ملت صفحہ نمبر ۵۱۸

مرتبین: سید اختر حسین، محمد طاہر فاروقی

بار سوم: جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ

از دربار علی پور سیداں ضلع نارووال

تعزیت بروفات: خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

موتُ العالِمِ موتُ العَالَم

حضرت قبلہ صاحب زادہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضور قبلہ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سے جو صدمہ پہنچا قابلِ بیان نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو جنات الفردوس میں نعیم مقیم سے سرفراز فرمائے اور آں جناب کو ودیگر جملہ متعلقین کرام کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عنایت کرے۔ آمین۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی علم شریعت وعلم طریقت کا عظیم سرچشمہ تھی۔ امت مسلمہ کے لیے حضرت اقدس کا وجود مسعود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عظیم ترین ۔۔۔۔ تھا اور اس خلا کا پُر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ ہم سب حضرت کے وصال میں سوگ وار ہیں۔ حضرت کی شفقتیں جب یاد آتی ہیں تو بے ساختہ آنسو نکل پڑتے ہیں۔

اے کاش وقت پر علم ہوجاتا تو نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر دے اور حضرت کو ۔۔۔۔۔۔ عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام مع الاحترام

از ملتان: مدرسہ انوار العلوم، ۱۹ رمضان شریف ۱۴۰۱ھ

علم وعرفان کے آفتاب وماہتاب سیدی شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی وفات دنیائے اسلام کے لیے انتہائی الم ناک سانحہ ہے۔ اس خلا کا پر ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔ حضرت شیخ الاسلام علوم شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ معقول ومنقول اصول وفروع پر حاوی خیر آبادی علوم کے عظیم حامل اور امین تھے۔

صالحیت واتقاء زہد وعبادت میں آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ آپ نہایت خلیق اور متواضع تھے، حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو دینی ودنیوی بصیرت حاصل تھی۔ عربی میں کمال درجہ کا شغف رکھتے تھے۔ بلا تکلف عربی زبان میں مضمون لکھنے کی مہارت تامہ آپ کو حاصل تھی۔ سیاسی بصیرت میں بھی آپ کو اعلیٰ مقام نصیب ہوا۔

قیام پاکستان کے لیے حضرت شیخ الاسلام کے کارناموں سے قوم بے خبر نہیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں شرکت فرما کر اجتماع کے مقاصد کو بڑی تقویت پہنچائی اور قیام پاکستان کے لیے مسلسل جدوجہد فرماتے رہے۔ حصول آزادی کے بعد بھی آپ نے اپنا کام جاری رکھا۔ جمعیت علماء پاکستان کی صدارت کے دور میں جماعتی طور پر اہل سنت کی نہایت کامیاب قیادت فرمائی۔ ملک وملت کی اصلاح احوال کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آخیر وقت تک اسلامی نظریات کونسل کے معزز رکن کی حیثیت سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ وفنون عربیہ کی تعلیم وتدریس کے لیے مضبوط تعلیمی ادارے قائم فرمائے۔ خود سیال شریف کا عظیم دار العلوم نیز قمر الاسلام کراچی اور نامعلوم کتنے اور مدارس حضرت کی علمی یادگاریں ہیں۔

اکتوبر ۱۹۷۸ء میں کل پاکستان سنی کانفرنس منعقدہ ملتان کے موقع پر شیخ الاسلام کی تشریف ارزانی اور آپ کے ارشادات گرامی سے کانفرنس کو جو عظمت وقوت حاصل ہوئی محتاج بیان نہیں۔ اس وقت حضرت اقدس کی ملاقاتیں جس کمال شفقت ومحبت سے ہوئیں ان کی یادیں ہمیشہ تازہ رہیں گی۔ سیال شریف، لاہور، ساہیوال، ملتان وغیرہ اکثر وبیشتر مقامات پر حضرت ممدوح سے ملاقات نصیب ہوئی۔

بعض اوقات اثنائے سفر سر راہ بھی ملاقات ہوگئی، مدرسہ انوار العلوم کے جلسوں میں حضرت اکثر ملتان تشریف لائے اور ملاقاتیں نصیب ہوئیں، جب بھی ایسا موقع آیا دینی وعلمی مسائل پر گفتگو رہی۔ بعض اوقات حضور شیخ الاسلام نہایت والہانہ انداز میں حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرماتے اور ان کے علمی کمالات کے ساتھ ان کے مجاہدانہ کارناموں اور جنگ آزادی میں ان کے مصائب وآلام برداشت کرنے کا ذکر بھی فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی کے استفسار پر اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی کی بہت تعریف فرمائی۔ اور ان کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا اظہار بہترین الفاظ میں فرمایا۔ آپ کی گفتگو میں بڑی حلاوت ہوتی تھی بڑے غور سے دوسرے کی بات سن کر کمال متانت اور سنجیدگی سے جواب مرحمت فرماتے تھے۔ بعض اوقات گفتگو میں مزاح کا رنگ بھی پیدا ہوجاتا تھا۔ انتہائی محبت وشفقت آپ کے کلام سے مترشح ہوتی تھی۔ لیکن بعض اوقات کسی نامناسب بات پر جلال کا اظہار بھی فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے سالانہ اجلاس کے موقع پر حضرت ممدوح

تشریف فرما تھے۔ اس وقت غالباً فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب بصیر پوری اور حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف بھی موجود تھے۔ امام ابن شہاب زہری پر بات شروع ہوگئی، خبر واحد، خبر مشہور اور خبر متواتر پر طویل گفتگو رہی، اس روز حضرت شیخ الاسلام نے اپنی عظمت و شفقت کے جو نقوش فقیر کے دل و دماغ پر ثبت فرمائے وہ کبھی نہ مٹ سکیں گے۔ حضرت شیخ الاسلام کی یادیں اور ملاقاتیں کبھی فراموش نہیں ہوسکتیں۔ وہ حلم وقار کا مجسمہ تھے۔ ان کے دامن کرم سے ہزاروں نہیں لاکھوں عقیدت مند وابستہ ہیں۔ وہ ہم سے جدا ہوکر عالم آخرت کو رحلت فرما گئے اور ہم جیسے ناکارہ لوگ رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ أَكْنَافِهِمْ
بَقِيَ الَّذِيْنَ حَيَاتُهُمْ لَا تَنْفَعُ

وہ تو چلے گئے جن کے کاندھوں کے سہارے زندگی بسر کی جاتی ہے۔ وہ باقی ہیں جن کی زندگی نفع نہیں دیتی۔

ماخوز از انوار قمریہ اول ۴۵۔ ۴۴۔ ایڈیشن دوم جولائی ۱۹۹۵ء۔

مؤلف: قاری غلام احمد سیالوی۔ مفتی دارالافتاء سیال شریف۔

ناشر: ادارہ تعلیمات اسلاف لاہور۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

غزالی زماں مولانا الحاج علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ۱۵۔ اگست ۱۹۷۳ء کے ایک اہم وخصوصی مکتوب میں جماعت اہل سنت کی مجلس عامہ کے نام پیغام میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ قبلہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مقدسہ علم وعمل تقویٰ وطہارت پاکیزگی اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب ان کا تصور آتا ہے تو ادب واحترام سے گردنیں جھک جاتی ہیں۔ باوجودے کہ بعض مہربانوں نے فقیر کو سیدی حضرت علامہ ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے دور رکھنے کی ناکام کوششیں کیں مگر الحمدللہ فقیر ان سے دور نہیں ہوا ان کی عظمت ومحبت آج بھی فقیر کے دل کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ اور فقیر ان چمکتے ہوئے نقوش کو لوح قلب پر لے کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوجائے گا۔

(سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۷۳ء)

حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ۱۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کے ایک قلمی بیان میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور تحریر فرمایا: "آپ کو محدث اعظم پاکستان اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم حدیث کی اشاعت (تدریس) میں بڑا کام کیا ہے۔ جس طرح حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے فقہ وحدیث کی کتابیں لکھیں ہیں مگر خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں نہیں لکھیں اسی طرح حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے شاگردوں نے بھی (علم حدیث پر کتابیں لکھ کر) قابل قدر کام کیا علم حدیث میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔

(قلمی یادداشت مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال اور وصال باکمال پر علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات واحساسات ملاحظہ ہوں۔ ''آسمان قادریت کے آفتاب ومہتاب شمع شبستان رضویت کے چراغ دنیائے سنیت کی نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال عالم اسلام کے لیے ایک عظیم المیہ ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر جو شدید زخم اہل سنت کے قلب وجگر پر لگا ہے اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب کے وصال کی روح فرسا اور جان کاہ خبر بذریعہ فون مدرسہ انوار العلوم پہنچی۔ یہ دل اندوہ خبر بجلی کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ کی وفات اہل سنت کے لیے بہت بڑا قومی حادثہ اور مذہبی سانحہ ہے۔ آہ! کل تک ہم جنہیں دامت برکاتہم العالیہ لکھتے تھے آج انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے ہمارا قلم تھرا رہا ہے۔ ہمارا دل عقل کا ساتھ دیتے ہوئے لرز رہا ہے۔ مرحوم نے جس قدر مذہب اہل سنت کی خدمت کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ حضرت ممدوح گنتی کے ان چند اکابرین میں سے تھے جن کا وجود کشتی سنیت کے لیے ناخدا سمجھا جاتا ہے۔ جن کے دم قدم سے گلشن سنیت آباد وسرسبز وشاداب ہے حضرت ممدوح کا جنازہ جس شان وشوکت سے ہوا اور جس قدر مجمع کثیر تھا شائد اس کی مثال تاریخ پیش کرسکے۔

(ماہنامہ السعید ملتان رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۴)

''محدث اعظم پاکستان اکابرین اور معاصرین کی نظر میں'' صفحہ نمبر ۲۲۔۲۰

از علامہ حسن علی رضوی میلسی۔ ناشر: انجمن انوار القادریہ کراچی

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۸۔۱۹۹۸ء

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

کشتئ سنیت کے ناخدا

حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور کی وفات حسرتِ آیات، اہل سنت کے لیے بہت بڑا قومی حادثہ اور مذہبی سانحہ ہے۔

آہ! کل تک ہم جنہیں ''دامت برکاتہم العالیہ'' لکھتے تھے آج انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم تھرا رہا ہے۔ ہمارا دل عقل کا ساتھ دیتے ہوئے لرز رہا ہے۔

مرحوم نے جس قدر مذہب اہل سنت کی خدمت کی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ آپ نے لائل پور (فیصل آباد) جیسی سنگلاخ زمین میں جہاں کمالاتِ مصطفوی کا بیان کرنا صرف جرم ہی نہیں بلکہ ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا تھا۔ وہاں کے در و دیوار کو ذکر مصطفی سے روشناس کروایا۔ لائل پور کے کوچے کوچے میں مذہب کی تبلیغ کے لیے تکلیفیں اٹھائیں۔ مصیبتیں جھیلیں لیکن اس مردِ آہن کے پائے ثبات کو کوئی باطل قوت متزلزل نہ کرسکی۔

حضرت ممدوح گنتی کے ان اکابرین میں سے تھے جن کا وجود کشتئ سنیت کے لیے ناخدا سمجھا جاتا ہے جن کے دم قدم سے گلشن سنیت سرسبز وشاداب ہے۔ آپ نے نہایت دشوار گزار وادیوں سے گزر کر لائل پور میں جامعہ رضویہ کی بنیاد رکھی۔ یہ دار العلوم اہل سنت کے مرکزی مدارس میں سے ایک ہے۔ آج ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین اور تلامذہ ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور دینِ متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت ممدوح کا جنازہ جس شان وشوکت سے ہوا اور جس قدر مجمع کثیر تھا شاید ہی تاریخ اس کی مثال پیش کر سکے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق جنازہ میں شرکت کرنے والے افراد اڑھائی تین لاکھ سے کم نہ ہوں گے۔ دنیائے اسلام کی اس عظیم ترین محبوب شخصیت کو سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کے ملحقہ حجرہ میں دفن کیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کا صدقہ حضرت ممدوح کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اراکین مدرسہ انوار العلوم ملتان اور ادارہ ''السعید'' کے کارکن، پس ماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (فروری ۱۹۶۳ء)

(حیات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۹۰، ۳۹۱۔ از حافظ محمد عطاء الرحمن قادری رضوی۔ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ طبع ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء)

❀❀❀❀

غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی

سابق امیر جماعت اہل سنت پاکستان۔ نے فرمایا:

''حضرت شیخ الحدیث کا نظروں سے اوجھل ہوجانا ایک آفتاب علم وادب کا غروب ہوجانا ہے۔ آفتاب بھی ایسا ہے جس نے اپنی کرنوں سے بدعقیدوں کے ظلمت کدوں میں تنویر ایمانی پھیلائی اور مسلمانوں کو عقائد صحیحہ کی طرف راغب کر کے انہیں نجات کا راستہ دکھایا۔ حضرت جیسی شخصیت اب مدتوں پیدا نہیں ہوگی۔ علم قرآن اور فقہ وحدیث ایسے مجتہد کے لیے ایک طویل عرصہ تک اپنی آغوش وا رکھے گا۔ بے شک آپ کی موت ایک پورے دور کی موت ہے۔''

۱: محدث اعظم پاکستان جلد ۲۔ صفحہ ۴۰۵۔

مؤلفہ: علامہ جلال الدین قادری کھاریاں۔

مکتبہ: قادریہ لاہور۔ ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء۔

بہ حوالہ: عاشق رسول۔ ۷۶۔ ۷۵۔

مؤلفہ: عتیق الرحمن سیفی۔

طبع از: سعادت پریس فیصل آباد۔ فروری ۱۹۶۳ء۔

۲: تذکرہ محدث اعظم نمبر ۸۵۔ از نور الزماں نوری۔

ماخوذ و مقتبس از ''روشن ستارے'' ایڈیشن اول ۲۰۰۸ء۔

زیر اہتمام: الاخوۃ دار العلوم نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری

فقیہ اعظم کی نماز جنازہ پڑھانے والی عظیم شخصیت غزالیٔ کے شہرۂ آفاق لقب سے ممتاز، دنیا کو ایک نیا درس دے رہی تھی۔ چشم فلک نے شاید اس سے قبل یہ منظر نہ دیکھا ہوگا۔

نماز جنازہ کی تکمیل کے ساتھ ہی غزالیٔ زماں اسی مقام پر سجدہ ریز ہوگئے ایک رکعت پوری کی دوسری رکعت کی تکمیل پر سلام پھیرا۔

معتقدین میں سے کسی نے جرأت کرتے ہوئے عرض کیا:

''حضرت! یہ نفل کیسے؟''

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لرزتے ہوئے ہونٹوں اور اشک بار پلکوں کی کیفیت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس عظیم نعمت کے حصول پر کہ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادتِ عظمیٰ فقیر کو نصیب ہوئی۔

میں کہاں اور فقیہِ اعظم کی ذات ستودہ صفات کہاں۔

(''غزالیٔ زماں کے دو نفل'' از مولانا محمد منشاء تابش قصوری۔

شامل در ماہ نامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور صفحہ ۱۰۔ ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ۔ جولائی ۱۹۸۶ء)

ناشر: انجمن حزب الرحمن شعبہ تبلیغ دار العلوم حنفیہ فریدیہ۔ بصیر پور، اوکاڑہ)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

علامہ سید احمد سعید کاظمی نے فرمایا: آج فقیہ اعظم کے اٹھ جانے سے پورا ملک یتیم ہوگیا ہے۔ علم وتقویٰ دفن ہو رہے ہیں۔

میرے جیسے ہزاروں لوگ ان سے فیض پاتے تھے اور ان کے اٹھ جانے کے بعد فقہ وحدیث کی مسند اجڑ گئی ہے۔

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے یہ بھی فرمایا کہ:

''میں بیمار ہوں، چلنے پھرنے سے معذور ہوں لیکن آپ کے جنازے میں شمولیت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ ملتان سے بصیر پور خاصا لمبا سفر ہے جس کا میں متحمل نہیں میں نے آپ کے جنازے کو پاکر شکرانہ کے دو نفل ادا کئے۔

(حیاتِ فقیہ اعظم نمبر ۱۲۷، ۱۲۶۔ مرتبہ: شبیر احمد شاہ ہاشمی پتوکی۔

اشاعتِ اول: مئی ۱۹۸۳ء۔

ناشر انجمن حزب الرحمن بصیر پور۔ ضلع اوکاڑہ۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

علامہ سید احمد سعید کاظمی۔ صدر جماعت اہل سنت پاکستان نے فرمایا:

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پوری دنیائے سنیت کے لیے شدید ترین رنج والم کا باعث ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل، اخلاقِ حسنہ، ورع وتقویٰ ودیگر فضائل ومکارم میں بے مثال تھے۔ حضرت کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اُس کا پُر ہونا بظاہر ممکن نہیں۔ افسوس! ہم سب بے سہارا ہوکر رہ گئے۔ (حیاتِ فقیہ اعظم نمبر ۱۴۱)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

بروفات ابوالحقائق شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۱۱ء---------۱۹۷۰ء)

آہ صد آہ! حضرت ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ محترم کی وفات کا جو صدمہ ہوا قابل بیان نہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ غم کا ایک پہاڑ ہے جو دل پر ٹوٹ پڑا۔ مولانا (حضرت مفتی عبدالشکور ہزاروی) آپ کے لیے تو سب سے زیادہ یہ سانحہ رنج والم ہے اور صدمہ کا موجب ہے لیکن بجز صبر کے کیا چارہ ہے۔

ماشاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن!

مشیتِ ایزدی میں کسی کا چارہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ علماء اہل سنت میں بلند پایہ عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں راسخ علم عطا فرمایا تھا وہ جس طرح معقولات میں بے مثال تھے اسی طرح منقولات میں بھی بے مثل تھے۔

تدریس میں ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ مدرسین کو ان پر رشک ہوتا تھا اور تقریر میں تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنی مثال آپ ہی تھے۔

وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جبل عظیم تھے، ان کی علمی وعملی، ملکی وملی خدمات کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کا اندازِ بیان فاضلانہ بھی تھا اور عاشقانہ بھی مجمع پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ سامعین محو حیرت ہوتے تھے۔ ان کی تقریر ''ان من البیان لسحرا'' کا مصداق ہوتی تھی۔

غالباً ۱۹۴۴ء میں مدرسہ انوار العلوم کی افتتاحی تقریر تو ایسی یادگار تھی کہ علماء محوِ حیرت تھے ممدوح اپنے علم وفضل اخلاق وکردار کے لحاظ سے ایک عظیم ترین انسان تھے جن کی یادوں کے نقوش لوحِ قلب پر ہمیشہ ثبت رہیں گے۔

ان کے سعادت مند لختِ جگر محترم مولانا مفتی محمد عبدالشکور ہزاری صورت وسیرت میں ان کی چمکتی ہوئی یادگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ آمین۔

(فیضان شیخ القرآن صفحہ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ طبع ۲۰۱۰ء وزیر آباد ضلع گوجرانوالا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات مولانا حامد علی خان نقش بندی، رام پوری، ملتانی

حضرت مولانا حامد علی خان ؒ کی ذات گرامی علم شریعت وطریقت کا مجموعہ تھی۔ ان کی شخصیت مجمع البحرین تھی۔ انہوں نے علم کی روشنی کو دوسروں تک پہنچایا۔ پیر طریقت ؒ نے اپنی پوری زندگی دین اسلام اور ملک وملت کے لیے وقف کردی تھی۔ وہ تمام زندگی ہر امتحان میں ثابت قدم رہے۔ انہوں نے طاغوتی طاقتوں کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ اور دین اسلام کی ترویج کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ مولانا حامد علی خان ؒ مومن تھے اور مومن اس جہاں فانی سے وصال کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ ان کی روحانی توجہات اور فیضان ہمیشہ جاری رہے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی تھے۔ آج پورا عالم اسلام سوگ وار ہے۔ اسلام کی تبلیغ اور ملک میں شریعت اسلامی کے نفاذ کے لیے مولانا حامد علی خان ؒ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

تعزیتی بیان از: غزالیٔ زماں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی

روزنامہ امروز۔ ۱۱ جنوری ۱۹۸۰ء۔

ماخوذ از: تاج دارِ اہل سنت (تذکرہ مولانا حامد علی خان)

مؤلفہ: علامہ اشرف الحامدی

طبع بارِ اول: رمضان ۱۴۱۵ھ فروری ۱۹۹۵ء۔ از کراچی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمہ

"پاک وہند میں بے شمار مشائخ کرام کی زیارت کی مگر آپ میں جو روحانی کشش تھی اس کا کیا کہنا۔

برسوں نیاز مندانہ تعلقات رہے۔ ہر موقعہ پر انکساری، فیاضی اور علم دوستی میں بڑھ چڑھ کر پاتا۔ آپ نے جس وسیع القلبی سے مدارسِ اہل سنت کی سرپرستی فرمائی اگر اِن مشکلات میں آپ کی اخلاقی اور مالی امداد واعانت نہ ہوتی تو صحیح عرض کررہا ہوں ہمارا مذہبی تشخص نصف النہار تک کبھی نہ پہنچ سکتا تھا۔

خداوند تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوضات سے ہمیشہ ہمیں بہرہ ور رکھے۔

شاہانِ تونسہ شریف صفحہ ۴۰۶۔ مرتبہ: مفتی محمد راشد نظامی۔ (شیخ غلام محمد نظامی)

ناشر: اجمیری کتب خانہ پیر پٹھان روڈ ملتان۔ سالِ تالیف: محرم ۱۴۰۰ھ۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات خواجہ فخر الدین۔ تونسہ شریف

مجمع المحاسن والمکارم حضرت صاحب زادہ نصر محمود صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ فخر الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ تونسہ شریف کی وفات حسرت آیات کے متعلق سن کر انتہائی قلبی رنج وغم ہوا۔

یہ فقیر اور مدرسہ انوار العلوم کے تمام اراکین آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مجمع المحاسن والمکارم حضرت قبلہ صاحب زادہ

خواجہ معین الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ تونسہ شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے برادرِ مکرم حضرت خواجہ غلام فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے متعلق سن کر انتہائی قلبی رنج وغم ہوا۔ فقیر اور مدرسہ انوار العلوم کے تمام اراکین آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ودیگر حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کو اپنی رحمت میں جگہ دے۔ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین۔

احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات علامہ سید مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ گڑھی اختیار خان

تعزیتی مکتوب بنام پروفیسر محمد فاروق القادری

گڑھی اختیار خان۔ خان پور۔ رحیم یار خان

''میں پانچ روز کے بعد بہاول پور پہنچا تو مظہر سعید سلمہ نے آپ کے والد ماجد (علامہ حافظ سید مغفور القادری) کے سانحۂ ارتحال کی الم انگیز خبر سنائی۔ صدمہ ہوا۔ مرحوم علمی، عملی، اخلاقی خوبیوں سے متصف تھے۔

میں آپ کے لیے دعا گو ہوں، رب العزت آپ کو حوادثِ روزگار سے محفوظ ومامون رکھے۔ (منقول از حیات غزالی زمان۔ صفحہ ۴۲۵)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بروفات صاحب زادہ سید فیض الحسن آلومہار شریف۔ (سیالکوٹ)

خطیب الاسلام صاحب زادہ سید فیض الحسن علم وعمل کا وہ روشن مینار تھے جن سے پھوٹنے والی کرنوں سے ایک زمانہ فیض یاب ہوتا رہا۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت ہم سب کے لیے سرمایۂ اعزاز تھی۔ آپ کی بے مثال خطابت، قیادت وسیادت غیر معمولی عشقِ رسول اہل ایمان کا سرمایہ اور اصحابِ فکر کا وقار ہیں۔ آپ کی خدمات ہمیشہ شمعِ عمل کی طرح فروزاں رہیں گی۔

(منقول از تذکرہ مشائخ آلومہار شریف نمبر ۲ ۶۳۲۔ بارِ اول مارچ ۲۰۰۹ء

مرتب ومدون: محمد بشارت علی مجددی۔ محمد نوید اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز۔ ۱۲۱۔ بی۔ ماڈل ٹاؤن گوجراں والا)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت پیر سید عبدالغفور شاہ صاحب قطب پوری سادات کرام کے ایک معزز فرد تھے۔ نہایت صالح اور بہت بزرگ تھے۔ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھے، مسلک کا جذبہ دل میں رکھتے تھے، انہیں اچھے لوگوں سے بڑی محبت تھی، بہت متواضع اور عابد وزاہد تھے ان کا وجود باعث رحمت تھا۔ اُن کی وفات سے ایک خلا پیدا ہوگیا جس کا پُر ہونا بظاہر متوقع نہیں۔ اُن کے فیوض وبرکات اب بھی جاری ہیں اور ان شاء اللہ جاری رہیں گے۔ رب العزت اُنہیں اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کا فیض ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ ۹ مارچ ۱۹۸۱ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

قال اللہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ وَقَالَ عَلٰی لِسَانِ رسولِ اللہ ﷺ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

حضرت قبلہ سید پیر سید عبدالغفور شاہ صاحب قطب پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے فقیر بار بار مشرف ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انوارِ ولایت آپ کے چہرۂ انور سے چمک رہے ہیں۔ حضرت کا وصال ہمارے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے محروم ہوجانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اُن کے اسلاف کرام کے ساتھ

جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم صاحب زادہ مولانا سید محمد غلام یٰسین شاہ صاحب جو حضرت اقدس کے لخت جگر ہیں عالم باعمل اور صالحین میں سے ہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندہ وسلامت رکھے اور یہ فیض ان کے ذریعہ جاری فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۸۳ء

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محمد حسن کلیم کی وفات پر تعزیت

جناب محمد حسن صاحب کلیم مرحوم کی یاد میں مختلف تنظیمیں ۲۸ شعبان کا دن منا رہی ہے اس میں شک نہیں کہ مرحوم اپنے حسن اخلاق اور فن کتابت کے کمال کے اعتبار سے اس کے مستحق ہیں کہ ان کی یاد میں ان کا دن پورے اہتمام کے ساتھ منایا جائے ان کی خوبیاں اور محاسن ان کے حلقہ احباب میں فراموش کئے جانے کے قابل نہیں وہ محبت واخلاق کا مجسمہ تھے اپنے فن میں بے مثال تھے ان کے حسن کتابت کے نقوش مٹنے والے نہیں ان کی وفات سے اس فن خطاطی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور ان کے محاسن اخلاق کے ساتھ ان کی شخصیت کا تصور کیا جائے تو ان کا مقام بہت بلند نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پر رحمت ومغفرت کے پھول برسائے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کی عظمت کے چمکتے ہوئے نقوش بنائے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

۲۰-۱۰-۱۹۷۲

شخصیات

ا۔خواجہ معین الدین چشتی — اجمیر شریف (ہندوستان)

۲۔علامہ سید محمد خلیل کاظمی خاکی محدث امروہہ — مراد آباد (ہندوستان)

۳۔مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی اور دیگر مجاہدین آزادی مدراس (ہندوستان)

۴۔ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری الوری — لاہور

۵۔مفسر قرآن علامہ ابوالحسنات قادری الوری — لاہور

۶۔علامہ ابوالحسنات قادری کی دینی وسیاسی خدمات۔لاہور

۷۔علامہ محمد شفیع اوکاڑوی — کراچی

۸۔سید علی حسین شاہ علی پور سیداں — ضلع نارووال

۹۔پیر سید عبدالغفور شاہ قطب پوری — قطب پور سادات (ضلع لودھراں)

۱۰۔مولوی منظور احمد احقر۔ — ملتان

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ﷫ کے بارے میں علامہ سید احمد سعید کاظمی ﷫ نے فرمایا:

آپ خاندانِ چشت اہل بہشت کے وہ مرکز اعظم ہیں جہاں سے اولیاء چشت کے وہ تمام مقاصد حاصل ہوتے ہیں جو ایک ولی کے روحانی، قلبی، معنوی، ایمانی اور عرفانی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہِ اقدس سے وابستہ ہیں۔ (نوائے انجمن پنجاب طبع ۱۹۸۶ء۔

منقول از: مختصر احوال و آثار نمبر ۱۰ خواجہ معین الدین حسن اجمیری۔

مؤلفہ: حاجی محمد صدیق فانی۔ ناشر: انجمن معینیہ چشتیہ سراجیہ خانیوال۔ سالِ طباعت ندارد۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قدوۃ العارفین، زبدۃ المحدثین حضرت علامہ
سید محمد خلیل کاظمی خاکی امروہوی ﷫

حضرت خاکی کے تعارف میں اس فقیر بے مایہ کا کچھ عرض کرنا بالکل ایسا ہے جیسے ایک ذرہ بے مقدار آفتاب عالمتاب کے تعارف کی جرأت کرے۔ یا ایک گدائے بے مایہ شہنشاہ کا تعارف کرانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔ لیکن رسمی طور پر چند جملے ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہوں اس یقین کے ساتھ کہ یہ جملے لکھ کر میں تعارف سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔

اسم مبارک، ولدیت، قومیت اور سکونت

قدوۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین، حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا سید محمد خلیل صاحب کاظمی خاکی چشتی صابری، محدث امروہی دامت برکاتہم العالیہ خلف الرشید قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین حضرت قبلہ مولانا سید مختار احمد صاحب

کاظمی ﷫ سادات کاظمی کے چمکتے ہوئے درِ ثمین اور نورانی فرد ہیں۔

ولادت اور تعلیم و تربیت

یکم شوال المکرم ۱۳۱۳ھ بروز پیر بمقام امروہہ ضلع مراد آباد آپ کی ولادت ہوئی۔ اس حساب سے اس وقت (۱۶ مارچ 1896) حضرت کی عمر شریف ۷۰ سال ہے۔ علم و عمل کے گہوارہ میں آپ نے تربیت پائی۔ صالحیت آپ کی جبلت تھی، ذہانت اور حصول علم کا جذبہ بمنزلہ خصوصیات ذاتیہ کے تھا۔ بہت قلیل مدت میں اردو، فارسی اور ابتدائی دینی تعلیم گھر میں مکمل فرما کر عربی پڑھنا شروع کیا۔ شرح جامی تک کتابیں پوری کر کے مدرسہ عالیہ رام پور میں داخلہ لیا اور وہاں جلیل القدر اساتذہ سے تمام علوم و فنون کی انتہائی تعلیم مکمل فرمائی۔ مدرسہ عالیہ کے آخری سال کے امتحان کا زمانہ تھا کہ ان ہی ایام میں حفظ قرآن مجید کا شوق پیدا ہوا اور اڑھائی یا تین مہینے میں حفظ قرآن مجید کی تکمیل ہوگئی۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ قرآن مجید کا اکثر حصہ رمضان شریف ہی میں حفظ کیا اور اسی رمضان میں تراویح میں سنا دیا۔ گویا روزانہ حفظ کرنا اور ہر روز کا حفظ کیا ہوا قرآن پاک اسی روز سنا دینا آپ کا معمول تھا۔ قراۃ و تجوید میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ فن کی تکمیل اس شان سے کی کہ اس پر حاوی ہوگئے، یہ نہیں کہ تجوید و قرات کو صرف حاصل کر لیا ہو بلکہ اس میں مہارت تامہ پیدا کی۔ فن تفسیر وحدیث اور فقہ و فرائض میں وہ ید طولیٰ حاصل کیا کہ ہم عصروں سے سبقت لے گئے بڑے بڑے مفسرین و محدثین اور فقہاء کو دیکھا کہ حضرت سے استفادہ کے امیدوار رہتے تھے۔

علوم عالیہ بالخصوص منطق و معقول اور علم کلام میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

ادب ولغت میں بے عدیل ہیں۔علم ہیئت وریاضی کے ماہرین اپنی عقدہ کشائی کے لیے حضرت کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرتے ہیں، صرف ونحو، معانی وبیان اور علم بدیع کے امام ہیں۔فن تدریس میں ایسا کمال حاصل ہے کہ کسی فن میں کیسی ہی ادق کتاب سامنے آجائے بلا مطالعہ ایسا پڑھاتے ہیں کہ گویا ازبر ہے۔نہ صرف تدریس بلکہ افتاء وتحریر میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تقریر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

مشاغل تدریس

حضرت ممدوح نے چونڈیرو ضلع بلند شہر، شاہ جہاں پور اور امروہہ میں سالہا سال تدریس فرمائی، دورہ حدیث شریف ہمیشہ پڑھایا اور صرف دورہ ہی نہیں بلکہ مکمل دورہ حدیث کے ساتھ مختلف فنون کی بڑی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔

کیسا ہی مشکل سوال کیجئے فی البدیہہ ایسا سلجھا ہوا نفیس جواب پائے گا کہ زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ نکلے اور دل مطمئن ہوکر مسرور ہوجائے۔پاک وہند ودیگر ممالک اسلامیہ میں آپ کے شاگرد ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔اس فقیر کو بھی حضرت ہی کے دسترخوان کرم سے ایک ادنیٰ ریزہ چین ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سلوک اور تصوف میں آپ کا مقام

علوم شرعیہ ظاہرہ میں جہاں آپ کو کمال حاصل ہے، وہاں علوم طریقت، تصوف وسلوک میں بھی آپ کا بلند مقام ہے۔سلاسل اربعہ، چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ میں آپ کو والد ماجد زبدۃ العارفین حضرت مولانا سید مختار احمد صاحب کاظمی امروہی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت واجازت اور سلوک کی تکمیل

تعلیم حاصل ہے۔آپ کے مریدین اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں۔آپ کی غالب نسبت اور سلوک چشتیہ صابریہ میں ہے۔

اولاد امجاد

اس وقت صاحب زادیوں کے علاوہ حضرت کے سات صاحب زادے ہیں۔جن میں بڑے صاحب زادے مولانا سید محمد عقیل صاحب نے تمام علوم وفنون میں اور علم تفسیر وحدیث کی تکمیل حضرت ہی کی بارگاہ میں کی اور حضرت اقدس ہی سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔

دوسرے صاحب زادے سید ضیاء المتین کاظمی ہیں جو السعید کے معاون مدیر ہیں۔جن کے نظم ونثر سے ناظرین کرام اکثر مستفید ہوتے رہتے ہیں۔تیسرے صاحب زادے سید مرغوب امین کاظمی ہیں۔جنہوں نے علوم دینیہ کے علاوہ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔چوتھے سید صغیر احمد صاحب کاظمی ہیں جو دینی تعلیم کے ساتھ ایف اے کی تعلیم کے بعد طبیہ کالج میں ڈاکٹری پڑھ رہے ہیں۔پانچویں سید نور الامین علوم دینیہ کے ساتھ منشی فاضل کررہے ہیں۔قریب احمد اور شان حق ابتدائی علوم دین حاصل کررہے ہیں اور ماشاءاللہ یہ سب اپنے والد ماجد کے لیے وجہ مسرت اور باعث فرحت ہیں۔

اخلاق وعادات

آپ فطرتاً نہایت سادہ مزاج اور انتہائی خلیق واقع ہوئے ہیں۔البتہ خلاف شرع امور پر نہایت سخت گیر ہیں۔جو آپ کے کمال ورع وتقویٰ کی دلیل ہے۔

باوجود کبر سنی کے اپنے معمولات کے بے حد پابند ہیں اشراق، چاشت،

اوابین، تہجد اور تلاوت قرآن مجید، یومیہ اوراد واشغال اور حسب معمول صیام نافلہ کسی حال میں ناغہ نہیں ہوتے۔ فریضہ حج سے بھی آپ سبکدوش ہو چکے ہیں اور زیارت مدینہ منورہ کا شرف بھی آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں اکثر وبیشتر روتے ہیں اور غلبہ حال میں تو عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔

شاعری

آپ کی شاعری درحقیقت حب رسول ﷺ کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ عام لوگ شاعری کا جو مفہوم ذہن میں رکھتے ہیں حضرت کی شاعری اس سے بلند وبالا ہے۔ حضرت کی شعر گوئی حضور ﷺ کی محبت کے تقاضوں کا نتیجہ ہے۔ جس کا ثبوت خود آپ کا کلام ہے۔

ماہ نامہ السعید صفحہ نمبر ۲۶، ۲۷۔ مضمون نگار: غزالئ زماں۔

مدیر اعلیٰ سید حامد سعید کاظمی

شوال: ۱۴۱۹ھ، جنوری ۱۹۹۹ء۔ جلد ۶ شمارہ ۱۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

حضرت احمد شاہ مدراسی کے بارے میں علامہ کاظمی نے فرمایا:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جن اکابر علماء ومشائخ اہل سنت نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا اُن میں علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی مولانا احمد شاہ مدراسی اور مولانا فیض احمد بدایونی پیش پیش تھے۔ یہی وہ بزرگانِ دین تھے جن کی یلغار سے ایوانِ فرنگ میں تہلکہ مچ گیا۔" الخ۔ (روزنامہ امروز ملتان۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء)

منقول از تذکرہ مدراسی شہید صفحہ نمبر ۲۸۔ مؤلفہ: ابوکلیم محمد صدیق فانی۔ خانیوال

ناشر: جماعت رضاءِ مصطفی خانیوال۔

سلسلہ اشاعت نمبر ۲۵۔ سال طباعت ندارد۔

نوٹ: حاجی محمد صدیق فانی (۱۹۴۲ء۔ ۲۰۰۶ء) پیشہ ورانہ طور پر خوش نویس تھے لیکن مطالعہ اور معلومات میں کسی سے کم نہ تھے، کئی علماء اور محققین ان سے استفادہ کرتے نظر آئے۔ مسلک میں متصلب تھے اور عاشق رسول تھے۔ چھوٹی بڑی چالیس کتابیں ان کی تحقیق کا شاہ کار ہیں اور ساری مطبوعہ ہیں۔ اللھم نور قبرہ۔

علامہ کاظمی پر خلیل احمد رانا کے اشتراک سے رسالہ "دیدہ ور" ہے اس کے علاوہ علامہ کے کئی خطبات کو باقاعدہ مرتب کر کے اپنے حاشیہ کے ساتھ شائع کیا جن میں "شرح حدیثِ قسطنطنیہ" اور "عرفانِ ربانی کی ناطق دلیل" مشہور ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مولانا ابوالحسنات قادری

برصغیر کی ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں سے تھے جنھوں نے اسلامیان برصغیر کی بروقت دینی وسیاسی رہنمائی کی ان کی مساعی جدوجہد آزادی کے دور میں پاکستان کے لیے اور اس کے استحکام کے لیے وقف رہیں۔

مولانا مرحوم ہماری چالیس سالہ قومی زندگی کا ایک اہم باب ہیں۔ آپ نے تحریکِ پاکستان کے ساتھ ساتھ تحریکِ آزادئ کشمیر اور تحریکِ ختم نبوت میں بھی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

سلسلۂ نسب: آپ کے خاندان کا سلسلہ نسب امام سید موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔ آپ کے آباء واجداد کا اصل وطن مشہد تھا۔ مختلف مقامات پر ہجرت کرتے ہوئے آپ کے والدِ ماجد محدثِ اعظم حضرت سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں سکونت پذیر ہوئے اور ایک خالص دینی درس گاہ حزب الاحناف قائم کر کے پورے بر صغیر کے مسلمانوں کو عظمتِ محبوبانِ خدا اور آدابِ اسلامی معاشرہ سے روشناس کرایا۔

بے باک مجاہد: آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے قائدین میں سے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں حجازِ مقدس تشریف لے گئے تو پاکستان کی حمایت میں عالمِ اسلام کے نمائندگان کے سامنے سلیس عربی زبان میں تقریر کر کے پاکستان کا تعارف کرایا اور قراردادِ پاکستان پر ملتِ اسلامیہ کے رہنماؤں کو متحد کیا۔ صوبہ پنجاب میں نظریہ پاکستان کی تائید میں قائد اعظم کے ساتھ دورے کئے اور تحریر وتقریر سے عوام میں پاکستان کی حمایت کا جذبہ پیدا کیا۔ اس وقت کے مقبول اخبار ''احسان'' میں پانچ قسطوں میں ''پاکستان کا حصول کیوں ضروری ہے'' کے عنوان پر مدلل ومفصل تحریر کر کے باشعور طبقہ کی تائید حاصل کی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں ملک بھر کے علماء ومشائخ سے قراردادِ پاکستان کی حمایت کرائی۔ ۷-۴-۱۹۴۶ء میں جب مسلم لیگ ایجی ٹیشن شروع ہوا تو آپ نے خضر وزارت کے ظلم وتشدد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا۔ قید وبند کی مصیبتیں برداشت کیں مگر تحریک پاکستان کو کامیاب کر دیا۔

تحریک آزادئ کشمیر: ۱۹۴۸ء میں جمعیۃ العلماء پاکستان کی طرف سے

تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کی عملی طور پر لاہور میں عظیم الشان کشمیر کانفرنس بلائی جس میں خود آزاد کشمیر کے صدر شریک ہوئے ان کے مشورہ پر لاکھوں روپے کا سامان جمع کیا۔ بنفسِ نفیس اپنے صاحب زادے مولانا خلیل احمد قادری مولانا غلام محمد ترنم مرحوم اور جمعیت کے متعدد ارکان کے ہمراہ محاذوں پر تشریف لے گئے۔ لٹے ہوئے کشمیری بھائیوں میں سامان تقسیم کیا اور مجاہدین کو جہاد کی فضیلت سے آگاہ کیا ان کے حوصلے بلند کئے خطبات جہاد میں سے قارئین ''نظام الدین'' بھی ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''جانبازانِ اسلام'' آپ حضرات نہایت خوش نصیب ہیں کہ بدر وحنین کی یاد تازہ کر رہے ہیں اور صحابہ کرام کی طرح جرأتِ ایمانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آپ کشمیر کی وادیوں میں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج پیدا کر دیجئے۔

پورا عالمِ اسلام آپ کے ساتھ ہے، مجاہدو! قدم آگے بڑھاؤ فضلِ خداوندی وتائیدِ ایزدی تمہارے قدم چوم رہی ہے۔

تحریک آزادی کشمیر کی مخلصانہ خدمات کے سلسلہ میں حکومت آزاد کشمیر نے ''غازی کشمیر'' کے خطاب سے ملقب کیا۔ مولانا مرحوم آخر دم تک آزادئ کشمیر کی صبح کا انتظار کرتے رہے مگر خداوند تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا پھر بھی آپ اپنی جماعت اور اولاد کو وصیت فرما گئے جب تک مسئلہ کشمیر حل نہ ہو جائے تحریک کو جاری رکھا جائے۔

وفات: تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں قید وبند کی وحشت ناک مصیبتیں برداشت کر کے طبع مبارک مختلف امراض کا شکار ہوگئی چنانچہ اس کے بعد آپ مسلسل صاحب فراش رہے۔

۲ شعبان ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ واصل الی الحق ہوئے اور گنج بخش فیض عالم حضرت
داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ مدفون ہونے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی۔ فیضِ
عام کے لیے اسلام کے موضوع پر مندرجہ ذیل تصانیف مرتب فرمائیں۔ تفسیر
الحسنات، صبح زر، فرشتہ رحمت، ترجمہ کشف المحجوب، اوراقِ غم، طیب الوردہ شرح
قصیدہ بردہ، رفیق السفر، الناصح، دیوان حافظ مترجم وغیرہ رضی اللہ عنہ۔

ماہ نامہ ''نظام الدین'' ملتان صفحہ نمبر ۲۶۔۲۵ سلسلہ تبلیغ نمبر ۳۔ رجب وشعبان ۱۳۹۰ھ۔

مفسر قرآن، مشہور زمان حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمینِ لاہور کو قطب الاقطاب کے نام سے
موسوم کیا تھا۔ بلا شبہ یہ حقیقت ہے کہ اس شہر نے ان بیسیوں برگزیدہ ہستیوں کو جنم
دیا جنہوں نے دہریت اور الحاد کی تاریکیوں میں بھٹکتی ہوئی دنیا کو روشنی کے مینار
دکھائے تھے۔ مذہبی رسموں کی تطہیر، روزمرہ کے امورِ حیات میں پاکیزگی روح
کی نجات، اور دنیا وآخرت میں سرخروئی کے جو آفتاب ان بزرگوں نے تراشے
تھے وہ آج بھی تابناک ہیں۔ رشد وہدایت کے انہی آفتاب سازوں میں مفسرِ
قرآن، غازی کشمیر، صدر مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان حضرت علامہ
ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک بلند اور منفرد مقام کے حامل تھے۔
حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مرحوم کی ذاتِ گرامی ہماری یادوں کی ہرگز محتاج نہیں
ہے۔ انہوں نے اپنی پاکیزہ شاہراہِ حیات میں حسنِ عمل کے جو پھول اگائے
تھے وہ ہمیشہ سرسبز وشاداب رہیں گے۔ البتہ شعبان المعظم کا چاند جوں ہی آسمان

پر طلوع ہوتا ہے عقیدت مندوں کے دل میں ان کی محبت کے دھیمے چراغ یک
دم بھڑک اٹھتے ہیں۔ جزیرۃ العرب، ایران اور ہندوستان ہی تین ملک ہیں جو
حضرت علامہ قادری کے آباؤ اجداد کا مسکن رہے جب کہ حضرت علامہ کی تاریخ
حیات ہندوستان اور پاکستان سے وابستہ ہے۔ حضرت علامہ کے بزرگانِ سلف
عرب سے ہجرت کر کے ایران کے شہر مشہد میں قیام پذیر رہے بعد میں بلگرام
اور فرخ آباد منتقل ہوئے اور آخر میں ہندوستان کی ریاست الور میں مستقل
سکونت اختیار کر لی۔ ہندو راجپوت اس ریاست کے حکمران تھے اور اس دور کا
حکمران راجہ جے ہری سنگھ تھا۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق یہ راجہ جہاں علم
دوست تھا وہاں مسلم دوست بھی تھا۔ چنانچہ اس کے عہد میں علم وفن، شعر وسخن اور
درس وتدریس نے بہت فروغ پایا۔ چناں چہ حضرت علامہ کے آباؤ اجداد نے
بھی وہاں پر علم وفضل کے چراغ روشن کیے۔ اس خاندان کا سلسلہ نسب حضرت
امام موسیٰ رضا سے ہوتا ہوا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہے۔
آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت استاذ العلماء سید دیدار علی شاہ ہے۔ امام
اہل سنت شیخ المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں
حضرت علامہ ابوالحسنات پیدا ہوئے۔ حضرت دیدار علی شاہ اس خاندان کے وہ
پہلے بزرگ ہیں جو ریاست الور سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور تاریخی
مسجد وزیر خان میں خطیب مقرر ہوئے۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں شیخ المحدثین کی
خدمات تاریخ پاک وہند کا اہم باب ہیں۔ اندرونِ دہلی دروازہ کی جامع مسجد
آپ کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ اس مسجد میں انہوں نے دمِ واپسیں تک علوم
وفنون اور قرآن وحدیث کی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہیں وفات پائی

اور مسجد کے ایک کونے میں ان کا مزار مبارک ہے۔ یہی مسجد حزب الاحناف کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت علامہ ابوالحسنات قادری اپنی ذات میں انجمن اور یگانہ روزگار تھے۔ سنِ شعور کو پہنچے تو حافظ عبدالغفور اور حافظ عبدالکریم سے قرآنِ پاک پڑھنا شروع کیا۔ ناظرہ ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ حفظ قرآن پاک کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ فنِ تجوید کی مشق میں قاری خدا بخش مرحوم اور فارسی کی تعلیم میں مرزا مبارک بیگ آپ کے اساتذہ مقرر ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں تھے کہ حفظِ قرآن پاک کی سعادت پائی نیز اردو اور فارسی کی انشاء پردازی میں پورا پورا عبور حاصل ہوگیا۔ دیگر علوم وفنون کی تحصیل کے لیے والدِ گرامی کے علاوہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی، صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی شاگردی کا شرف پایا۔ نیز ممتاز ترین رئیس القراُ سے عین القضاۃ کی سند حاصل کی۔ یونانی فنِ طب میں آپ مایہ ناز طبیب تھے، حکیم نواب حامی الدین مرحوم علوم طب میں ان کے استاذ تھے اور انہی سے فن طب کی سندِ فراغت حاصل کی۔

مسجد وزیر خان

والدِ گرامی سید دیدار علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق آپ مسجد وزیر خان کے خطیب مقرر ہوئے، آپ کے دور میں مسجد وزیر خان اپنے تاریخی شکوہ وعظمت کے ساتھ ہی علمی، ادبی، دینی، اسلامی اور سماجی سرگرمیوں کا بھی پرکشش مرکز بن گئی، اہل لاہور کے علاوہ دور دراز سے عام لوگ اور عقیدت مند یہاں آکر

ان کے بیان وخطاب سے مستفیض ہوتے۔ خلوص وعمل کا بھی آپ مرقع جمیل تھے، اس لیے ان کا خطاب کانوں کی راہ سے دل کی گہرائیوں تک اتر جاتا تھا۔ سامعین یوں محسوس کرتے گویا وہ ایک خزانہ بیش بہا اپنے ساتھ لئے جا رہے ہیں ان کے ضمیر ودل کی کئی کدورتیں ڈھل جاتی تھیں۔ بے شمار غیر مسلموں نے حضرت علامہ کے دستِ حق پرست پر مشرف باسلام ہونے کی سعادت حاصل کی۔

ملتِ اسلامیہ کی سربلندی کے لیے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں

تحریک پاکستان میں حضرت علامہ ابوالحسنات کا شمار ان سرخیل علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے آزاد پاکستان کا محل تعمیر کرنے میں غیر معمولی سرگرمیوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس جس میں قریباً پانچ ہزار علماء کرام اور مشائخ عظام شریک ہوئے تھے۔ تاریخِ پاکستان کا ایک اہم باب ہے۔ کانگریس نواز علماء کی انتہائی کوشش تھی کہ اس کانفرنس میں قیامِ پاکستان کے مطالبہ پر علماء ومشائخ متحد نہ ہونے پائیں۔ لیکن حضرت علامہ ابوالحسنات نے من جملہ دوسرے سنی رہنماؤں کی کوششوں کے مطالبہ پر تمام علماء کرام اور مشائخ عظام کو متفق کر لیا تھا۔

جمعیۃ العلماء ہند پر کانگریس نواز علماء قابض اور مسلط تھے۔ ان کی ہر گاہ کوشش یہ تھی کہ قیامِ پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہونے پائے اور نیشلزم کے بت کو مسمار نہ ہونے دیا جائے اس نازل مرحلہ میں علامہ ابوالحسنات نے جمعیۃ العلماء پاکستان کی تنظیم کے قیام کے لیے سرتوڑ کوششیں شروع کیں جو بالآخر کامیاب ہوگئیں اور کانگریس کے ہم نوا علماء کو بہت بڑی شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ ایک

حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں آپ کی قابل قدر خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تعمیرِ پاکستان کے سلسلہ میں آپ یونینسٹ وزارت اور اس کے سربراہ خضر حیات خان کے خلاف نبرد آزما ہوئے تو اس جرم بے گناہی کی پاداش میں ان کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ غرض حضرت علامہ نے ہر مصیبت کا خیر مقدم کرتے ہوئے تعمیرِ پاکستان کی مساعی جمیلہ کو بہ دل و جان جاری رکھا۔

تحریک آزادیٔ کشمیر: قیام پاکستان کے بعد تاریخ کے نئے باب کا آغاز ہوا تو علامہ ابوالحسنات قادری کو پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی، تحریک آزادیٔ کشمیر میں انہوں نے بے لوث قربانیاں دیں۔ مہاجرین کی مالی امداد کے لیے آپ نے سرتوڑ کوششیں کیں۔ چنانچہ جہاد کشمیر کے مجاہدانہ کارناموں پر آپ کو غازیٔ کشمیر کے قومی خطاب سے نوازا گیا۔

۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی میں جو قرارداد مقاصد پیش کی گئی تھی اس میں علامہ ابوالحسنات کی مساعی اور مخلصانہ جدوجہد کا غالب حصہ تھا۔ آپ نے عوام و خواص کے دل و دماغ میں یہ بات منقش کر دی کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسلام اور صرف اسلام کے نام پر کیا تھا۔ چنانچہ پاکستان کا جو بھی دستور بنے گا اس کی اساس و بنیاد اسی نظریہ پر ہونی چاہیے۔

شعر و سخن: علم و ادب اور شعر و سخن کے اعتبار سے بھی آپ ایک انجمن تھے۔ آپ صاحب طرز انشاء پرداز اور مستند و مسلم سخن ور تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شعر و ادب کی دنیا میں آپ ایک روشن مینار تھے۔ آپ کی بیسیوں بلند پایہ تصانیف اس امر کی شاہد ہیں کہ آپ نے دین متین اور ملک و ملت کی خدمت

میں کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی آزادیٔ وطن ملک و ملت کے استحکام اور دین حقہ کے فروغ میں بسر کی۔

وفات: حضرت علامہ ابوالحسنات قادری نے دو شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اور دنیائے علم و دانش میں ایک ایسا خلا پیدا کر گئے جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ چناں چہ آپ کی خواہش اور وصیت کے مطابق آپ کو حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار کے احاطہ میں آخری نیند سلا دیا گیا۔ انتقال سے چند منٹ قبل یہ شعر فرمایا:

حافظ رند زندہ باش مرگ کجا تو کجا
تو شدہ فنائے حمد، حمد بود بقائے تو

تاریخ وصال

صابر و شاکر مفسر عالم دین متین — بے نظیر و بے مثال و لا جواب و لا کلام
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو — واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام

تصانیف: تفسیر الحسنات، طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ، ترجمہ کشف المحجوب، شمیم رسالت، (۱۲۵ احادیث کا مجموعہ) اسلام کے بنیادی عقائد وغیرہ۔

"طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ" از علامہ ابوالحسنات نمبر ۱۳۔۱۶۔
مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور۔ اپریل ۲۰۰۱ء۔

حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و سیاسی خدمات

یہ مضمون "روزنامہ کوہستان" سے لیا گیا ہے۔ حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی اس خوب صورت تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے دور کے علماء اور مشائخ سے

کتنا پیار رکھتے تھے ہم اس تحریر کو حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال کے موقعہ پر شائع کر رہے ہیں۔ (مدیر السعید ملتان)

۱۹۴۸ء میں کشمیر میں جو خونیں ڈرامہ کھیلا گیا وہ انگریز ہندو اور مہاراجہ تینوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔ آزادی کی شمع فروزاں رکھنے کے لیے مجاہدین سر بکف نکلتے تھے جس وقت کشمیر میں فرزندان توحید کفار سے برسر پیکار تھے اس وقت پاکستان کے در و دیوار جہاد فی الاسلام کی ولولہ انگیز صداؤں سے گونج رہے تھے۔ ہر فرد کشمیر جانے کے لیے بے تاب تھا۔ تحریک آزادی کشمیر میں آج ہی کی طرح ہر مسلمان شریک تھا اور اسی جذبہ کا اظہار اس وقت بھی ہوا تھا۔ اس وقت بھی علماء دین نے مسجد کے محاذ پر لوگوں میں جذبہ جہاد کی روح پھونکی اپنی تمام تر توجہ اور مساعی کشمیر کے لیے وقف کر دیں۔ عوامی جلسوں میں مجاہدین کے لیے سامان جمع کیا عالم اسلام کی توجہ کشمیر کے ظلم وستم کی طرف مبذول کرائی مختلف مکاتب فکر کے علماء میں مولانا ابوالحسنات قادری مرحوم پیش پیش رہے۔

مولانا ابوالحسنات قادری برصغیر کی ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے اسلامیان برصغیر کی بروقت دینی اور سیاسی رہنمائی کی ان کی مساعی جدوجہد آزادی کے دور میں پاکستان کے لیے اور اس کے استحکام کے لیے وقف رہیں۔ مولانا مرحوم ہماری چالیس سالہ قومی زندگی کا ایک اہم جز ہیں۔ مولانا نے تحریک پاکستان کے ساتھ ساتھ تحریک آزادی کشمیر میں بھی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن مشہد تھا جہاں سے وہ ہجرت کر کے بلگرام میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ پھر فرخ آباد سے ریاست الور میں مقیم ہوئے

یہ دو الور کی تاریخ میں راجہ جے ہری سنگھ کا تھا مولانا مرحوم نے مسلمانوں میں ملی اور سیاسی بیداری پیدا کی اور ریاست میں مسلمانوں کے حقوق منوا کر دینی اور علمی درس گاہیں قائم کرائیں۔

آپ کے والد ماجد محدث اعظم حضرت سید ابو محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ الور سے ہجرت فرما کر لاہور تشریف لائے جہاں انہوں نے خالص دینی درس گاہ انجمن حزب الاحناف قائم کی اور پورے برصغیر کو عظمت رسالت احترام اولیاء اور اسلامی معاشرہ سے روشناس کرایا۔ ان کی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔

مولانا ابوالحسنات کے خاندان کا سلسلہ نسب حضرت امام سید موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسین اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے آپ کو خلافت تین مقامات سے ملی۔

۱۔ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

۲۔ حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھہ شریف اور سلسلہ چشتیہ

آپ نے تحریک پاکستان میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی نظریہ پاکستان کی حمایت میں ۱۹۴۵ء میں حجاز مقدس فریضہ حج کے لئے گئے تو عالم اسلام کے ایک جید علماء کے اجتماع میں سلیس عربی زبان میں پاکستان کا تعارف کرایا اور قرارداد پاکستان پر علمائے اسلام کو متحد کیا۔ صوبہ پنجاب میں نظریہ پاکستان کی تائید میں حضرت قائداعظم کے ساتھ دورے کئے اور تحریر و تقریر سے عوام میں پاکستان کی حمایت کا جذبہ پیدا کیا اس وقت کے مقبول اخبار ''احسان'' میں پانچ قسطوں میں پاکستان کی حمایت میں مفصل مضمون تحریر کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں پانچ ہزار علماء سے قرارداد پاکستان کی حمایت کرائی اسی سلسلہ میں آپ نے

قائداعظم اور پیر مانکی شریف کے ہمراہ صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔

۱۹۴۷-۱۹۴۶ء میں جب مسلم لیگ ایجی ٹیشن شروع ہوا تو آپ نے علماء ومشائخ کے وفود کے ساتھ ہر ضلع میں دورہ کیا اور خضر وزارت کی سخت پابندیوں کے باوجود تحریک پاکستان کو جاری رکھا اور قید وبند کے مصائب برداشت کئے۔

حضرت مولانا ابوالحسنات ریاست الور میں انجمن خدام الاسلام کے صدر تھے، لاہور آنے کے بعد مسجد وزیر خان میں بزم تنظیم قائم کی حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد انجمن حزب الاحناف کے صدر منتخب ہوئے۔

جمعیۃ العلمائے ہند کے متوازی جمعیۃ العلمائے پاکستان کی بنیاد ڈالی اور تازندگی اس کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آزادی کشمیر کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے اپنی تمام مساعی مسئلہ کشمیر کے لیے وقف کر دیں۔

سب سے اول آپ نے جمعیۃ العلمائے پاکستان کی طرف سے تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کی اور ایک متفقہ بیان جاری کیا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء شامل تھے۔ پھر ایک عظیم الشان کشمیر کانفرنس لاہور موچی گیٹ میں بلائی جس میں آزاد کشمیر کے صدر شامل ہوئے ان کے مشورہ پر لاکھوں روپے کا سامان جمع کیا اور متعدد جیپ کاریں خرید کر خود محاذوں پر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے صاحب زادے سید خلیل احمد قادری اور مولانا غلام محمد ترنم مرحوم، حافظ خادم حسین، قاضی اکرام حسین اور جمعیت کے متعدد دوسرے ارکان بھی تھے۔ انہوں نے مختلف محاذوں پر جا کر جہاد فی سبیل اللہ کے موضوعات پر تقریریں کیں۔ مولانا مرحوم نے دو مرتبہ محاذوں پر جا کر مجاہدین کو خطاب فرمایا اس موقعہ پر جو خطبات پیش کئے ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔

''اس وقت کشمیر کی سر بلندی کے لیے سر بکف میدان میں آچکے ہیں، اب ضرورت ہے کہ اپنی جان و مال سب کچھ قربان کر کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام اور اسماعیل ذبیح علیہ السلام کی شان قائم کی جائے۔ آپ حضرات نہایت خوش نصیب ہیں بدر وحنین کی یاد تازہ کر رہے ہیں اور صحابہ کرام کی طرح قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آپ کشمیر کی وادیوں میں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج پیدا کر دیجئے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو''

تحریک آزادی کشمیر کی اس عظیم خدمت کے سلسلے میں حکومت آزاد کشمیر کی طرف سے مولانا مرحوم کو غازی کشمیر کا خطاب ملا جہاد کشمیر کے سلسلہ میں بھارتی پروپیگنڈہ کے خلاف فتوے اور کتابچے بھی شائع کئے۔

حضرت مولانا آخر دم تک صبح آزادی کشمیر کا انتظار کرتے رہے۔

آپ نے اپنی جماعت کے افراد اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ جب تک مسئلہ کشمیر حل نہ ہو اور وہاں کے مسلمان آزاد نہ ہو جائیں تحریک کو جاری رکھا جائے۔ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ بروز جمعۃ المبارک دو بجے دوپہر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں سپرد خاک کیا گیا جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے انتقال کے وقت یہ اشعار زبان پر تھے۔

حافظ رند زندہ باش مرگ کجاء تو کجا
توشدی فنائے حمد، حمد بود بقائے تو !
یہ عمر کب تک وفا کرے گی زمانہ کب
تک جفا کرے گا

مجھے قیامت کی ہیں امیدیں جو کچھ

کرے گا خدا کرے گا

ماہ نامہ السعید صفحہ نمبر ۱۸۔۱۹۔۴۹۔ مضمون از غزالی زماں

مدیر اعلیٰ سید حامد سعید کاظمی

شعبان ۱۴۱۸ھ، دسمبر ۱۹۹۷ء۔ جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۱۲

ذکرِ جمیل اوراس کے مصنف (مولانا محمد شفیع اوکاڑوی) کا مختصر تعارف

ازقلم: رئیس المحدثین، امام المتکلمین، غزالیٔ دوراں، رازیٔ زماں

حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی امروہوی

دامت برکاتہم العالیہ۔

(مہتمم مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم۔ ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ابتدائی حالات

فاضل جلیل الحاج مولانا الحافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی بن الحاج میاں کرم الٰہی صاحب کھیم کرن (پنجاب) کے ایک معزز تجارت پیشہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۳۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور تقسیم ملک کے بعد اوکاڑہ میں اقامت اختیار کی۔ موصوف محترم ابتدا ہی سے مذہبی مجالس میں شرکت کے شائق رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش الحانی کی نعمت سے بھی نوازا ہے۔ خود بھی نعت لکھتے ہیں، نعت گوئی اور نعت خوانی میں سحر آفریں نغمہ سرائی آپ کی خصوصیات سے ہے۔

تعلیم وتربیت

گھر کا ماحول خالص مذہبی اور پاکیزہ تھا اس لیے تربیت بھی پاکیزہ ہوئی۔ ابتدائی اردو، فارسی، عربی کی تعلیم اوائل عمر میں حاصل کی۔ اوکاڑا میں مقیم ہونے کے بعد حضرت العلامہ الحاج مولانا غلام علی صاحب شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ اشرف المدارس اوکاڑا سے شرف تلمذ حاصل کیا اور کتب درسیہ کی تعلیم پائی۔ ذہین اور مستعد طالب علم تھے، مختصر عرصہ میں تکمیل کرلی اور اجازت روایت حدیث کی سند محدثین کے طرق پر فقیر سے بھی حاصل کی اس طرح احقر راقم الحروف کے ساتھ موصوف کا سلسلہ تلمذ قائم ہوا۔

بیعت واجازت

نقشبندی مجددی سلسلہ مبارکہ میں شرق پور شریف سے آپ وابستہ ہیں۔ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر آپ نے بیعت کی اور پھر شیخ المشائخ، مقبول بارگاہ سید المرسلین ﷺ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدنی مدظلہ العالی نے مدینہ منورہ میں جملہ سلاسل طریقت بالخصوص سلسلہ قادریہ کی خلافت واجازت عطا کی۔

اکابر کا احترام

ماشاء اللہ حسن ظاہری کے ساتھ حسن اخلاق بھی رکھتے ہیں خصوصاً اپنے مشائخ واساتذہ کے ساتھ کمال ادب واحترام سے پیش آتے ہیں۔

عادات وخصائل

صالح نوجوان ہیں، نہایت متواضع اور مہمان نواز ہیں، ہنس مکھ خوش خلق ہیں، طبیعت میں پاکیزگی اور صالحیت ہے اور اسی کی برکت سے اب تک آپ

چھ مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہ مقدسہ سے مشرف ہو چکے ہیں بلکہ اپنے اہل کو بھی حج کرایا ہے اور قبہ خضراء کی زیارت کے لیے انہیں مدینہ منورہ اپنے ہمراہ لے گئے۔

اولاد

بفضلہٖ تعالیٰ صاحب اولاد ہیں، بڑے صاحب زادے حافظ کوکب نورانی سلمہ، ماشاء اللہ اپنے والد کے سانچے میں ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، چھوٹی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش نصیبی کے ساتھ عمر طبعی کو پہنچائے اور خادمِ دینِ متین بنائے۔ آمین۔

تقریر و تبلیغ میں یدِ طولیٰ

اوائل عمر ہی سے مذہبی اجتماعات، مجالسِ علماء و مشائخ کے دل دادہ رہے، تقریر و تبلیغ کا شوق ہمیشہ سے طبیعت پر غالب رہا۔ آپ کی تقریر علمی استعداد، ذکاوت و ذہانت، جودتِ طبع اور وسعتِ مطالعہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اندازِ بیان نہایت سلجھا ہوا، کلام میں پختگی، لطافت اور بسا اوقات ظرافت کی چاشنی پائی جاتی ہے جو سامعین کے لیے نہایت دل چسپ ہوتی ہے۔ مزید برآں آپ کی خوش الحانی سامعین کو مسحور کر دیتی ہے۔

قبولیتِ عامہ

ان خوبیوں کے باعث اہل علم اور عوام و خواص میں آپ بے حد مقبول ہیں اور ان ہی خصوصیات کے باعث آپ کا دائرہ تبلیغ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ ملک کے مغربی مشرقی دونوں حصوں کے گوشہ گوشہ میں بلکہ دیارِ عرب میں بھی آپ کی علمی اور شان دار تقریریں محفوظ ہونے لگیں اور قبولیت عامہ کا شرف

عظیم آپ کو حاصل ہوا۔

کراچی میں قیام

تقریباً چودہ برس سے مولانا موصوف کراچی میں مقیم ہیں، اس مرکزی شہر میں آپ نے جس شان سے تبلیغی کام کیا اس کی تفصیل ناممکن ہے۔ مختصر یہ کہ موصوف نے اپنی بے حد پسندیدہ شاندار علمی تقریروں سے مسلک اہل سنت کے دائرہ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ گھر گھر سنیت کا چرچا ہونے لگا۔ آپ کی بے پناہ تبلیغی مساعیِ جمیلہ گویا لادینی اور بدمذہبی نظریات کے سیلاب کے لیے ایک مضبوط بند اور گمراہی کی ظلمت کے لیے روشن شمع ثابت ہوئیں۔

اس بند میں شگاف ڈالنے بلکہ اس شمع کو بجھانے کے لیے بدمذہبوں اور الحاد پسندوں نے اپنی طاغوتی قوتوں کو بھرپور طریق پر استعمال کیا مگر وہ خائب و خاسر ہو کر زبان حال سے کہنے لگے ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

موصوف کی ان تبلیغی خدمات پر جس قدر بھی اظہارِ مسرت کیا جائے کم ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تصنیف و تالیف

شب و روز تبلیغی مصروفیات کے باوجود علمی ذوق کی تکمیل کے لیے نہایت شان دار کتب خانہ آپ نے اپنے مکان میں قائم کیا ہے جس میں تفسیر و حدیث، فقہ، تاریخ، تصوف اور دیگر فنون کی کثیر کتابیں جمع کی ہیں۔ وقت نکال کر مطالعہ کرتے ہیں۔ اور حاصل مطالعہ کو ضبطِ تحریر میں لانے کے بعد اسے

کتابی صورت میں مدوّن کرتے ہیں ۔ اب تک تقریباً پندرہ کتابیں تصنیف کر چکے ہیں جو شائع ہو کر منظر عام پر آ گئی ہیں اور اہل ذوق ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

ذکر جمیل

آپ کی تصانیف میں ''ذکر جمیل'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ کتاب کئی بار طبع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب موصوف کا علمی شاہکار ہے۔ عناوین کثیرہ کے ضمن میں سراپائے اقدس کو ایسے اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ سر اقدس سے لے کر پائے مبارک تک ذات پاک محمدیہ ﷺ کے محامد و محاسن بھی بیان کر دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی وہ تمام مسائل بھی دلائل کے ساتھ مذکور ہو گئے ہیں جو فضائل و مناقبِ نبویہ اور عقائد اہل سنت سے متعلق ہیں۔

تاجدار مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال کے جلوے سامنے آ جاتے ہیں۔ لقاء حبیب ﷺ کا شوق بڑھتا ہے، حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہوتی ہے اور ایمان تازہ ہوتا ہے، قلب مومن کو فرحت اور روح کو آسودگی و راحت نصیب ہوتی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ جزاء حسنًا

میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی تبلیغی و تالیفی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آپ کو حاسدین و دشمنانِ دین کے شر سے محفوظ فرما کر مزید خدمتِ دین کے لیے صحت و عافیت کے ساتھ تادیر باعزت و کرامت زندہ و سلامت رکھے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ۔ ملتان ۔ نزیل کراچی

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ ۔ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۷۱ء

''ذکر جمیل'' از علامہ محمد شفیع اوکاڑوی۔ اپریل ۲۰۰۹ء

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

فاضل جلیل حضرت علامہ الحاج مولانا الحافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ وادخلہ فی دار الجنان اپنے محاسن میں بے مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے حسن ظاہری کے ساتھ حسن معنوی سے بھی انہیں نوازا تھا۔ نہایت خوش اخلاق ملنسار تھے، ان کا ہنس مکھ چہرہ تصور کی آنکھوں سے کبھی اوجھل نہ ہوگا۔ خاندانی شرافت و تربیت کے اثرات اور اپنے مشائخ کے فیوض و برکات کے نشانات ان میں چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان کے جذبہ محبت رسول ﷺ کا ظہور اس وقت سے ہونے لگا جب سے انہیں نعت شریف پڑھنے کا ذوق ہوا۔ ان کی زبان سے نعت سن کر کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ساتھ ہی انہیں علم دین کے حصول کا ایسا شوق ہوا کہ مختصر عرصہ میں انہوں نے درسِ نظامی کی تکمیل کر لی۔ ذہن رسا تھا، طبیعت موزوں تھی، شوق غالب تھا، محنت کی عادت تھی کامیابی نے قدم چومے اور انہوں نے منزل مقصود کو جا لیا۔ تحصیل علم کے دوران تقریر کا شوق بھی دامن گیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فن تقریر و خطابت میں وہ بلند مقام عطا فرمایا تھا جس پر دنیا رشک کرتی تھی بلکہ حسد تک نوبت پہنچ گئی اور اس میں شک نہیں کہ حافظ صاحب محسود الاقران تھے۔

(''نعت رنگ'' صفحہ نمبر ۲۲۰، ۲۲۱، شمارہ نمبر ۸ ستمبر ۱۹۹۹ء۔ مضمون: ''حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور فروغ نعت'' از سیدہ یاسمین زیدی۔ مرتب صبیح رحمانی۔ ناشر: اقلیم نعت شادمان کراچی)

حضرت سید علی حسین شاہ علی پوری کے بارے میں علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتان نے فرمایا:

افسوس کہ فقیر کو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ البتہ حضرت کے نبیرہ قبلہ پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات ضرور حاصل ہوا۔ علی پور شریف جا کر بھی زیارت کی۔ حسنِ اخلاق میں یکتا ہیں اور زُہد وعبادت میں درجہ کمال رکھتے ہیں۔

(''انوارِ لاثانی کامل'' صفحہ نمبر ۳۳۷

مؤلفین: مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی وارا کین ادارہ تحریر وتالیف بزم لاثانی۔
ناشران: سید علی حسنین عابد، دربار پیر جماعت علی شاہ۔ علی پور سیداں ضلع نارووال۔
اشاعت اول: اکتوبر ۲۰۰۹ء)

مولانا منظور احمد احقر ملتانی

علامہ کاظمی نے فرمایا: ''مدرسہ (انوار العلوم) کے قیام کی منزل کو پانے میں میری جتنی مدد مولوی منظور احمد احقر (بانی ہم درد پرنٹنگ پریس ملتان) نے کی مجھے اس پر ناز ہے اور اس صدقۂ جاریہ میں اُن کا بھی برابر کا حصہ ہے''۔

(ہفت روزہ ''احقر'' ملتان۔

مضمون نگار ملک منیر احمد بھٹہ۔ جلد ۱۔ ۲۵۔ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

مدینہ منورہ کی جانب سب سے پہلے ہجرت

صحابی حضرت ابو سلمہ عبد اللہ مخزومی نے کی تھی۔ علامہ کاظمی

ملتان ۲۹ مارچ (سٹاف رپورٹر) قائد اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اپنے

ایک بیان میں کہا ہے کہ ۲۸ مارچ کو مدرسہ انوار العلوم میں ٹیلی فون پر کسی شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابی کا کیا نام ہے۔ میں اس وقت خالی الذہن تھا اور حدیث شریف کا سبق پڑھانے میں مشغول تھا میں نے ان سے کہا کہ آپ کسی دوسرے وقت رابطہ قائم کریں لیکن اس کے بعد اب تک انہوں نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ میں ان کی اطلاع کے لیے بذریعہ اخبار عرض کرتا ہوں کہ مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابی کا نام ابو سلمہ عبد اللہ مخزومی ہے۔ انہوں نے بیعتِ عقبہ سے ایک سال پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تعارف۔ (مقالہ حجیت حدیث۔ از علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی کا ''حجیت حدیث'' پر مقالہ ایک نہایت جامع اور پُر مغز مقالہ ہے۔ حضرت نے اس مقالے میں کوئی پہلو نہیں چھوڑا جس پر بحث نہ کی ہو آپ نے معترضین کے تمام اعتراضات اور شبہات کا نہایت متانت سے اور وضاحت سے ازالہ کیا ہے۔ اس مقالے میں ضمناً عصمت انبیاء پر اجمالاً بحث کی گئی ہے کیوں کہ عصمت انبیاء کے عقیدے کے بغیر حدیث کا حجت ہونا بے معنیٰ سی بات رہ جاتی ہے۔ حضرت قبلہ کاظمی صاحب نے ''الشیخ والشیخۃ'' والی حدیث پر جامع اور مختصر کلام کیا ہے۔ کاظمی صاحب نے چھوٹے چھوٹے عنوانات قائم کر کے مقالے کو آسان فہم اور واضح صورت میں پیش کر دیا ہے۔ مقالے میں مختصر طور پر احادیث کی تدوین کی تاریخ بھی دے دی گئی ہے تا کہ منکرینِ حدیث پر یہ واضح کر دیا جائے کہ حدیث کی تدوین آں

حضرت ﷺ کی وفات کے ایک سو سال بعد نہیں بلکہ اس سے مدتہا پہلے شروع ہو چکی تھی۔ الغرض وہ تمام حیلے اور بہانے جنہیں منکرینِ حدیث استعمال کرتے ہیں اور وہ تمام دجل و فریب جو وہ عوام کو دامِ تزویر میں لانے کے لیے کرتے ہیں تار تار کر کے رکھ دیئے گئے ہیں مجھے امید ہے کہ ایک منصف مزاج انسان اس مقالے کو پڑھنے کے بعد منکرینِ حدیث کے سنہرے جال میں نہیں پھنس سکے گا۔

(مدیر: حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی نائب الشیخ۔ سال نامہ مجلہ الجامعۃ الاسلامیہ (مغربی پاکستان) بہاول پور۔ کانفرنس نمبر شمارہ سوم۔ ۱۳۸۶ھ۔ ۱۹۶۶ء۔ محکمہ اوقاف مغربی پاکستان۔ مقالہ: از صفحہ نمبر ۱۶۴۔ ۲۱۴)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تبصرہ بر ''التبیان'' از سید قاسم محمود۔ ماہ نامہ اسلامی ڈائجسٹ کراچی تشریح القرآن۔ اپریل مئی، ۱۹۹۶ء

البتہ ''التبیان'' نے لطف دیا۔ یہ علامہ سید احمد سعید کاظمی مرحوم کی تفسیر ہے یہ صرف پارہ اول کی تفسیر ہے اور باقی پاروں کی تفسیر جانے کب اشاعت پذیر ہو۔ اکثر مفسرین کے ساتھ یہی حادثہ پیش آیا ہے کہ پہلے پارے یا پہلی سورت سے آگے نہ بڑھ سکے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ''التبیان'' تفسیر نگاری کے روایتی اور کلاسیکی رنگ میں رچی ہوئی ہے۔ مشکل نثر کی وجہ سے پڑھنے میں ذرا دقت محسوس ہوتی ہے لیکن مواد پختہ اور پُر مغز ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:۔

ترجمہ میں، میں نے زیادہ تر علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کے ترجمہ ''البیان''

سے استفادہ کیا ہے۔ (حدیثِ دل شامل در ''تبیان القرآن'' نمبر ۱۳۸۔ اول)

اردو تفاسیر میں ہمارے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کی تفسیر ''التبیان'' نہایت جامع تفسیر ہے اس کا صرف ایک پارہ لکھا جا سکا، اگر آپ کو حیات مہلت دیتی اور آپ یہ تفسیر مکمل کر لیتے تو یہ تفسیر تمام اردو تفاسیر پر فائق ہوتی۔

(مقدمہ ''تبیان القرآن'' نمبر ۱۳۲۔ اول۔ از علامہ غلام رسول سعیدی مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔ طبع رابع۔ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ۔ مئی ۲۰۰۲ء)

علامہ محمد حسن حقانی کا تبصرہ

''جن کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی چنگاری بھی نہ ملی وہ تو اس پر عربی زبان و ادب اور صرف و نحو کے حوالے سے تنقید و انکار کے بھالے چلاتے رہے اور فصاحت و بلاغت کے حوالے سے کوئی بھی مقام دینے کے لیے تیار نہ تھے مگر ایک طرف غزالی زماں رازی دوراں علامہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی صرفی و نحوی تشریح اور فصاحت و بلاغت کی تفسیر سے اس درودِ تاج کا حسن نکھرا، تو دوسری طرف ادیب رائے پوری کی ''ہمہ جہت'' توضیح سے بہت سے نادیدہ گوشے بے حجاب ہو گئے''

(''شرح درودِ تاج میری نظر میں'' نمبر ۴۳، ۴۲۔ از علامہ محمد حسن حقانی۔ شامل در ''درودِ تاج (تحقیق و تشریح) از سید حسین علی ادیب رائے پوری)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

درودِ تاج پر تبصرہ۔ از: ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی۔ فیصل آباد

''ادیب صاحب نے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار استشہاد کیا ہے اور یہ خوشہ چینی عقل و فکر کے کئی باب وا کر گئی ہے۔ عربی کے ایک طالب علم کی حیثیت سے لغوی

پیچیدگیوں کو جس سلاست سے حل کیا گیا اس سے علامہ کاظمی ﷫ کی شخصیت اور زیادہ دل کے قریب ہوگئی ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کے تمام تحقیقی جو ہر پاروں کو مکمل شکل میں درود تاج کی شرح کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اس سے ایقان کی کئی منزلیں طے ہو جائیں گی"

(پیغام سروری۔ از ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی۔ صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد۔ نمبر ۵۴، ۵۳۔ شامل در درود تاج (تحقیق و تشریح) از سید حسین علی ادیب رائے پوری

درود تاج از علامہ عبدالسبحان قادری کراچی

"حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر شاہ پھلواری کے اسی اعتراض ("کہ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم" الفاظ اصل درود تاج میں شامل نہیں ہیں) کا نہایت عالمانہ انداز میں جواب تحریر فرما دیا۔

لیکن ادیب رائے پوری نے درود تاج میں تحریر اٹھاون القاب سیدنا و مولانا سے نور من نور اللہ تک ایک ایک لفظ کی جس طرح تشریح فرمائی وہ ان کا عظیم علمی کارنامہ ہے۔

("درود تاج پر ایک تاریخی کارنامہ۔ از علامہ عبدالسبحان قادری کراچی۔ شامل در "درود تاج۔ تحقیق و تشریح" نمبر ۴۰۔ از سید حسین علی ادیب رائے پوری۔ قوسین ۱۵۔ سرکلر روڈ اردو بازار لاہور۔ بار دوم: ۲۰۰۸ء۔)

ہمارے دور میں جعفر پھلواری کے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے حافظ علامہ محمد احسان الحق فیصل آبادی اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی محدث ملتان کو لا کھڑا کیا۔ جنہوں نے اس کے اپنے گھڑے ہوئے فاسد دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔

بلکہ غزالی زماں نے تو جعفر پھلواری کی ایسی خبر لی کہ نہ صرف وہ بلکہ اس جیسا کوئی اور جنونی قیامت تک درود تاج شریف کی غلطیاں نکالنے کا تصور بھی نہیں کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(درود تاج۔ اصل میں "ضوء السراج فی شرح درودِ تاج" نمبر ۹۔ از علامہ فیض احمد اویسی بہاول پوری)

لیکن مولوی جعفر پھلواری کے اعتراضات کا جواب غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موٹی کتاب بنام "درود تاج پر اعتراضات کے جوابات" لکھی اور خوب لکھی۔ فقیر نے اس کتاب سے کوب فائدہ اٹھایا۔

(درود تاج اصل میں۔ ضوء السراج فی شرح درود تاج۔ نمبر ۲۳۔ اول۔ ناشر: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ۔ کراچی۔ محرم: ۱۴۲۷ھ۔ فروری ۲۰۰۶ء)

ماہ نامہ "ماہِ طیبہ"۔ تحصیل بازار سیال کوٹ۔ جنوری 1999ء۔ رمضان 1419ھ۔ جلد نمبر ۹۔ شمارہ نمبر ۱۰۔ مدیر اعلیٰ: ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری۔

عنوان: گوھر نایاب (غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ نمبر ۴۱،۳۹۔ مضمون نگار: علامہ محمد عبدالستار خان نیازی۔

اقتباس:

آپ کی ہر فن میں تصانیف موجود ہیں۔ ان میں ایک مختصر رسالہ ''الحق المبین'' باطل کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کے لیے البرز شکن گرز کی حیثیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے بعد ہمارے عقائد اور نظریات کا حامل وہ ترجمہ قرآن مکمل کیا ہے جو کئی تفسیروں سے بے نیاز کردے گا۔

روح البیان روح المعانی وغیرہ بلند پایہ تفاسیر کے بعد وہ ایسی تفسیر لکھ رہے تھے جو متقدمین اور متاخرین کی مساعی جمیلہ کا لحاظ کرتے ہوئے تشنگانِ علم و معرفت کے لیے چشمہ صافی بن جاتا مگر افسوس! کہ عمر نے وفا نہ کی اور یہ کام ادھورا رہ گیا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

تقریظ

از قلم فیض رقم امام المناطقه، رئیس الفلاسفه، استاذالاساتذه، فخر الجهابذه، جامع المعقول والمنقول، العلامه، الفهامه، الحافظ، الحاج مولانا عطامحمد چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ

صدر مدرس دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع سرگودھا

غزالیٔ زماں محقق دوراں علامہ احمد سعید کاشاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ ایسے بحرِ مواج کی معمولی سی لہر کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں حضرت موصوف نے نہ صرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ پر زبانِ طعن دراز کرنے والوں کو دنداں شکن جواب دیا بلکہ تحذیر الناس کی عبارت کو بادلائل بے نظیر رد کرکے

ھباءً منثوراً کردیا۔ میں نے اسے گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ حضرت موصوف کے علمی تبحر اور صداقتِ مسلک کو ہر جگہ موجزن پایا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے انبیاء کرام کی عزت وعصمت پر ناپاک حملے کرنے والوں سے حفاظت کے لئے دنیائے سنیت میں ایسے یگانہ روزگار محقق مقرر فرمائے جو اپنے گراں مایہ علمی نکات اور بے لاگ تحقیقات کے ذریعہ ہر مخالف کے دلائل واعتراضات کے ایسے جواب دیتے ہیں کہ کسی کو مجالِ تکلم نہیں، اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو تادیر دین متین مسلک اہل سنت وجماعت کی خدمات کا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حررہ الفقیر خادم العلماء عطامحمد الچشتی الگولڑوی۔

المدرس بدر العلوم مظہرمدایہ فی بلدۃ بندیال ضلع سرگودھا۔

التبشیر بردالتحذیر۔ نمبر ۷۰، ۶۹۔ مع التنویر لدفع ظلام التحذیر۔

ناشر: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہی وال۔ سالِ طباعت ندارد۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

التبشیر بردالتحذیر

علامہ محمد فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ۔ گوجراں والا۔

''ایک دفعہ مجھے جامعہ اسلامیہ بہاول پور جانا ہوا۔ جہاں حضرت کاظمی صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ان دنوں میرے ذہن میں کچھ سوالات تھے باوجود کوشش کے ان سوالات کو حل نہیں کر پایا تھا۔ ذہن میں بہت الجھاؤ تھا۔ آپ شجاع آباد ایک مدرسہ میں جارہے تھے، آپ کی ہدایت پر میں بھی ساتھ ہولیا۔

راستے میں آپ نے مجھے اپنی کتاب ''التبشیر'' جو اُن دنوں ہی آپ نے مکمل فرمائی تھی کا مسودہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جاتے ہوئے اس کو ایک نظر دیکھ لو۔

دراصل آپ کی نگاہِ ولایت نے میرے دلی کیفیت کو بھانپ لیا تھا۔ جبھی تو مجھے اُس کے مطالعہ کا حکم دیا تھا۔ چناں چہ جب میں نے ''التبشیر'' پڑھنا شروع کی تو میں قلزمِ حیرت میں ڈوبتا ہی چلا گیا کہ مجھے اپنے ایک ایک سوال کا مفصل و مدلل جواب مل رہا تھا۔ کتاب پڑھنے کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور میرے تمام سوالات حل ہوگئے ہیں۔''

(''حضرت سید احمد سعید کاظمی'' از سردار احمد حسن سعیدی۔ شامل درسہ ماہی سیریز ''لوح و قلم'' لاہور صفحہ نمبر ۸۵۔ ۸۴۔ شوال۔ ذوالحجہ۔ ۱۴۱۲ھ۔ ناشر: طلباء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

تبصرہ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ بر ''التبشیر برد التحذیر''

''تحذیر الناس'' کے حامی بڑے دھڑلے سے یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ مولوی نانوتوی نے عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کے مطابق پیش کیا ہے۔ وہ ختم نبوت (زمانی) کے کیسے منکر ہوسکتے ہیں؟

لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دفعہ کا انکار سینکڑوں دفعہ کے اقرار پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کیا دعویٰ نبوت کے باوجود مرزا قادیانی کی متعدد تصریحات موجود نہیں ہیں جن سے عقیدہ ختمِ نبوت کی حمایت کا پتہ چلتا ہے؟

اس عنوان پر غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''التبشیر برد التحذیر'' کا مطالعہ سودمند رہے گا۔

(حسام الحرمین۔ پیرایہء آغاز۔ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ۔۔۔۔۔؟ منقول از: قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ حصہ اول از محمد الیاس برنی۔ ناشر: رضا پبلی کیشنز کراچی

طباعت اول: جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

ستمبر ۲۰۰۱ء

بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کا تنقیدی جائزہ۔

خاتم النبیین کی صحیح تفسیر۔ التبشیر بردالتحذیر

تصنیف: علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

غزالیٔ زماں علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ تقریر وتحریر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ علمی مسائل میں آپ کی تحقیقات کا پایہ ہمیشہ بلند ہوتا ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے مخالفینِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اس الزام کا جائزہ لیا ہے کہ آپ نے قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کے مختلف مقامات کے تین نامکمل فقرے لے کر ایک فقرہ بنالیا۔ جس سے کفری معنی پیدا ہوگئے۔

علامہ کاظمی صاحب نے اس بے بنیاد الزام کی نہ صرف تردید ہی کی بلکہ تحذیر الناس کی چودہ غلطیاں نکال کر دلائل و براہین کے ساتھ مباحثِ مندرجہ کتاب کا بھی رد کیا ہے۔

(حافظ نعمت علی چشتی سیالوی) مالک مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ہائی سٹریٹ ساہیوال

(''محمد رسول اللہ قرآن میں'' بیک ٹائٹل نمبر ۸۸۔ (بہ صورتِ اشتہار)

مصنف: علامہ ارشد القادری جمشید پور بہار (ہندوستان) محشی: علامہ غلام سرور قادری (ہارون آباد پاکستان) بارِ دوم: سالِ طباعت ندارد)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

عرضِ ناشر:

غزالیٔ زماں رازی دوراں حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ کی ذات ستودہ صفات علمی حلقوں میں ہرگز محتاج تعارف نہیں۔ آپ جہاں تقریر کے دھنی ہیں وہاں تحریر کے بھی شہنشاہ ہیں۔ آپ کا قلم جس موضوع پر بھی اٹھا اس پر آپ نے تحقیق کے دریا بہا دیئے اور پڑھنے والے آپ کی جلالتِ علمی پر اش اش کر اٹھے۔ "الحق المبین"، "تسکین الخواطر" "میلاد النبی" "کتاب التراویح" اور اس جیسی دیگر بلند پایہ وگرانمایہ کتابیں آپ کے علمی تبحر کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت قبلہ علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے خصوصی عشق اور لگاؤ ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس کسی جاہل و ناہنجار نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر اپنی جہالت وکم علمی کی بنا پر کبھی کوئی اعتراض کیا تو آپ نے اپنے نشتر نما قلم سے اس کا ایسا رد بلیغ فرمایا کہ اسے تا قیامت سر اٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ "الاھداء" اور اس جیسی آپ کی دیگر تالیفات اسی موضوع سے متعلق ہیں۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ حق کی حمایت و اعانت اور باطل کی سرکوبی کے لیے سینہ سپر رہے۔

زیر نظر کتاب آپ کے تبحر علمی کا ایک عظیم شاہکار ہے اور اس میں آپ نے صاحب تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی نام نہاد علمیت کا بھانڈا جس طرح عین چوراہے میں پھوڑا ہے وہ خاص آپ ہی کا حصہ ہے۔

اندازِ تحریر ایسا دل نشین ہے کہ قاری اس کو پڑھنا شروع کر دے تو ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہر جملہ بے مثل اور ہر لفظ بے نظیر ہے اور پوری کتاب آپ کے بلند ترین علمی معیار کی عکاسی کرتی ہے آپ کی یہ لاجواب تالیف لطیف آج تک منظر عام پر نہیں آئی تھی۔

"مکتبہ فریدیہ ساہیوال" کو فخر ہے کہ وہ یہ عظیم الشان علمی ومعیاری کتاب عمدہ کتابت، بہترین طباعت اور شاندار کاغذ سے مزین ومرصع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

نیز اسی موضوع پر حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی کی غیر مطبوعہ بے نظیر کتاب "التنویر لدفع ظلام التحذیر" بھی ساتھ شامل کر دی گئی ہے۔

امید ہے کہ اہل علم اس کا والہانہ خیر مقدم کریں گے اور ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے دیکھیں گے۔ آخر میں ہم جناب محمد صدیق صاحب فانی خوش نویس خانیوال کا پر خلوص شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت کی طرف ہماری توجہ مبذول فرمائی۔

ابو العطاء حافظ نعمت علی چشتی۔ مالک مکتبہ فریدیہ ساہیوال۔

التبشیر بردالتحذیر مع التنویر لدفع ظلام التحذیر۔ نمبر ۲، ۳۔ سالِ طباعت ندارد۔ طباعت اول۔

خاتمہ

خطوط کے پیڈز

۱۔ سید احمد سعید کاظمی
صدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
صدر مرکزی تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان
مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان

۲۔ سید احمد سعید کاظمی۔
شاداب کالونی پولیس لائنز روڈ ملتان
شیخ الحدیث ومہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم (رجسٹرڈ) ملتان
سابق پروفیسر وصدر شعبہ حدیث اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور

۳۔ سید احمد سعید کاظمی امروہی پروفیسر وصدر شعبہ حدیث جامعہ اسلامیہ بہاول پور

۴۔ مرکزی دفتر جمعیۃ العلماء پاکستان۔ لاہور۔ (ایک خط)

۵۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
(ایک خط)
سید احمد سعید کاظمی امروہوی
صدر تحقیقات ادارہ علمیہ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان
ومہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

۶۔ از مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم رجسٹرڈ نمبر ۱۷ کچہری روڈ ملتان شہر (مغربی پاکستان)۔

۸۔ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

۹۔ مدرسہ غوثیہ مہریہ نوریہ رجسٹرڈ ۶۹۵ R.P نزد چونگی مخدوم پور جھنگ روڈ کبیر والا۔ (ایک خط)

۱۰۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سید احمد سعید کاظمی امروہوی ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان ومہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان۔

۱۱۔ سادہ کاغذ۔

خطوط جو دستیاب نہ ہوسکے۔

۱۔ بنام مولانا نور احمد ریاض سیالوی۔ (سابق ناظم دفتر انوار العلوم ملتان)
۲۔ بنام مفتی محمد عبد القوی۔ (تنظیم المدارس کے سابقہ پانچ سالہ پیپرز پر کام نہ کریں) دار العلوم عبیدیہ محلہ قدیر آباد ملتان
۳۔ جواب از مفتی عبد القوی۔ ملتان
۴۔ بنام مفتی محمد عبد القوی۔ ملتان
۵۔ بنام مولانا محمد سردار احمد (داخلہ علامہ فیض احمد اویسی بہاول پوری) فیصل آباد
۶۔ بنام مفتی محمد صدیق ہزاروی، سعیدی (۱۹۸۵ء)
۷۔ بنام صوفی محمد زاہد سعیدی باجوہ میلسی۔ (صفدر سعیدی کی مدرسہ مصباح العلوم میلسی میں تعیناتی)
۸۔ بنام احمد علی لاہوری، دیو بندی (لاہور)
۹۔ خط از احمد علی لاہوری۔
۱۰۔ تعزیت نامہ بروفات بابو جی ؒ
بنام صاحب زادگان لالہ جی صاحبان گولڑہ شریف

۱۱۔ تعزیت نامہ بروفات بابوجی رحمۃ اللہ علیہ۔ بنام مفتی فیض احمد فیض۔ گولڑہ شریف

۱۲۔ خط بنام مفتی فیض احمد فیض (کہ اپنے بھائی علامہ مشتاق احمد چشتی کو مدرسہ انوار العلوم میں تدریس کے لیے بھیجیں)

۱۳۔ تعزیت نامہ بزبان عربی بروفات پیر سید محمد امام شاہ۔ لودھراں

۱۴۔ بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ کراچی

۱۵۔ بنام مولانا محمد الیاس عطار قادری۔ امیر دعوت اسلامی۔ کراچی۔

۱۶۔ بنام پیران مہار شریف۔ چشتیاں ضلع بہاول نگر۔

۱۶۔ بنام مہر محمد اقبال ہراج۔ (الیکشن ۱۹۸۴ء کے موقع پر) چوکی ہراج کبیر والا

۱۷۔ بنام علامہ منظور احمد چشتی۔ نواں جنڈاں والا۔ بھکر

۱۸۔ بنام پیر خورشید احمد شاہ۔ جگی شریف، ضلع لیہ

۱۹۔ از بابوجی رحمۃ اللہ علیہ (سید غلام جیلانی شاہ کے داخلہ سے متعلق)

۲۰۔ از علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی کوٹلوی۔ گوجرانوالا۔ بابت ظل النبی ﷺ

۲۱۔ از مرزا ریاض احمد حافظ آبادی۔ بابت ظل النبی ﷺ۔

۲۲۔ پہلا خط از فضل الٰہی دیوبندی۔ پل پختہ، پشاور

۲۳۔ پہلے خط کا جواب بنام فضل الٰہی از علامہ کاظمی (۶۷ صفحات پر مشتمل)

۲۴۔ دوسرا خط از علامہ کاظمی بنام فضل الٰہی

۲۵۔ بنام صغیر احمد کاظمی امروہی (بھارت) جولائی ۱۹۶۰ء

۲۶۔ بنام دوسو علماء مسلکِ بریلی (بابت بریلوی دیوبندی اختلاف)

۲۷۔ خط از۔۔۔۔ جو التبشیر برد التحذیر (۱۹۶۳ء) لکھنے کا سبب بنا

۲۸۔ از۔۔۔۔ بابت گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا

۲۹۔ از حق نواز سعیدی اوچ شریف۔ بابت قدمِ غوث اعظم برگردنِ اولیاء

۳۰۔ از مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی۔ برائے مدرس حفظ

۳۱۔ از۔۔۔۔ تفسیر ''التبیان'' کی بابت کہ کب شائع ہوگی اور فوٹو کاپیاں کرا کر لے گئے

۳۲۔ از علامہ ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ بابت افضلیتِ جبریل علیہ السلام

۳۳۔ از علامہ ابوالحسنات قادری۔ لاہور (بابت تشکیل مرکزی جمعیت علماء پاکستان۔ جو علامہ کاظمی کے پہلے خط کے جواب میں ہے)

۳۴۔ از مفتی محمد حفیظ اللہ نقش بندی ملتان (مدرس دورہ تفسیر القرآن، جامعہ اسلامیہ رحمانیہ۔ ہری پور ہزارہ)

۳۵۔ اور بے شمار خطوط جو ہماری معلومات میں نہیں ہیں

نوٹ: یہ حصہ اس لیے شامل کیا کہ کوئی صاحب تگ و دو کر کے انہیں دریافت کرے اور ان پر تحقیق کر کے شائع کرے۔ یا اپنی معلومات سے ہمیں آگاہ فرمائے۔

فہرست مراجع ومصادر

۱۔ فیوض القرآن۔ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی۔ بہاول پور۔

۲۔ تفسیر الحسنات بایاتِ بینات۔ علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری اشرفی لاہور۔ ۱۹۹۲ء

۳۔ تفسیر سراج منیر۔ علامہ حافظ پیر غلام حسین مصطفیٰ رضا (نابینا)

۴۔ ترجمہ ''البیان'' علامہ کاظمی۔ ۱۹۸۷ء

۵۔ الحق المبین از علامہ کاظمی۔ مکتبہ سعیدیہ کالے منڈی ملتان

۶۔ الحق المبین از علامہ کاظمی۔ مع عکس ہائے کتب دیابنہ وہابیہ، خلیل احمد رانا ۲۰۰۴ء

۷۔ اسلام میں عورت کی دیت۔ علامہ کاظمی۔ ۱۹۸۵ء

۸۔ تحفہ کاظمیہ (بلغاریہ میں نماز کا مسئلہ)۔ از علامہ کاظمی

۹۔ تصریح المقال فی حل امر الاہلال المعروف ایک اہم دینی علمی تحقیق۔ علامہ کاظمی

۱۰۔ فلسفۂ قربانی اور منکرین قربانی کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات۔ علامہ کاظمی

۱۱۔ آئینۂ مودودیت۔ علامہ کاظمی۔ ۱۹۷۸ء

۱۲۔ تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ علامہ کاظمی

۱۳۔ مزیلۃ النزاع (اثبات السماع) علامہ کاظمی

۱۴۔ نفی الظل والفیء عمن استنار بنورہ کل شیء۔ علامہ کاظمی

۱۵۔ خطبہ استقبالیہ۔ برموقع کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء از

علامہ کاظمی

۱۶۔ فضائل الخلفاء الاربعہ۔ از سید گل محمد شاہ

۱۷۔ مقالات کاظمی جلد اول۔ (مجموعہ مقالات ورسائل علامہ کاظمی)
مرتب: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی۔ ۲۰۰۲ء

۱۸۔ مقالات کاظمی جلد دوم

۱۹۔ مقالات کاظمی جلد سوم۔ مرتبہ: حافظ نعمت علی چشتی سیالوی۔ ساہیوال 1991ء

۲۰۔ مقالات کاظمی جلد چہارم، مرتبہ: حافظ محمد عبدالرزاق نقش بندی۔ ۲۰12ء

۲۱۔ ''التبشیر بردالتحذیر'' مع ''التنویر لدفع ظلام التحذیر''
علامہ کاظمی۔ علامہ غلام علی اوکاڑوی۔ مکتبہ فریدیہ۔ ساہیوال

۲۲۔ فتاویٰ کاظمیہ۔ فوٹوسٹیٹ۔ مرتبہ شیخ غلام محمد راشد نظامی۔ اجمیری کتب خانہ ملتان۔ ۲۰12ء

۲۳۔ مقام سنت۔ علامہ مشتاق احمد چشتی۔ ۲۰۰۷ء

۲۴۔ منصب رسالت۔ علامہ منصب علی شرق پوری لاہور

۲۵۔ بدر الکبریٰ۔ علامہ محمد صدیق ملتانی

۲۶۔ فتاویٰ نوریہ۔ فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری

۲۷۔ حنفی پاکٹ بک۔ میاں فتح محمد قادری جلال پوری

۲۸۔ قراۃِ فاتحہ اور مقتدی۔ علامہ محمد طفیل سعیدی۔ لاڑ جنوبی۔ (جلال پور پیروالا)

۲۹۔ اسلام اور داڑھی۔ علامہ محمد منظور احمد فیضی۔ ۱۴۱۳ھ

۳۰۔ سلم المناجیح فی بیان انہ مالک المفاتیح۔ المعروف مختار کل
علامہ محمد منظور احمد فیضی۔ ۲۰۰۲ء

۳۱۔ مسائل و معلومات حج وعمرہ۔ محمد معین الدین احمد۔ ۱۹۹۳ء

۳۲۔ معراج مصطفی۔ سید اشرف علی ہلال جعفری۔ ۱۹۶۶ء

۳۳۔ ہلال حرم۔ سید اشرف علی ہلال جعفری۔ ۱۹۸۴ء

۳۴۔ تضمین مبین۔ منشی عزیز حاصل پوری

۳۵۔ مناقب صدیق اکبر۔ علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی۔ ۱۳۹۵ھ

۳۶۔ شاعری اور حضرت حسان بن ثابت۔ پروفیسر حافظ اشفاق احمد خان۔ ۱۹۸۴ء

۳۷۔ قدم قدم سجدے۔ خالد محمود خالد نقش بندی۔ ۱۹۸۲ء

۳۸۔ ثناء خوان رسول۔ (محمد علی ظہوری) نشاط احمد شاہ ساقی۔ خانیوال۔ ۲۰۰۰ء

۳۹۔ قصیدہ بردہ (چہار ترجمہ) ڈاکٹر محمد عبدالحق۔ ۱۹۷۸ء

۴۰۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری۔

۴۱۔ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی۔ خلیل احمد رانا۔ ۱۹۹۴ء

۴۲۔ انوار قطب مدینہ۔ خلیل احمد رانا

۴۳۔ تذکرہ کریمیہ۔ پروفیسر چوہدری بابا کرم شاہ۔ ۱۹۸۳ء

۴۴۔ فیوضات بارویہ۔ جام محمد ظفر اللہ باروی۔ ۱۹۸۶ء

۴۵۔ القول السدید فی حکم یزید۔ علامہ سراج احمد سعیدی اوچوی۔ ۱۹۹۷ء

۴۶۔ امام پاک اور یزید پلید۔ علامہ محمد شفیع اوکاڑوی۔ ۱۹۹۹ء

۴۷۔ ضمیمۃ الکتاب فی اثبات الکرامات۔ علامہ پیر محمد اکرم شاہ جمالی۔ ۲۰۰۳ء

۴۸۔ مدینۃ الرسول۔ علامہ پیر منظور احمد شاہ ساہی وال۔ ۲۰۰۶ء

۴۹۔ آب کوثر۔ ابوسعید علامہ مفتی محمد امین قادری۔ فیصل آباد۔ ۱۹۸۷ء

۵۰۔ اندھیرے سے اجالے تک۔۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ ۲۰۰۶ء

۵۱۔ تاثرات۔ ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی۔ ۱۹۸۸ء

۵۲۔ تبلیغی جماعت کا صحیح رخ۔ شیخ الحدیث علامہ عبدالغفور الوری۔ ۲۰۰۷ء

۵۳۔ جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے پہلے ترجمان (علامہ کاظمی)
محمد صلاح الدین سعیدی۔ ۲۰۰۶ء

۵۴۔ در رسول کی حاضری۔ مفتی محمد خان قادری۔ ۱۹۹۵ء

۵۵۔ حیات امام الواصلین پیر محمد امام شاہ مہر آبادی
سید ظفر علی شاہ مہروی لودھراں۔ ۲۰۰۲ء

۵۶۔ ”عیون المطالب فی اثبات ایمان ابی طالب“ حصہ اول
علامہ ابراہیم صائم چشتی فیصل آبادی۔ ۲۰۰۸ء

۵۷۔ سید ضیاء الدین قادری۔ دوم
عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی۔ ۱۴۲۶ھ

۵۸۔ ماہ نامہ تبیان۔ مدیر اعلیٰ مولانا شاہ حسین گردیزی۔ ۱۹۸۶ء

۵۹۔ ربیع المجالس۔ (تذکرہ خواجہ محبوب رحمانی) صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی۔ 1995ء

۶۰۔ عظمتوں کے پاسبان۔ (علماء کا تذکرہ) علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ ۲۰۰۰ء

۶۱۔ قلمی تحریر۔ (خودنوشت) شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی۔ ۲۰۱۰ء

۶۲۔ بیہقی وقت علامہ منظور احمد فیضی۔ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی۔ ۲۰۰۷ء

۶۳۔ روزنامہ آفتاب ملتان۔ چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر۔ ۱۴۰۴ھ

۶۴۔ حیات غزالی زماں۔ (اضافہ شدہ) حافظ امانت علی سعیدی۔ ۲۰۱۲ء

۶۵۔ ہفت روزہ اذان۔ (ملتان)

۶۶۔ ماہ نامہ السعید ملتان۔ (امام اہل سنت نمبر) ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۶
مدیر اعلیٰ سید حامد سعید کاظمی

۶۷۔ ریاض الفتاویٰ اول دوم سوم۔ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی رضوی۔ ۲۰۰۱ء

۶۸۔ فتاویٰ خلیل العلماء۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتی حیدر آبادی

۶۹۔ اظہارِ حقیقت مع فتاویٰ علماء کرام در مسئلہ افضلیت۔ علامہ محمد حسن علی رضوی میلسی۔ ۱۹۶۱ء

۷۰۔ تاج دارِ اہل سنت۔ (تذکرہ مولانا حامد علی خان)
علامہ اشرف الحامدی۔ ۱۹۹۵ء

۷۱۔ سیرت امیر ملت۔ سید اختر حسین۔ محمد طاہر فاروقی۔ ۱۴۱۰ھ

۷۲۔ انوارِ قمریہ۔ جلد اول۔ مفتی قاری غلام احمد سیالوی۔ ۱۹۹۵ء

۷۳۔ محدث اعظم پاکستان، اکابرین اور معاصرین کی نظر میں۔
علامہ محمد حسن علی رضوی۔ ۱۹۹۸ء

۷۴۔ حیاتِ محدث اعظم پاکستان۔ حافظ عطاء الرحمن قادری رضوی۔ ۲۰۰۴ء

۷۵۔ عاشق رسول۔ عتیق الرحمن سیفی۔ ۱۹۶۴ء

۷۶۔ روشن ستارے۔ نور الزماں نوری۔ ۲۰۰۸ء

۷۷۔ ماہ نامہ نور الحبیب بصیر پور۔ ۱۹۸۶ء

۷۸۔ حیاتِ فقیہ اعظم۔ شبیر احمد شاہ ہاشمی پتوکی۔ ۱۹۸۳ء

۷۹۔ شاہانِ تونسہ۔ شیخ غلام محمد نظامی۔ (اجمیری کتب خانہ ملتان)

۸۰۔ تذکرہ مشائخ آلو مہار شریف۔ محمد بشارت علی مجددی، محمد نوید اقبال مجددی۔ ۲۰۰۹ء

۸۱۔ ہفت روزہ احقر ملتان۔ ۱۹۹۶ء

۸۲۔ ماہ نامہ نظام الدین ملتان۔ ۱۳۹۰ھ

۸۳۔ ذکر جمیل۔ علامہ محمد شفیع اوکاڑوی۔ ۲۰۰۹ء

۸۴۔ نعت رنگ۔ مرتب صبیح رحمانی۔ ۱۹۹۹ء

۸۵۔ انوار لاثانی کامل۔ مفتی بشیر احمد نقش بندی۔ ۲۰۰۹ء

۸۶۔ مختصر احوال و آثار۔ حاجی محمد صدیق فانی۔ خانیوال

۸۷۔ تذکرہ مدراسی شہید۔ حاجی محمد صدیق فانی۔ خانیوال

۸۸۔ نقوش رعنا موسوم بہ مرقع خطاطی۔ از ابن کلیم ملتان

۸۹۔ ہفت روزہ الہام۔ بہاول پور۔ امام کاظمی نمبر ۷ جولائی ۱۹۸۶ء

۹۰۔ ذکر ریاض۔ (صوفی محمد ریاض قادری خانیوال) مؤلفہ: محمد اکرام اللہ خان
غوری سعیدی، حاجی محمد صدیق فانی خوش نویس۔ ۲۰۰۵ء

۹۱۔ سال نامہ مجلہ الجامعۃ الاسلامیہ بہاول پور۔ کانفرنس نمبر ۱۹۶۶ء

۹۲۔ ماہ نامہ اسلامی ڈائجسٹ کراچی۔ تشریح القرآن، اپریل، مئی ۱۹۹۶ء۔
از سید قاسم محمود۔ کراچی

۹۳۔ تفسیر تبیان القرآن اول۔ از علامہ غلام رسول سعیدی۔ ۲۰۰۲ء

۹۴۔ درود تاج (تحقیق و تشریح) سید حسین علی ادیب رائے پوری۔ ۲۰۰۸ء

۹۵۔ ضوء السراج فی شرح درود تاج۔ علامہ فیض احمد اویسی۔ بہاولپور۔ ۲۰۰۶ء

٩٦۔ ماہ نامہ ''ماہِ طیبہ'' تحصیل بازار سیال کوٹ۔ ١٩٩٩ء

٩٧۔ سہ ماہی لوح وقلم۔ لاہور۔ ١٤١٢ھ

٩٨۔ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ۔ اول۔ محمد الیاس برنی۔ ٢٠٠١ء

٩٩۔ محمد رسول اللہ قرآن میں۔ علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ انڈیا

١٠٠۔ اخباری تراشہ (روزنامہ)

١٠١۔ رجسٹر تاثرات جامعہ غوثیہ مہریہ نوریہ کبیر والا۔ ضلع خانیوال

١٠٢۔ فیضان شیخ القرآن (علامہ عبدالغفور ہزاروی) پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
سال طباعت: ٢٠١٠ء

١٠٣۔ معرفت یزدانی اور مقصد تخلیق انسانی۔ علامہ محمد حسن چشتی سیالوی رضوی

١٠٤۔ فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری۔ علامہ سید محمود احمد رضوی۔ لاہور

١٠٥۔ ماہ نامہ السعید ملتان اگست، ستمبر ١٩٦٠ء مدیر اعلیٰ سید احمد سعید کاظمی

١٠٦۔ تذکرہ حیات دستگیر از کریم بخش سعیدی راجن پور۔ ٢٠١٠ء

١٠٧۔ ردالمحتار علی درالمختار۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ١٤١٢ھ

١٠٨۔ صحیفہ نور از شیخ عبدالعزیز حاصل پوری طبع المعارف گنج بخش روڈ لاہور

جگر گوشہ غزالی زماں، استاذ العلماء

حضرت علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان کی علمی تحریرات کا مجموعہ

بنام

تقریظاتِ کاظمی

مرتبہ : ابوعبداللہ محمد صفدر علی سعیدی ملانہ
فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان و تنظیم المدارس

رمضان المبارک ١٤٣٥ھ جولائی 2014ء

ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ انوار العلوم نیو ملتان

تکملہ تفسیر ''التبیان'' پارہ اول

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۰)

اور یہود ونصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کریں۔ فرما دیجئے بے شک اللہ کی ہدایت ہی (سیدھے راستہ کی) ہدایت ہے اور (اے مخاطب) اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو تجھے اللہ (کی گرفت) سے بچانے کے لیے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔

شانِ نزول:

یہود ونصاریٰ اچھی طرح جان گئے تھے کہ حضور ﷺ وہی نبی برحق ہیں جن کی بعثت کی نوید صحائف میں سنائی گئی ہے۔ لیکن ان کی توقعات کے برعکس سرکار کی ولادت باسعادت بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسمٰعیل (قریش) میں ہوئی اور مزید یہ کہ آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس سے تبدیل ہوکر حرم مکہ مقرر ہوا تو انہوں نے حسد اور تعصب کی وجہ سے یہ فیصلہ کرلیا کہ ہم اس نبی پر قطعاً ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ ان کو اپنے مذہب کی طرف پھیریں گے اور سرکار سے معجزات طلب کرنے لگے۔ یہ تلاشِ حق کی نیت سے نہیں بلکہ بُغض، عناد اور عاجز کرنے کی غرض سے تھا۔ (خازن صفحہ ۷۷ جلد ۱) اس کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ہے، چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۰ تا ۹۱ ملاحظہ ہو۔ ''اور انہوں نے کہا ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ

ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کردیں یا آپ کے لیے کوئی باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا پھر آپ اس کے درمیان بہتی ہوئی نہریں جاری کریں''۔ دراصل یہ ایمان نہ لانے کے بہانے تھے، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) اگر آپ اہل کتاب کے پاس تمام معجزات لے آئیں پھر بھی وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے''۔

نیز سورۂ اعراف میں ارشاد ہے: ''اگر وہ سب معجزے دیکھ لیں پھر بھی ایمان نہ لائیں گے''۔ مذکورہ بالا حالات میں ''وَلَنْ تَرْضٰى الخ۔ نازل ہوئی۔

زیر بحث آیت میں من حیث القوم یہود ونصاریٰ کے تعصب کو بیان کیا گیا ہے۔ تاہم ان میں سے بعض حضرات جنہیں حق کی تلاش تھی وہ ایمان لے آئے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض رفقاء۔ رہا یہ امر کہ قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد تمام اہل کتاب مسلمان ہوجائیں گے جیسا کہ سورۂ نساء میں ہے: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ۔ یعنی نزول مسیح علیہ السلام کے بعد اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر وہ ضرور ضرور ایمان لائے گا۔ عیسیٰ پر ان کی موت سے قبل۔ حالانکہ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى میں یہود ونصاریٰ کے ایمان کی نفی کی گئی ہے؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ آیت مذکورہ میں اہل کتاب کی ضد، کج روی، حسد اور بغض کو بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی جب تک یہ بغض وحسد ان میں باقی رہے گا وہ قطعاً ایمان نہ لائیں گے۔ لیکن نزول علیہ السلام کے بعد جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعتِ محمدیہ پر عمل پیرا دیکھیں گے تو ان کے قلوب بے راہ روی کی آلائش سے پاک ہوجائیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ اور اسی بات کو وَاِنْ مِّنْ

اَهْلِ الْكِتٰبِ الآیۃ میں بیان کیا گیا ہے۔

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔

ملت:

ان احکام کو کہا جاتا ہے جو پروردگار نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنی کتابوں میں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان پر جاری فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کو ملت بھی کہہ دیتے ہیں اور اس آیت میں ملت سے شریعت وطریقہ مراد ہے۔

اہل کتاب اپنے زعمِ باطل میں سمجھتے تھے کہ وہ سرکار دوعالم نورِ مجسم ﷺ کو اپنی خودساختہ شریعت وطریقہ پر لے آئیں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ امید انہیں اس وقت ہوئی جب سرورِ کونین ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع فرمائی۔ (تفسیر خازن صفحہ ۷۷ جلد ۱) چنانچہ حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ میں ان کے ارادے کا بیان فرماتے ہوئے اس کا ردّ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى سے فرمایا۔ یعنی اے حبیب ﷺ آپ فرمادیں جس چیز کو تم ہدایت قرار دے رہے ہو وہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہدایت تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اور وہ اسلام ہے۔ (خازن صفحہ ۷۷، جلد ۱)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ درحقیقت یہاں امتِ محمدیہ کو یہود ونصاریٰ کی پیروی اور اتباع سے روکا گیا ہے۔ اس لیے جلیل القدر صحابہ کرام اور مفسرین قرآن نے فرمایا کہ بظاہر یہاں خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے لیکن مراد امت کو تنبیہ کرنا ہے۔ کیوں کہ یہ بات سرکار کی عظمت کے منافی ہے کہ آپ یہود ونصاریٰ کی پیروی کریں۔ یہ خطاب اس طرح جیسے رئیس القوم کو مخاطب کر کے قوم

کو تنبیہ کرنا مقصود ہو۔

(قرطبی صفحہ ۱۶۲، جلد ۲، خازن، صفحہ ۱۷۸، جلد ۱، شیخ زادہ)

سورۂ زمر میں ارشاد فرمایا: لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اے مخاطب) اگر تو نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو تیرے سب عمل ضائع ہوجائیں گے اور تو ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائے گا۔ اس آیت کریمہ میں شرک سے اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور یہ بات واضح ہے کہ حضور ﷺ سے شرک کا صدور ممکن ہی نہیں کیوں کہ انبیاء کرام توحید کے علمبردار ہوتے ہیں اور وہ شرک کو مٹانے کے لیے مبعوث ہوتے ہیں چہ جائیکہ وہ خود شرک میں مبتلا ہوجائیں۔ (تفسیر نیشاپوری، شیخ زادہ)

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (اے حبیب) یقیناً آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ نیز ان کو رسالت ودیعت فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے کفر وشرک صادر نہ ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ! اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اور لَئِنْ اَشْرَكْتَ جیسی دیگر آیات مبارکہ میں درحقیقت امت ہی کو تنبیہ ہے۔

جب یہ واضح ہو چکا کہ اگرچہ بظاہر یہاں خطاب نبی سے ہے مگر مراد امت کو تنبیہ کرنا ہے تو اب بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ کا مفہوم یہ ہوگا۔ اے میرے محبوب کی امت قرآن وسنت اور شریعت کے آجانے کے بعد بھی اگر تم نے اہل کتاب کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (سورۂ بقرہ ۱۲۱)

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے پڑھتے ہیں جیسے اُسے پڑھنا چاہیے وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

شانِ نزول:

بعض صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور وہاں کے بادشاہ ''نجاشی'' کو قرآن کے ذریعہ اسلام کا دلدادہ بنالیا۔ جب سرکار دوعالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی یہ حضرات بھی بذریعہ کشتی سرکار کی طرف روانہ ہوئے ان ہی حضرات کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ اہل سفینہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حضور اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کی تعداد چالیس تھی، بتیس حبشہ کے تھے اور آٹھ شامی راہب۔

چونکہ سابق آیت میں بھی اہل کتاب کا ذکر ہے اس لیے ''الکتاب'' سے مراد تورات وانجیل ہے۔ مگر بعض مفسرین نے قرآن مجید کا قول بھی کیا ہے۔ یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں سرکار دوعالم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ مذکور تھے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے صحابہ کرام کی بعض صفات کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ۔ اُن کی مذکورہ صفات تورات میں ہیں۔ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اور ان کی مثال انجیل میں۔ الخ۔
تو اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے تحریف کے بغیر کتاب کی تلاوت کی اور ان کے احکام کو تسلیم کرتے ہوئے ایمان لائے۔ نیز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان

تمام صفات کے ساتھ متصف پاکر تصدیق کی جو آپ کے متعلق درج تھیں تو ان کا ذکر یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ الخ۔ سے فرمایا اور وہ لوگ جنہوں نے کتابوں میں تحریف کی ان کے پڑھنے کا حق ادا نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے متعلق بشارتوں کو چھپایا، ان کی گمراہی اور ضلالت کا تذکرہ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ سے کیا۔

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

کتاب کو بغیر تحریف کے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا اور معانی ومفاہیم سمجھ کر ان کے احکام پر عمل کرنا حقِ تلاوت ہے۔ امام کلبی نے یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ کی ضمیر ہٗ سے سرور کونین ﷺ کی ذات پاک مراد لی ہے۔ دریں صورت یہاں تلاوت کا مفہوم یہ ہوگا جو اہل کتاب اپنے صحیفہ میں درج حضور ﷺ کی صفات کو بعینہٖ بیان کرتے ہوئے آپ کی تصدیق کرتے ہیں وہی ایمان والے ہیں۔ آیت مذکورہ میں محض مومنین کا بیان ہو تو الکتاب سے قرآن مجید مراد ہوگا۔ اس صورت میں آیت کی وضاحت اس طرح ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کرتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہیں اور آیت کریمہ کے آخر میں مومنین سے تنبیہاً فرمایا جنہوں نے قرآن مجید کا انکار کیا وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۂ بقرہ: ۱۳۷)

پھر اگر وہ ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے تو بے شک انہوں نے راہ

پائی اور اگر وہ منہ پھیریں تو (سمجھ لیجئے کہ) وہ صرف ضد میں (پڑے ہوئے) ہیں تو (اے حبیب) عنقریب ان (کے شر) سے (بچانے میں) اللہ! آپ کے لئے کافی ہوگا اور وہ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت شریفہ میں مومنین سے ارشاد ہوا کہ جس طرح تم اللہ کی وحدانیت اور دیگر تمام عقائد پر اخلاصِ نیت کے ساتھ ایمان لائے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی اسی طرح لائیں تو ہدایت پا جائیں گے۔ بصورتِ دیگر نہ تو وہ ہدایت یافتہ ہوں گے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا کچھ بگاڑ سکیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے لیے کافی ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی مذہب یا فرقہ سے متعلق ہو جب تک بدعقیدگی، بے راہ روی اور نفاق سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ پر ایمان نہ لائے ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی حفاظت ونگہبانی اپنے ذمہ کرم پر لی اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے محفوظ رکھے گا۔ واضح رہے کہ مکمل حفاظت دشمن کی حرکات وسکنات اور تدبیر کے علم کے بغیر نہیں ہوتی اور رب العٰلمین نے وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فرما کر انہیں آگاہ کر دیا کہ ان کی کوئی خفیہ تدبیر اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس بات کا اظہار سورۂ انفال میں اس طرح فرمایا: وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ اور وہ اپنے مکر میں لگے ہوئے تھے اور اللہ! اپنی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا۔

حضورِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کو نصرتِ خداوندی اور حفاظت الٰہیہ کا روزِ اول سے یقین تھا اس حفاظت کا اظہار وقتاً فوقتاً مختلف آیات سے ہوتا رہا۔ ملاحظہ

ہو:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ۔ تو (اے حبیب) عنقریب ان (کے شر) سے (بچانے میں) اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہوگا۔ (البقرہ آیت ۱۳۷)

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ اگر تم نے رسول کی مدد نہیں کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ (التوبہ آیت ۴۰)

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ! آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

مفسرین کرام نے فرمایا حفاظت ونگہبانی کی آیات کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر کوئی شخص غالب نہ آ سکے گا۔ یعنی قتل نہ کر سکے گا۔ رہا ایذاء اور تکالیف کا پہنچنا تو یہ ان آیات کے منافی نہیں۔

چونکہ آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ میں لفظ الناس اپنے عموم پر ہے یعنی یہود ونصاریٰ کافر ومشرک وغیرہ تمام کے شر سے حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار ﷺ نے آیت مذکورہ کے نزول کے بعد اپنے لیے حفاظتی انتظامات ختم کرنے کا حکم جاری فرما دیا۔ رہا یہ سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پہلے سے اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا یقین تھا تو پہرے داروں کی تقرری کیوں فرمائی گئی؟

اس بارے میں عرض ہے کہ جب تک صراحتاً فرمانِ الٰہی نہ آ جائے اس وقت تک تدابیر اختیار کرنا مصلحت کے خلاف نہیں اور اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ قیامت تک قیادت کے منصب پر فائز ہونے والوں کے لیے بوقتِ ضرورت حفاظتی انتظام کرنا سنت قرار پا جائے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ

(سورہ بقرہ: ۱۳۸)

(کہو ہم نے لیا) رنگ اللہ کا (اس کا دین) اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے؟ اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

شانِ نزول

نصرانی اپنے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اسے ایسے پانی سے رنگتے جسے وہ معمودیہ کہتے تھے۔ یہ ان کے عقیدے کے مطابق اب یعنی اللہ تعالیٰ ابن عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس یعنی جبرائیل علیہ السلام کے نام پر تیار کیا جاتا تھا۔ یہ پانی دین مسیحی کے اولیں اسرار میں سے اور نصرانیت میں داخلہ کے لیے دروازہ کی حیثیت رکھتا ہے اردو زبان میں اسے بپتسمہ کہتے ہیں۔ ان کا بچے کو رنگنا اس کے ختنہ کی بجائے ہوا کرتا تھا اور گمان کرتے کہ اب بچے سے ناپاکی و آلائش دور ہوگئی اور یہ سچا نصرانی ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت صبغۃ اللہ الخ نازل فرما کر اس بات کا اظہار کیا کہ اس رنگ کی کوئی حقیقت نہیں کیوں کہ رنگ تو دراصل اللہ کا رنگ ہے یعنی دین اسلام اور اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ: اگرچہ اس میں کئی اقوال ہیں۔ مثلاً: دین اللہ، فطرۃ اللہ، ملۃ ابراہیم۔ تطہیر اللہ۔ وغیرہ۔ مگر ان تمام معانی سے مراد اللہ کا دین ہے۔ دین کو صبغۃ سے تعبیر فرما کر اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس طرح کوئی چیز رنگے جانے کے بعد بھلی معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب انسان اللہ کے دین میں داخل ہو کر اس کے احکام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس پر اسلام کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو اس سے پاکیزگی اور طہارت کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں

ہے: سِيمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ۔ سجدوں کے اثر سے ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے اور حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز میری امت (کے اعضاء وضو) وضو کرنے کی وجہ سے روشن ہوں گے۔ (اسی بنا پر) وہ غرا محجلین کہہ کر پکارے جائیں گے تم میں سے جو شخص اپنی چمک کو (جتنا) زیادہ کرسکتا ہے ضرور کرے۔

(بخاری صفحہ ۲۵، جلد ۱، مسلم صفحہ ۱۲۶، جلد ۱)

صبغۃ اللہ کا منصوب ہونا بتقدیر اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہے یا بر بنائے اغراء اغراء ترغیب دلانے کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کے دین کی طرف ترغیب دلائی جارہی ہے۔ جس طرح کہ جہاد اور نماز کی رغبت دلانے کے لیے منصوب پڑھتے ہوئے کہا جاتا ہے اَلْجِهَادَ، اَلصَّلٰوةَ، اَلصَّلٰوةَ

نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ سے پہلے "قُوْلُوْا" مقدر ہے یعنی تم یہ کہہ دو کہ ہم تو اس رب العلمین کے عبادت گزار رہیں گے جس کا رنگ ہم پر غالب ہے اور جس کے رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔

قُلْ أَتُحَاجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ (سورۂ بقرہ: ۱۳۹)

فرمادیجئے کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں حالانکہ وہی ہے رب

ہمارا اور رب تمہارا اور ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل اور ہم اسی کے لیے مخلص ہیں۔

تشریح:

جب یہود ونصاریٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ ہم تو اللہ کے مقرب اور اس کے محبوب ہیں ہماری کتب اور ہمارا قبلہ قدیمی ہے ہم آپ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ہم میں سے ہوئے وہ ہمارے ہی دین پر تھے کوئی نبی عرب سے نہیں ہوا اگر آپ نبی ہوتے تو ہم میں سے ہوتے۔ اور ہمارے دین کی ترویج کرتے۔ تو آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تم ہم سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بارے میں جھگڑتے ہو جب کہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ انتہیٰ۔ اور جب وہ سب کا پروردگار ہے تو اس کی مرضی جسے چاہے نبوت کے لیے چن لے۔ لہٰذا تمہارا نبوت کو اپنے لیے خاص کر لینا ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

نیز یہود ونصاریٰ نے اپنے جھگڑے کو دلیل اور حجت کے رنگ میں پیش کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اتخاصموننا کی بجائے أَتُحَاجُّونَنَا ارشاد فرمایا۔

وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

کیوں کہ نبوت بنی اسرائیل کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ہی اس میں کسی قبیلہ کی تخصیص ہے بلکہ نبی کے ذریعے احکام الٰہی کی تبلیغ مقصود ہے۔ اس لیے اے یہود ونصاریٰ اگر تم بحکم الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو راہِ ہدایت پاؤ گے لیکن اگر ہٹ دھرمی پر قائم اور کج بحثی میں پڑے رہے تو وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (سورہ بقرہ: ۱۴۰)

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد بے شک یہودی یا نصرانی تھے؟ فرما دیجئے کیا تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے چھپائی شہادت جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہے؟ اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

واضح رہے کہ یہودیت کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور نصرانیت کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پڑا۔ اس بات سے یہود ونصاریٰ بھی بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام یہودی یا نصرانی تھے کذب وافتراء پر مبنی تھا۔ (مدارک صفحہ ۲۳۸، خازن صفحہ ۲۳۸)

ہاں ان کی طرف سے یہ بات پیش کی جاسکتی تھی کہ اگرچہ یہودیت اور نصرانیت کا نام بعد کی پیداوار ہے لیکن ان تمام انبیاء کا دین ایک تھا اس لیے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے دین ابراہیمی کی مخالفت وتردید نہیں کی اور نہ اسے جھٹلایا۔ تو اگر ہم دین ابراہیم کو یہودیت یا نصرانیت سے تعبیر کرلیں تو درست ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی خودساختہ یہودیت ونصرانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ چوں کہ یہودیوں کا عقیدہ عزیر ابن اللہ اور نصاریٰ کا عیسیٰ ابن اللہ تھا۔ پس اس مشرکانہ یہودیت اور نصرانیت سے انبیاء کی برأت کا اظہار رب العلمین نے مختلف آیات سے فرمایا۔ لہٰذا دین ابراہیمی کو یہودیت

ونصرانیت کہنا بہتان وافتراء ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے علمبردار ایک ہی دین، دینِ اسلام پر تھے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔

تمام انبیاء کرام دین اسلام ہی لے کر آئے جو فی الحقیقت دین فطرت ہے۔ ہاں بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسے علیحدہ دین سے تعبیر کرنا قطعاً باطل ہوا۔ احکام شرعیہ میں یہ اختلاف انسانی فکری وتہذیبی ارتقاء اور زمانہ وماحول کے تقاضوں اور بعض حکمتوں کی بنا پر تھا۔ جو دینِ فطرت یعنی اسلام کی روح کے عین مطابق ہے۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ

فرما دیجئے تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ؟ یہ فرمان یہود ونصاریٰ پر کس طرح حجت ہوسکتا ہے جب کہ وہ قرآن مجید کو کلام الٰہی نہیں مانتے اس بارے میں گزارش ہے کہ یہود ونصاریٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہ تمام علامات دیکھ لیں تھیں جو آخری نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں درج تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق بھی بعض راہبوں نے کی تھی۔ جیسا کہ بخاری میں ورقہ بن نوفل کی تصدیق موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا کہ: یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وہ اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہود ونصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے آگاہ تھے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنی اسرائیل میں سے نہ ہونے کی بنا پر آپ سے بغض وعناد رکھتے ہوئے آپ پر ایمان نہ لائے اسی لیے وہ قرآن مجید کو کلام الٰہی جاننے کے باوجود اس پر بھی ایمان نہ لائے اس بنا پر فرمانِ باری تعالیٰ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ

اللہ ان پر حجت ہوا۔ قبول کرنا یا نہ کرنا ان کا اپنا فعل ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

وہ ایک امت ہے جو گزر گئی اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کیا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم نے کیا اور ان کے کسی کام کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

اس آیت کو تاکیداً مکرر لایا گیا ہے جس کی تفسیر ہو چکی ہے۔ مزید برآں اس بارے میں یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے کوئی کسی کے عمل میں ماخوذ نہ ہوگا۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ بیٹا باپ کے بجائے اور باپ بیٹے کے بجائے دیندار ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ آپ کا بیٹا ہے؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جان گئے کہ یہ گواہی جاہلیت کے دستور کے مطابق ہے کہ بیٹا باپ کے اور باپ بیٹے کے جرم میں ماخوذ ہوتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے گناہ اور قصور کا آپ پر بدلہ نہیں اور نہ آپ کے جرم کا اس پر کچھ ہے۔ (انتہیٰ شمائل ترمذی، صفحہ ۵۸، باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ)

اس بات کا بیان آیت کریمہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) میں ہوا۔

عمل کا فائدہ:

قرآن وحدیث سے واضح ہو چکا کہ کسی کو دوسرے کے عمل میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔ ہاں یہ بات ممکن ہے کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ یا نقصان پہنچ جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (سورۃ الطور۔۲۱)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو ہم ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کوئی کمی بھی نہیں کریں گے۔

مذکوہ آیت میں ایمان والوں کے عمل سے ان کی مومن اولاد کو فائدہ پہنچنے کا بیان ہے۔ نیز وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ (اور ان کے عمل میں کوئی کمی نہیں کریں گے) سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مومن اولاد اپنے والدین کے عمل میں حصہ دار نہیں ہوگی۔ ہاں اسے ان کے عمل کا فائدہ ضرور پہنچے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: حضرت خضر علیہ السلام نے دو یتیم بچوں کے خزانے کی حفاظت اس بنا پر فرمائی کہ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔ ان دونوں کا باپ نیک تھا۔ یعنی باپ کی نیکی کا فائدہ اولاد کو ہوا۔ اور اسی طرح حدیث مبارک ہے: قال رسول اللہ ﷺ

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير ان

ينقص من اوزارهم شيء۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اسے اس کا اجر ملے گا۔ اور اس شخص کا اجر بھی اسے ملے گا جس نے بعد میں اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ دوسرے کے اجر میں کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس شخص کا گناہ بھی اسے ملے گا جس نے بعد میں وہ برا کام کیا۔ ہاں دوسرے شخص کے گناہ میں کچھ کمی نہ آئے گی۔

اس حدیث مبارک میں بھی کسی کے عمل سے دوسرے کو فائدہ یا نقصان پہنچنے کا ذکر ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی شخص کسی کے عمل میں سے حصہ پائے گا اسی لیے ارشاد ہوا کہ دوسرے بندے کی نیکی یا بدی میں کمی واقع نہیں ہوگی لیکن اس کے باوجود پہلے شخص کو دوسرے کے مساوی اجر بھی ملے گا۔ شخصِ اول کے گناہ یا ثواب میں زیادتی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کا بانی مبانی اور اسے رائج کرنے والا ہے اگر اس شخص سے بناء اور رواج کی نسبت منقطع کردی جائے تو وہ اس ضمن میں نہیں آئے گا۔

پارہ اول ''التبیان مع ترجمہ البیان'' صفحات نمبر ۳۰۳ تا ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۵۹ تا ۳۶۹

مذکورہ بالا آیات کا ترجمہ حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی کا ہے۔ جبکہ تفسیر حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی کی ہے۔

ناشر: کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم ملتان۔ بار اول نومبر ۱۹۹۳ء

التبیان العظیم فی سورۃ التحریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارفی کلمات

جگر گوشہ غزالیٔ زماں، امام اہل سنت حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

اس مجموعہ دروس بنام التبیان العظیم فی تفسیر سورۃ التحریم کا دوسرا ایڈیشن آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

یہ مجموعہ 19 دروس پر مشتمل ہے۔ میرے عظیم المرتبت والد گرامی غزالیٔ زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ کے یہ وہ دروس ہیں جو آپ نے اپنے کاشانہ مبارکہ سے متصل جامع مسجد شاداب کالونی میں اپنے وصال سے چند سال پہلے رمضان المبارک کی صبح ارشاد فرمائے۔

یہ سلسلہ کلام دراصل ایک نام نہاد ڈاکٹر کی ان مغالطہ آفرینیوں کا جواب ہے جس کا کہنا تھا کہ اگر ہم سرکار دو عالم ﷺ کے ہر قول و فعل کو وحی الٰہی مانیں تو پھر قرآن میں (معاذ اللہ) تضادم لازم آتا ہے۔

ان دروس میں آپ نے اس ڈاکٹر اور دیگر فرق باطلہ کی طرف سے قرآن کریم اور ناموس رسالت پر وارد کئے جانے والے اعتراضات کے نہ صرف مسکت جواب عطا فرمائے بلکہ مخالفین کی طرف سے بطور دلیل پیش کی جانے والی آیات سے ہی عظمت و رفعت سرکارِ دو عالم ﷺ کو ثابت کیا ہے اور دلائل و براہین سے واضح کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ہر فرمان عین وحی الٰہی ہے اور آپ کا ہر عمل

اس کی عملی تفسیر ہے۔

اسی طرح ازواج مطہرات کی حرمت و توقیر بالخصوص محبوبہ محبوبِ خدا ام المومنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ کی اولاد کی آرزو پوری نہ ہونے کے حوالے سے ہرزہ سرائی کرنے والے بدباطنوں کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی آیات سے ہی ثابت کیا ہے کہ انہوں نے تو اولاد و اسبابِ دنیا کی بجائے اس بات کو اختیار کیا کہ ہمیں اللہ چاہیے اور اللہ کا رسول چاہیے۔

بس! گویا دورِ حاضر میں پیدا ہونے والے ان قلب و نظر کے اندھوں کے اعتراضات کے جوابات کا اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے اپنے کلام میں اہتمام فرما دیا ہے۔

امام اہل سنت نے ایسے بیسیوں عقد ہائے لاینحل کی خوب صورت اور اس قدر آسان انداز میں تشریح فرمائی کہ نہ صرف حاضرین و سامعین محفوظ و مستفیض ہوئے بلکہ بڑے بڑے متکلم اور صاحبِ طرز ادیب و خطیب انہیں ملاحظہ کرکے حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

بلاشبہ امام اہل سنت کے دروس و خطابات میں سوزِ رومی و جامی کے ساتھ ساتھ منطقِ رازی، فلسفۂ غزالی، فقاہتِ حدیثِ بیہقی اور سلوک جنید بغدادی کا رنگ جھلکتا ہے۔ عشقِ مصطفوی میں آپ کی وارفتگی اور محویت کا یہ عالم تھا کہ سفر و حضر تو کیا بسترِ علالت پر بھی قال اللہ و قال الرسول کی صدائے حق بلند کئے بغیر قرار نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ کے معالج خاص نے عرض کیا کہ حضور کاظمی صاحب برائے مہربانی اپنے لیے کچھ آرام و سکون کا سامان کیجئے۔ یعنی کچھ وقت اپنے آرام کے لیے نکالیے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ خود

فرمائیں کہ جسے سکون اور آرام قال اللہ وقال الرسول میں ملتا ہو وہ اس دنیاوی آرام سے کیسے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔

جہاں آپ تشنگانِ علم وعمل کی پیاس بجھایا کرتے تھے اور درس وتدریس میں علم کے طلب گاروں کے دل ودماغ کے دریچے کھولا کرتے تھے وہاں آپ طالبانِ طریقت ومعرفت کو چشمہ ہائے عرفان سے جام بھر بھر کر پلایا کرتے تھے اور جہاں آپ کی زبان علم کی گتھیاں سلجھاتی اور لوگوں کے قلوب واذہان میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا رس گھولتی وہاں آپ کی نظر پرتاثیر دلوں کی کایا پلٹ دیا کرتی تھی جس کی تصدیق اس زمانہ کے اکابر علماء ومشائخ اپنے اپنے حلقہ احباب میں کرتے رہتے ہیں۔ الغرض یہ کہ ان کی مجلس کی بہاریں تمام حاضرین کو ان کے ظرف کے مطابق سیراب کیا کرتی تھیں۔ آپ کی ظاہری علمی کاوشوں اور روحانی توجہات نے بے شمار ایسے عظیم علماء اور مشائخ تیار کئے جن کے وجود سے گلشنِ ہستی میں کئی انجمنیں قائم ہیں۔ ہاں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے

یک چراغیست دریں بزم کہ از پرتو او
ہر کجا مے نگرم انجمنِ ساختہ اند

حق کی سربلندی، ناموسِ رسالت کے تحفظ، ملت کی خدمت اور اہل اسلام کی خیر خواہی ورہنمائی کا جو جذبہ صادقہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آپ کو ودیعت فرمایا تھا حوادثاتِ زمانہ کے باوجود نہ وہ سرد پڑا، نہ حوصلہ پست ہوا نہ ہی لہجہ میں تبدیلی آئی بلکہ نقاہت وضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود زندگی کے آخری ایام تک اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیا اور عشق ومحبتِ رسول کے فروغ کے لیے میسر آنے والا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیا جیسا کہ اس مجموعہ کے تیرھویں درس کے

آغاز میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں اس وقت بہت سخت علیل ہوں، پھر بھی مجھے کچھ دوستوں کی پاسِ خاطر کی بناء پر اس وقت کچھ کلمات عرض کرنا ضروری محسوس ہوا۔ اس لیے میں حاضر ہوا ہوں، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق زبان پر جاری رکھے۔"

آپ کا تصور ذہن میں آتے ہی زبان پر بے اختیار آجاتا ہے

کوئی تصویر نہ ابھری تیری تصویر کے بعد
ذہن خالی ہی رہا کاسہء سائل کی طرح

بہرحال یہ دروس میری چھوٹی ہمشیرہ مرحومہ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے خود یہ کیسٹ سے نقل کئے اور اپنی انتہائی علالت، بیماری اور تکلیف کے باوجود اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور جب وہ بیماری کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھیں کہ داعیِ اجل کو لبیک کہنا چاہتی تھیں تب ان کی اس والہانہ خواہش کی تکمیل ہوئی کہ یہ مجموعہ دروس التبیان العظیم چھپ کر ان کے ہاتھوں میں آیا۔ اس وقت پر ان سے خوشی اور مسرت کا اظہار اس انداز پر ہوتا تھا کہ گویا اس وقت انہیں تکلیف کا کوئی احساس ہی نہیں، جب کہ اس وقت انہیں کینسر کے بھیانک مرض نے مکمل طور پر جکڑ لیا تھا اور وہ اس کے انتہائی تکلیف دہ طریقہ ہائے علاج سے گزر رہی تھیں، اس کے باوجود التبیان العظیم کا منظرِ عام پر آجانا دراصل ثمرہ تھا اس بے پناہ محبت کا جو عقیدتوں سے لبریز تھی جو انہیں اپنے والد گرامی اور مرشدِ برحق سے تھی اور اس پر مزید سہاگہ یہ کہ ان کے شوہر باصفا حضرت صاحب زادہ دیوان سید آل شاہد صاحب معینی اجمیری زیدہ مجدہٗ نے بھی اپنی تمام تر توجہ اور کوشش ان دروس کو منظر عام پر لانے اور لوگوں تک پہنچانے میں اس لیے صرف

کردی کہ انہیں اپنی پاکیزہ بیوی کی اس پاکیزہ اور روحانی خواہش کو پورا کرنا تھا اور انہوں نے بالآخر اسے چھپوا کر اپنی رفیقہ حیات کے ہاتھوں میں تھما دیا اور یہ کام اُن کے اپنے لیے بھی یقیناً ایک اعزاز تھا اور یہ ایڈیشن بھی انہیں کی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمشیرہ صاحبہ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کی حفاظت فرمائے۔ حضرت صاحب زادہ سید آل شاہد صاحب معینی اجمیری کے خدمتِ دینِ متین کے اس جذبے کو ہمیشہ سلامت رکھے اور ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت فرمائے اور ان کا سایہ اپنے بچوں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

فقط

سید ارشد سعید کاظمی عفی عنہ

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

(''التبیان العظیم فی سورۃ التحریم'' نمبر ۱۰ تا ۱۳ مجموعہ دروس علامہ کاظمی مرتبہ سید آل شاہد معینی، باردوم ۲۰۰۸ء
ناشر: کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم ملتان)

مقدمہ

مجموعہ صد احادیث از غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ

زیرِ نظر ''مجموعہ صد احادیث'' میرے والد حضور نور اللہ مرقدہ نے ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب کی خواہش پر مرتب فرمایا اور ایک روز حضرت کی زبان مبارک سے یہ بھی سنا تھا کہ میں نے اس کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ مگر تاحال اس کا علم نہ ہوسکا۔ تو فقیر نے اس کا ترجمہ کیا حتی الامکان احتیاط کے دامن کو نہ چھوڑا نیز سلیس اور سادہ زبان اختیار کی۔

اس ترجمہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ بعض مقامات پر مضمون حدیث کی وضاحت یا کچھ شکوک وشبہات کے ازالے کے لیے ترجمہ کے دوران قوسین لگا کر دلائل شرعیہ اور شروحات معتبرہ کے مطابق مناسب الفاظ کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام حدیث کو سمجھ لیں۔ اور ان کے ذہن الجھن سے محفوظ رہیں۔

میرے حضرت نے ایک اور مجموعہ احادیث بھی مرتب فرمایا تھا جس کا ترجمہ کرنا چاہتے تھے مگر حیات مستعار نے وفا نہ کی۔ کاش کہ حضرت علیہ الرحمۃ یہ کام خود کر جاتے تو نا معلوم کتنے عقدہ ہائے لاینحل کا شافی جواب ملتا مگر اللہ رب العزت کا وعدہ آچکا تھا اور حضرت لاکھوں مریدین ومعتقدین وتلامذہ کو تڑپتا اور افسردہ چھوڑ کر چلے گئے۔ فقیر یہ سمجھتا ہے کہ اب یہ کام میرے ذمہ ہے دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اگر اس ترجمہ میں کسی صاحب کو کوئی فروگزاشت معلوم ہو تو فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

پروردگار کی بارگاہِ بے نیاز میں دعا ہے جو نہایت رحیم وغفور ہے کہ فقیر کی سب خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرما کر اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے میری نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائے اور میرے والد کریم استاذ مکرم پیرومرشد حضرت امام اہل سنت غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے۔ جن کی تربیت اور نگاہِ کرم سے یہ ترجمہ لکھنے کی توفیق اس بندہ ناچیز کو نصیب ہوئی۔ آخر میں سر بسجود ہو کر اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ملتجی ہوں۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ آمین

بجاہ حبیبك الكریم علیه وعلیٰ آله وصحبه الصلوة والتسلیم

سید ارشد سعید کاظمی

مدرس مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

(مجموعہ صد احادیث از علامہ کاظمی غزالی زماں کا اردو ترجمہ از علامہ سید ارشد سعید کاظمی۔ ناشر: کاظمی پبلیکیشنز جامعہ انوار العلوم ملتان۔ سال طباعت ندارد)

نور و نکہت۔ دیوان علامہ سید محمد خلیل کاظمی خاکی امروہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر سوانح حضرت علامہ خاکی

قطب الارشاد قدوۃ المحدثین حضرت قبلہ مولانا سید محمد خلیل کاظمی چشتی صابری قادری نور اللہ مرقدہ جید عالم دین، صوفی باصفا متقی پرہیز گار اور عابد شب زندہ دار تھے۔ آپ کی پیدائش یکم شوال المکرم ۱۳۱۳ھ صبح صادق کے وقت امروہہ ضلع مراد آباد میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی، تکمیل علم کے لیے مدرسہ عالیہ رام پور میں بھی داخلہ لیا آپ کی ذہانت اور قوتِ حافظہ کی نظیر اس دور میں نہیں ملتی کہ آپ نے پورا قرآن ایک ماہ کی قلیل مدت میں حفظ کیا اور آپ قراۃ سبعہ عشرہ کے بلند پایہ قاری بھی تھے، اساتذہ آپ کی علمی استعداد پہ فخر کرتے تھے، علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم باطنی ومعرفتِ الٰہی کے حصول میں کوشاں رہے چناں چہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر سلسلہ چشتیہ صابریہ قادریہ نقشبندیہ اور سہروردیہ میں اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ بہت جلد سلوک کی تمام راہیں طے کر کے خرقہ خلافت سے فیض یاب ہوئے اور ریاضت ومجاہدہ کر کے قطبیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے آپ علیہ الرحمہ کا خصوصاً علم حدیث وفقہ میں ثانی نہ تھا۔ بریلی، شاہ جہان پور، چونڈیرا، امروہہ اور ملتان کا مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم آپ کے درس وتدریس کے خاص مراکز رہے ہیں، شعر گوئی کا ذوق بچپن ہی

سے تھا آپ کو نام ونمود اور شہرت سے قلبی نفرت تھی حد درجہ سادہ زندگی بسر کرتے
تھے لیکن جب کبھی بادۂ عرفان الٰہی کا وجد آگین سرور آپ کے دل کی تاروں کو
چھیڑتا ہوا سرورو ئے کی حدود میں داخل ہوجاتا تو جذباتِ دل سے والہانہ انداز
میں اشعار حسین پیکروں میں رونما ہونے لگتے۔ چوں کہ آپ کا کلام محبت الٰہی اور
بادۂ عشقِ محمدی میں چور ہونے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا یعنی یہ جذبات قلبی اور
احساسات دلی کا اظہار تھا، اس لیے آپ پر جذب وسرور کی کیفیت طاری ہوجایا
کرتی تھی اس کے باوجود آپ کا کلام شریعت مطہرہ کے تابع رہا۔ یہ ان کیفیات
کا اظہار تھا جو آپ پر وقتاً فوقتاً طاری رہتی تھیں۔ اس میں شہرت اور نام ونمود کو جگہ
نہ تھی اور نہ یہ کسی تکلف اور بناوٹ کا ثمرہ تھا لہٰذا کلام پر نظر ثانی کی ضرورت بھی
محسوس نہ کی گئی اس مجموعہ نے اردو اور فارسی کے دیوان کی صورت اختیار کرلی
اردو دیوان کا ایک حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ علیہ الرحمہ معقول ومنقول
کی تمام کتابیں پڑھایا کرتے تھے جہاں آپ نے جید علماء تیار کئے وہاں
طالبان معرفت وحقیقت کو راہ سلوک پر چلاتے ہوئے کاملین کی صف میں شامل
کیا۔ آپ علیہ الرحمہ امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے بڑے
بھائی پیرومرشد اور استاذ گرامی ہیں۔

حضرت امام اہل سنت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے حضرت کو بغرض تدریس
کبھی محو مطالعہ نہ دیکھا لیکن جس وقت جس فن کی جو بھی کتاب سامنے آئی اس کو
اس طرح پڑھایا کہ گویا خود اس کے مصنف ہیں اور ہم نے اپنے حضرت سے
شامی بھی سابقاً پڑھی تھی۔ آپ علیہ الرحمہ ایک ایک نشست میں شامی کے چالیس
چالیس اوراق پڑھا دیا کرتے تھے اور معلوم ہوتا کہ اپنے وقت کے ابوحنیفہ

ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ کا وصال بحالتِ روزہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ
مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ صبح چھ بجے بعد نماز اشراق جائے نماز پر ہوا۔
اناللہ وانا الیہ راجعون

سید ارشد سعید کاظمی

۱۶۔اپریل ۱۹۹۰ء

(''نور ونکہت'' اول نمبر ۵۔۶۔از سید محمد خلیل کاظمی خاکی امروہی۔
سال طباعت: ۱۹۹۰ء، شاید۔ ناشر: بزم سعید مدرسہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان)

مقالات کاظمی جلد سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بحمد للہ بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم، امام اہل سنت غزالی زماں، رازی دوراں، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کے مشن کو جاری کئے ہوئے ہے۔

اور فقیر کے بھی مختلف رسائل بہت بڑی تعداد میں شائع کئے اور ان میں سے بیشتر مفت تقسیم کئے گئے۔ الحمد للہ اب بزم سعید مقالات کاظمی حصہ سوم کو مزید تصحیح کے ساتھ منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ۔

مقالات کاظمی حصہ سوم جسے مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال نے شائع کیا تھا انہیں دوبارہ اس کی اشاعت سے روک دیا گیا ہے جب اس میں غور کیا گیا تو اغلاط کا احساس ہوا پھر کافی سوچ بچار کے بعد اس کو بزم سعید کے زیر اہتمام شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کی از سر نو تصحیح کی جانے لگی تو یہ دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا کہ امام اہل سنت کی کتابوں میں ہزار ہا کتابت کی غلطیاں کی گئیں جس سے یہ احساس ہوا کہ کتنی بے پرواہی اور عدم توجہی سے مقالات کو شائع کیا گیا۔ بعض مقامات پر تو کتابت کی ایسی فحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں کہ جن سے کئی کئی جملے بے معنیٰ ہو کر رہ گئے اور ان کی تصحیح اصل مسودات کے ذریعے سے کی گئی اس لیے مقالات کاظمی حصہ اول اور دوم کے بھی جملہ حقوق محفوظ کر لئے گئے۔

الغرض مقالات حصہ سوم کی از سر نو تصحیح کی گئی جس میں حضرت کے مرید اور

شاگردِ خاص اور مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے فاضل مدرس قاری محمد امین صاحب اور سابق مدرس مدرسہ انوار العلوم حضرت العلام مولانا اللہ دتہ صاحب سعیدی نے خصوصی دل چسپی لی اور اس کی پروف ریڈنگ، کتاب کی اشاعت، دن رات کاتب کے پاس چکر لگانا، گھنٹوں کاتب کے پاس بیٹھ کر اغلاط کی تصحیح کروانا اور اشاعت کے جملہ امور کو بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچانا یہ فاضل نوجوان مولانا محمد عبد الرزاق صاحب نقشبندی کا کارنامہ ہے جسے انہوں نے نہایت جانفشانی اور حضرت غزالی زماں قدس اللہ سرہٗ کے ساتھ محبت، خلوص اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے نبھایا۔

چونکہ مقالاتِ کاظمی حصہ سوم کا پہلا ایڈیشن کمیاب ہو چکا تھا اس لیے عوام اہل سنت کے پرزور اصرار کی وجہ سے اسے جلد از جلد منظر عام پر لانے کی کوشش کی گئی وقت کی قلت کی باوجود تصحیح کی کوشش کی گئی ہے تاہم کہیں کوتاہی سرزد ہو گئی تو نشاندہی فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اسے درست کیا جاسکے۔

فقیر سید ارشد سعید کاظمی

۱۵۔ جولائی ۱۹۹۱ء بروز پیر۔

(مقالاتِ کاظمی سوم صفحہ نمبر الف۔ ب۔ مرتبہ: حافظ نعمت علی چشتی سیالوی۔ بار دوم: محرم ۱۴۱۲ھ جولائی ۱۹۹۱ء۔ ناشر: بزم سعید انوار العلوم ملتان)

تقریظ

علم تفسیر اور مفسرین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ! مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے شیخ الحدیث و نائب مہتمم حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد چشتی ادام اللہ برکاتہم نے علمی دنیا میں ایک اور کتاب کا اضافہ فرمایا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت نے کس عرق ریزی سے اسے مرتب فرمایا ہے۔ اس کتاب میں مفسرین کی تقریباً سو تفاسیر کا ذکر ہوا اور اجلّہ مفسرین کے حالاتِ زندگی بھی ذکر فرمائے گئے۔

یہ کتاب اپنے فن میں نمایاں حیثیت اس لیے بھی رکھتی ہے کہ اس دورِ حاضر کے مفسرین کی تفسیروں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان میں سے جو حضرات علم و فضل کے اس منصب پر فائز تھے جن کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرنا ضروری تھا اس سے جی نہ چرایا گیا۔

قرآن مجید میں بے شمار علوم ہیں، اس لیے کئی حضرات نے اس کے مختلف علوم پر کتابیں لکھیں اور اس کے پنہاں اسرار و رموز سے اپنی علمی بساط کے مطابق پردے اٹھانے میں کوشاں رہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

قرآن مجید کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ عربی کی عبارت اپنے قواعد کلیہ سے ہٹ جائے تو تمام عرب پکار اٹھیں کہ یہ عبارت غلط ہے لیکن جب ان کا خلاف قرآن مجید میں آیا تو ہر شخص نے اپنے بے مائیگی کا عتراف کرتے ہوئے قرآن مجید کی عبارت کو درست تسلیم کیا۔ ان کا ایسا کرنا فقط ر بنائے ایمان نہیں تھا بلکہ یہ حقیقت ہے کیوں کہ یہ عربی کی غلطی ہوتی تب تمام عرب کہہ اٹھتے کہ جس کے بے مثل ہونے کا تم نے دعویٰ کیا اس میں عربی زبان

کی یہ یہ خرابیاں ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کہہ سکے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ یہ بات جانتے تھے کہ قرآن مجید عربی ادب و بیان کا بھی شاہکار ہے۔

مثلاً عربی زبان کا اصول ہے کہ ضمیر (ہٖ) سے پہلے زیر یا (ی)[1] آ جائے تو اس ضمیر کے نیچے ہمیشہ زیر پڑھی جائے گی۔ مثلاً بِہٖ اور اِلَیْہِ اور یہی اسلوب پورے قرآن مجید میں رہا لیکن دو مقام پر اس کے خلاف آیا:

۱۔ وَمَآ اَنۡسَانِیۡهُ ۲۔ عَلَیۡهُ اللّٰهَ۔

حالانکہ قانون وَمَآ اَنۡسَانِیۡهِ اور عَلَیۡهِ اللّٰهَ کا تقاضا کرتا ہے۔ اس مقام پر حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وَمَآ اَنۡسَانِیۡهُ کا ذکر قرآن مجید کے اس واقع میں ہے جو خلاف عادت اور خلافِ قاعدہ (ہٗ) کو ذکر کیا گویا اس سے واقع کے عجیب ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (اور یہاں یہی اصل قرار پایا)

واقعہ اس طرح ہے جب موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع بن نون کے ساتھ پتھر کی چٹان پر پہنچے جہاں چشمۂ حیات تھا تو ان کی زنبیل میں بھونی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں گری پھر اس نے وہاں سرنگ بناتے ہوئے راہ لی۔ دریا کا بہاؤ اس پر رک گیا۔ یہ واقعہ حضرت یوشع حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنا بھول گئے اور سفر آگے جاری رکھا۔ جب انہیں یہ یاد آیا تو فرمایا: وَمَآ اَنۡسَانِیۡهُ اِلَّا الشَّیۡطٰنُ کہ مجھے یہ شیطان ہی نے بھلایا ہے۔

عَلَیۡهُ اللّٰهَ اس آیت کریمہ میں وعدے کا ذکر ہے اور خصوصاً اس جملہ میں وعدہ وفائی کا بیان ہے اور وعدے کی اصل یہی ہے کہ اسے پورا کیا جائے تو عَلَیۡهُ اللّٰهَ میں بھی ضمیر کو اس کی اصل پر برقرار رکھا گیا۔ یعنی عارضہ کی بناء پر زیر نہیں دی گئی

[1] یائے ساکنہ

وعدہ وفائی کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

''علم تفسیر اور مفسرین کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف صاحب ذوق، اہل دل اور صاحب نسبت ہیں۔ اس سے پہلے بھی حضرت قبلہ شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ نے ایک کتاب ''مقام سنت'' تحریر فرمائی۔ جس میں معاندینِ سنت کا قلع قمع فرمایا اور براہین قاطعہ وساطعہ سے مقامِ سنت کو واضح فرمایا۔ حضرت کا حافظہ نہایت حیرت انگیز ہے، جس کا اندازہ دورانِ تدریس بطریق احسن کیا جاسکتا ہے۔

آپ بھکر کے مشہور بزرگ فقیر حضرت شمس العارفین محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ آپ نے مدرسہ محمودیہ پپلاں، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف اور مدرسہ عربیہ انوار العلوم میں علم حاصل فرمایا۔ جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں تخصص فی التفسیر والحدیث اس وقت کیا جب حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

فقیر کی آخر میں دعا ہے کہ جن حضرات نے قرآن مجید کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا اور آیت کریمہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کے مصداق بنے اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے اس کتاب کو نافع خلائق بنائے اور ہمارے سینوں کو اسلام کے لیے کھول دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ

فقیر سید ارشد سعید کاظمی

استاذ شعبہ حدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان

(''علم تفسیر اور مفسرین''، نمبر ۵۔۷۔ از علامہ مشتاق احمد چشتی

ناشر: مدرسہ انوار العلوم ملتان۔ بار اول جون ۱۹۹۳ء)

قدم الشیخ عبد القادر علی رقاب الاولیاء الاکابر

حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی چشتی صابری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الاحباب، سلطان الاولیاء، محبوبِ سبحانی، شاہبازِ لامکانی، حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرات اولیائے کرام میں جو عظیم الشان امتیازی مقام حاصل ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ دنیائے اسلام میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ کی عظمت وجلالت اور شانِ محبوبیت کو عالم گیر آفاقی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشہورِ عالم فرمان ''قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله'' پر تمام اولیائے کرام نے گردنیں جھکا کر آپ کی فوقیت اور برتری کو تسلیم کیا۔

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانِ عالی شان کے بارے میں عصرِ حاضر کے بعض لوگوں کی طرف سے اٹھائے گئے بعض اعتراضات کے جواب میں حضرت علامہ ممتاز احمد صاحب چشتی زید لطفہ خطیب ومدرس جامعہ انوار العلوم ملتان کی کتاب ''قدم الشیخ عبد القادر علی رقاب الاولیاء الاکابر'' کے مسودات پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی کہ انہوں نے بڑی تحقیق اور جامعیت کے انداز میں اس موضوع پر کلام کیا۔ فاضل مصنف نے کتاب میں اعتدال اور حقیقت پسندی کا خیال رکھتے ہوئے بڑا شائستہ اور معتدل انداز اختیار کیا۔ انہوں نے دلائل اور حقائق کی روشنی میں اپنے موقف کو ثابت کیا جس سے قارئین کرام یقیناً متاثر ہوں گے اور کتاب کی اہمیت

واافادیت کو تسلیم کریں گے۔

حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی، حضرت غزالیٔ زماں امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور تیس سال کے طویل عرصہ سے جامعہ انوار العلوم میں مسندِ تدریس پر فائز ہیں۔

فقیر کو اس بات پر قلبی مسرت ہوتی ہے کہ حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی ہر سال فقیر کے ساتھ جامعہ انوار العلوم میں بڑی گیارہویں شریف کے انعقاد میں نہایت عقیدت واحترام سے تعاون کرتے ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت وتعلیمات کی نشر واشاعت میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔

جامعہ انوار العلوم کی ادبی تنظیم ''بزم سعید'' کے ارکان مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس اہم تصنیف کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری سنبھال کر سیرت وتعلیماتِ غوثیہ کی ترویج واشاعت میں قابلِ تعریف کردار ادا کیا ہے جو گراں قدر نتائج وثمرات کا حامل ہوگا۔

فقیر پُرتقصیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات اور انوار وتجلیات سے ہمارے قلوب واذہان کو منور فرمائے، حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی کی یہ مخلصانہ کوشش قبول فرمائے اور ان کی کتاب بارگاہِ غوثیت میں منظور ومقبول ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

سگِ درگاہِ جیلانی فقیر قادری ارشد سعید کاظمی

استاذ شعبہ حدیث انوار العلوم ملتان

(''قدم الشیخ عبد القادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر'' نمبر ۵۱۔ ۵۲۔ از علامہ ممتاز احمد چشتی۔ ناشر: بزم سعید جامعہ انوار العلوم ملتان)

درّاج معرفت

اظہارِ تشکر

حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث ونائب مہتمم جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

انسان قلب وروح اور جسم کے مجموعے کا نام ہے، ایک تحقیق کے مطابق قلب وروح کا مستقر ومسکن دھڑکنے والا یہی دل ہے اور روزِ قیامت مال واولاد ودیگر اعمال صالحہ کا نفع اسی شخص کو حاصل ہوگا جو اللہ کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر آئے کہ اس کا قلب جہل اور اخلاق رذیلہ سے سلامت وخوفِ خدا سے معمور ہو۔

انسان کے وجود کا مرکز ومحور یقیناً صرف اس کا قلب ہی ہے جس سے وہ انوار وتجلیات ربانیہ کا مشاہدہ کرسکتا ہے اور شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ اس کے رگ وپے میں خون کی طرح اس لیے دوڑتا ہے کہ وہ اس دھڑکنے والے دل میں داخل ہوکر اس قلب تک پہنچ جائے جس کے لیے یہ دھڑکنے والا دل محل اور اس کے لیے مکان ہے۔ درحقیقت وہ اسی قلب کو یادِ الٰہی سے غافل کرنے اور اس میں محفوظ روحانی خزانوں کو ضائع کرنے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتا ہے جب کہ یہ حضرات اہل اللہ، اولیائے کاملین اللہ رب العزت کا وہ عظیم لشکر ہیں جو ہمیشہ اس دشمن کے خلاف ہمہ وقت برسرِ پیکار رہتے ہیں اور جہادِ اکبر کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے پہلے خود عشقِ الٰہی کی آگ سے گزر کر کندن بنتے ہیں اور قرب ومعیت حق حاصل کر کے مقامِ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں اور فیضانِ نبوت کے حامل وامین بنتے ہیں پھر خلقِ خدا کے تزکیہ باطن وتصفیہ قلب ونظر کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور نفس وشیطان کی سیاہ کاریوں سے بچا کر

انہیں مشاہدۂ جمالِ حق کی منزل پر پہنچاتے ہیں۔ اسی قافلہ عشق و مستی کے ایک عظیم سالار قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، طریقت و معرفت کے نیر تاباں حضرت الحاج الحافظ خواجہ سید علی احمد نفیر عالم چشتی صابری قادری نور اللہ مرقدہ ہیں۔

آپ کی روحانی عظمتوں اور علمی کمالات سے واقفیت کے لیے تو میرے والد اور مرشد گرامی حضرت غزالئ عصر رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ نوریہ ہی کافی ہے۔ یہ قصیدہ جہاں حضرت نفیر عالم کے علمی مقام و روحانی کمالات کا ایک خوب صورت مُظہر و مرقع ہے وہاں میرے شیخ حضرت غزالئ زماں کی عظیم روحانیت و سخن گوئی کی خداداد صلاحیت کا بھی بھرپور عکاس ہے۔ نوجوانی میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبحر علم و تقویٰ کے ساتھ ساتھ فن سخن گوئی کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا اس کا اندازہ اسی قصیدہ شریف سے لگایا جا سکتا ہے اگرچہ آپ نے بعد میں سخن گوئی کی طرف زیادہ توجہ نہیں فرمائی۔

حضرت قبلہ نفیر عالم علیہ الرحمہ میرے والد گرامی کے ان اولین محسنین میں سے ہیں جنہوں نے آپ کو ملتان آمد پر صمیم قلب سے خوش آمدید کہا اور آپ کے یہاں مستقل سکونت اختیار کرنے کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا اور اس وقت ہر طرح سے آپ کی سرپرستی فرمائی اور پھر میرے شیخ و مرشد حضرت غزالئ زماں نے بھی کمال محبت و عقیدت کا مظاہرہ فرمایا۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد و برادرِ اکبر حسان العصر حضرت سید محمد خلیل کاظمی محدثِ امروہوی نور اللہ مرقدہ کے مشورے پر اُن کی ذات کو اپنے سلوک و روحانیت کے لیے مشعل راہ بنایا اور آپ کی شفقتوں اور عنایتوں کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا اور

حضرت قبلہ نفیر عالم کے وصال کے بعد ان کی خواہش کے مطابق مخالفین کی مخالفت کا شدید خطرہ مول لیتے ہوئے ان کے جسد اطہر کو لاہور منتقل کرانے کا سارا انتظام آپ نے فرما کر محبت و احسان شناسی کا حق ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسانِ عظیم ہے کہ آج ایک مرتبہ پھر اس پاک ذات نے فقیر کو یہ شرف عطا فرمایا کہ اس عظیم ہستی کی حیاتِ طیبہ و افکارِ عالیہ پر مشتمل اس کتاب ''دُراجِ معرفت'' کو منظر عام پر لانے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور اس طرح اس دیرینہ روحانی تعلق کی یاد از سرِ نو تازہ کرنے کی ایک سبیل بھی پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے اس فقیر اور خلقِ خدا کو مستفیض و مستنیر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر سید ارشد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ (دراج معرفت نمبر الف۔ب۔ج۔ مرتبہ حکیم حسن خالد الملقب بہ منصور عالم۔
کاظمی پبلی کیشنز مدرسہ انوار العلوم ملتان۔ طباعت اول جنوری ۲۰۱۱ء)

فتاویٰ حکیمیہ

جگر گوشہ غزالئ زماں، شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحب زادہ
سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان

الحمد لله الذی نور الافاق والاقطار واستنار بنور عالم الانوار والصلوٰة والسلام علی حبیبه سید الابرار نور الانوار محمد المختار واٰله وصحبه الاخیار. وبعد فیقول العبد الفقیر الی المولی القدیر ارشد سعید الکاظمی غفرله العلیم الخبیر ودافعین الشر وقد طالعت من بعض المقامات الفتاوی وقد وجدتها مزینة بالجزئیات الفقهیة مؤیدة بالدلائل القویة مرشحة بالعبارات الانیقة. الفضل یعود بجمع هذه الفتاوی بسماحة الشیخ المفتی عبد الحکیم ادام الله محبته فی قلوب احبابه. فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمین جزاء حسنا.

الحقیر السید ارشد سعید الکاظمی ۲ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

(''فتاویٰ حکیمیہ'' نمبر ۱۱۵۴ جلد اول۔ افادات مفتی محمد عبد الحکیم میر پور آزاد کشمیر۔ مرتب: محمد عمر حیات الحسینی بوسن (ملتان) ناشر: صاحب زادہ قاضی عبد الرشید میر پور۔ سن طباعت: ذوالحج ۱۴۱۷ھ، اپریل ۱۹۹۷ء بارِ اول

ضربِ حیدری

تقریظ: شہزادہ غزالئ دوراں شیخ الحدیث حضرت علامہ
سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی۔

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رحمة للعالمین سیدنا محمد اشرف الکائنات وعلی اٰله واصحابه ذوی الشرف والکمال الذین نصبوا انفسهم للدفاع عن بیضة الدین حتی رفعه الله بهم منارة اجمعین. اما بعد!

حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''ضربِ حیدری'' جو کہ بقامت کہ وبقیمت بہ کی مصداق ہے، فقیر کے سامنے ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس میں علمی تحقیق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا گیا ہے تو اس نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ نہایت ہی تجاہل کا ملانہ اور کج فہمی کا ثبوت دیا۔

ہاں حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کا حق نہ تو آج تک ادا کیا جا سکا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی ادا کیا جا سکے گا۔ تاہم تصنیف وتالیف کے شاہ سواروں میں فقیر کے لیے ایک نئی ابھرتی ہوئی شخصیت مصنف زیدہ مجدہ کی ہے۔

معلوم کچھ یوں ہوتا ہے کہ انہوں نے صلاحیتِ بشریہ کو حتی المقدور بروئے کار لاتے ہوئے اور اپنے تئیں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ہوئے شانِ حضرت سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کو بیان کرنے میں بارگاہِ صدیقیت میں غلامی کا حق ادا کیا ہے۔

یہاں مصنف کی طرف سے وہ جملہ لکھنا پسند کروں گا کہ جب سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شانِ صدیقیت میں کلام فرمایا اور الاتقیٰ کے الف لام پر گفتگو فرماتے ہوئے اس تبحرِ علمی کا اظہار فرمایا جو محض اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کرم سے عطا فرمایا تھا اور پھر تحدیثِ نعمت اور بارگاہِ صدیقیت میں اظہارِ نیاز کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔ فانه نفیس فتح الله علیّ تائیدا للجناب الصدیقی۔ یقیناً یہ وہ نفیس کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارگاہِ صدیقیت کی تائید کے لئے منکشف فرمایا ہے۔

اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم بعض ایسی خصوصیات اور فضیلتوں کے حامل ہیں جن کی بناء پر آپ دیگر صحابہ کرام میں منفرد اور یکتا ہیں اور اسی بات کو ہمارے اسلاف اس طور پر بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ سیدنا حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو بعض جزوی فضیلتیں حاصل ہیں۔

مثلاً سیدنا و مرشدنا امام الانبیاء ﷺ کی سب سے عظیم اور پیاری صاحب زادی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا آپ کے نکاح میں آنا اور آپ کا مسلسل آغوشِ نبوت میں پرورش پانا، فاتحِ خیبر، لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار جیسے عظیم القاب کا مصداق ہونا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام محاسن اور خوبیوں کے باوجود اہل سنت کا یہ موقف کیوں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء البتۃ ہیں یہ تصنیف پُرلطیف دراصل اسی بات کی وضاحت کر رہی ہے، لیکن حصولِ برکت اور مداحین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے چند سطور پیش

خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

کسی بھی تنظیم یا جماعت کے اولین وہ افراد جن کی خدمات اور قربانیوں کی بناء پر تنظیم یا جماعت کو فروغ ملا ہو اور وہ اس کے پروان چڑھنے میں عظیم الشان سبب اور وسیلہ بنے ہوں تو ان حضرات کی خدمات نا قابل فراموش ہوتی ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور اپنی جماعت کے ساتھ وفادار کیوں نہ ہو اور نہ ہی ان پر سبقت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اس منصب پر فائز چند افراد ہی ہوا کرتے ہیں، باقی ان کے ہمنوا، ہمدرد و معاونین ہوتے ہیں۔

اس بات کو غزوہ بدر کے پس منظر میں اس طرح سمجھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ نے یوم بدر میں اس طرح دعا فرمائی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ: »اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ. اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ« فَاَخَذَ اَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: حَسْبُكَ۔

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں بارگاہِ ایزدی میں اس طرح عرض کیا کہ اے اللہ! میں تیرا عہد اور تیرا وعدہ تیری بارگاہ میں دہراتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے (تو ان بدری صحابہ کی مدد و نصرت نہ فرما) پس حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ (مبارک) سے (حضور ﷺ کو) پکڑ لیا پھر عرض کیا (اللہ) آپ کو کافی

ہے۔
یعنی ہمارا عبادت کرنا دراصل بدری صحابہ کرام کا مرہونِ منت ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص دین کا کتنا ہی خدمت گزار کیوں نہ ہو جائے ان صحابہ کرام کے مقام کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کیوں کہ اس کا تو اپنا ایمان بھی ان حضرات کے صدقے اور وسیلے سے ہے۔

عرض مدعا اتنا ہے کہ سابقین کاملین کو فراموش کرنا یا ان پر تقدم کا دعویٰ کرنا قطعاً مناسب اور درست نہیں ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کو سابقین اولین میں شامل نہیں مانتے ہیں کیوں کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بچوں میں پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں۔

مزید یہ کہ حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ ایمان لائے ہیں۔ علی حسب الروایات المختلفۃ۔

بلکہ عرض یہ ہے کہ اعلانِ نبوت کے وقت سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک بہت چھوٹی تھی اور آپ بچے تھے، یعنی بچپنے کی بناء پر آپ کے لیے اس وقت اس انداز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنا ممکن نہ تھا جس کا ثبوت اور اظہار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ میں ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جس والہانہ محبت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان مال اور اولاد سے ایسی بے مثال خدمت کی جس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ میرے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اس بات کو ارشاد فرمایا: ان امن الناس علی فی مالہ وصحبتہ ابوبکر۔

بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے مال اور اپنی ہم نشینی کے ساتھ مجھ پر

احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔

مزید یہ کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیگر بے شمار فضائل و مکارم کے ساتھ ساتھ بعض ایسی خصوصیات کے بھی حامل ہیں جن میں آپ بے مثال اور یکتا نظر آتے ہیں، مثلاً! مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھوں پر سوار کرنا اور بہ حفاظت مدینہ منورہ پہنچانا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یارِ غار ہونا اور ثانی اثنین میں ثانی ہونے کے باوجود ذکر کئے جانے میں پہلے ہونا، جیسا کہ غلام اپنے آقا کے آگے آگے بغرضِ حفاظت چلے اور خلیفۃ الرسول ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثانی ہونا، یہ اور دیگر ایسی خصوصیات ہیں جنہوں نے آپ کو دوسرے صحابہ کرام سے ممتاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کثرتِ صوم وصلوٰۃ کی بناء پر نہیں تھی بلکہ شیء وقر فی قلبہ۔

اس شئے یعنی محبت وعقیدت کی بناء پر تھی جو اُن کے دل میں پائی جاتی تھی۔

اس بات سے کسی شخص کو مفر نہیں ہو سکتا کہ فضیلت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور صحابہ کرام کا معیارِ فضیلت دلوں کا تقویٰ ہے اور اسی بات کو آیت کریمہ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى۔ (سورۃ الحجرات: ۳) وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے، میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اگر آپ چاہیں تو اسے نفس یا روح سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ (جیسا کہ امام غزالی نے اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے)

گویا یوں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے قلوب اور نفوس کو تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے اور صحابہ کرام میں تقویٰ کا تفاوت ایک ایسا امر مسلم ہے جس کا

انکار ممکن نہیں، تو ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ متقی کا قلب، تقویٰ کے لیے سب
سے بہتر محل اور جگہ ہوگا اور جو سب سے زیادہ متقی یعنی اَتْقٰی ہوگا یقیناً اس کی شان
تمام صحابہ کرام میں امتیازی ہوگی اور اس میں ان تمام کے مقتدیٰ بننے کی
صلاحیت ہوگی۔ اب آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے شانِ صدیقیت
میں وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰی اور عنقریب اس جہنم کی آگ سے سب سے بڑا متقی بچ
جائے گا کی آیت کریمہ نازل فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو اَلْاَتْقٰی (سب سے بڑا متقی)
فرما کر تمام صحابہ کرام میں امتیازی حیثیت عطاء فرمائی اور پھر اپنے نزدیک بھی
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان آیت کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔
بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا (افضل) وہ ہے جو تم میں زیادہ
پرہیزگار ہے۔ (الحجرات: ۱۳) میں اَکْرَمَکُمْ یعنی افضلکم اور اَتْقٰكُمْ فرما
کر بیان فرمائی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا سورت والیل کی آیت نمبر ۱۷
میں جانب مخالف کے علماء نے زیادہ تر زور اس بات پر خرچ نہیں کیا کہ اس
آیتِ کریمہ کے اَلْاَتْقٰی میں حکم عمومی ہے اور اس سے فردِ واحد کی افضلیت کو
بیان نہیں کیا جا رہا بلکہ انہوں نے زور اس بات پر لگایا کہ اس آیتِ کریمہ کا
مصداق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار
کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اس بارے میں از قبیل خطابیات اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے علی رضی اللہ عنہ اپنی
عظمت و شان میں اس بات کے مقتضی نہیں کہ جو آیات دیگر صحابہ کرام کے حق
میں نازل ہوئیں کھینچا تانی کر کے ان کا مصداق بھی میرے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قرار
دیا جائے۔

اس موضوع پر فقیر راقم الحروف نے آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل چند دروس
دیئے تھے جو آج بھی چار سی ڈیز میں موجود ہیں اور اس میں دیگر کتابوں کے علاوہ
بالخصوص سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا رسالہ ''الحبل الوثیق فی
نصرۃ الصدیق'' اور امام رازی کی تفسیر کبیر سے استعانت کرتے ہوئے اس
بات کی وضاحت کی تھی کہ اَلْاَتْقٰی سے محض حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی
مراد ہیں اور یہاں ضربِ حیدری کے ہوتے ہوئے اس کی مزید وضاحت کی
ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔

الحاصل یہ کہ کسی بھی کتاب کی تقریظ کا مقصد مسئلہ مبحوث عنہا کے بارے
میں ہلکے پھلکے انداز میں اپنا موقف و نظریہ کو بیان کرنا اور بالخصوص کتاب مذکور کی
محاسن کو ذکر کر دینا ہوتا ہے۔

اس احقر الناس نے مسئلہ مذکورہ کو انتہائی عام فہم اور مختصر انداز میں پیش کیا ہے یعنی
اس میں علمی اور تحقیقی انداز کو ملحوظ نہیں رکھا۔

فقیر نے اپنی بے شمار مصروفیات اور ذمہ داریوں کے باوجود اس کتاب کا اکثر
مقامات سے مطالعہ کیا اور ضربِ حیدری کو اسم بامسمّٰی پایا اور یہ اپنے موضوع پر
ایک مکمل تحقیق ہے چنداں کسی مزید تفصیل و وضاحت کی متقاضی نہیں اور دل کی
بات زبان پر لاتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے موضوع
میں اتنی کامل ہے کہ الفاظ کے دامن میں اس کی کماحقہ تعریف کرنے کی گنجائش
نہیں پاتا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت العلام شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا
ظل عاطفت علمی ضیاء پاشیاں فرمانے کے لیے اہل سنت پر تادیر سلامت

باکرامت رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

احقر الناس فقیر ارشد سعید کاظمی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان پاکستان۔

(6جولائی2009ء)

''ضربِ حیدری''صفحہ نمبر ۳۷ تا ۴۲۲۔ ازسائیں غلام رسول قاسمی۔

ناشر: سنی اتحاد مرکزی دفتر جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد۔ بارِ چہارم اگست ۲۰۰۹ء

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

جگر گوشہ غزالی زماں شیخ الحدیث حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فقیر کے ہاتھ میں مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید مجدہ کی انتہائی محققانہ تصنیف ہے جس کا نام ہے ''غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں''

فاضل محقق محترم ڈاکٹر موصوف نے جس عرق ریزی، محنت، محققانہ استدلال عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ فقہ حنفی کی خوب صورت اور آسان انداز میں ترجمانی کی ہے یقیناً وہ قابل صد ہا تحسین ہے۔

فقیر نے اس کتاب کو تقریباً آدھا گھنٹہ اپنے مطالعہ میں رکھا ہے اس میں جو انداز خصوصاً اعتراضات کا قلع قمع سوال وجواب کی صورت میں اختیار کیا گیا ہے یقیناً ایک محقق ہی کر سکتا ہے۔

فقیر اس سلسلہ میں اپنا حصہ ملانے کے لیے سرِ دست چند سطور پیش کرتا ہے ملاحظہ ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نجاشی کی نماز جنازہ پڑھانے سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا قطعاً درست نہیں کیوں کہ کتب احادیث اور فقہ میں یہ بات بالصراحت پائی جاتی ہے کہ نجاشی کا جنازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غائب نہ تھا بلکہ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبداللہ بن عباس قال کشف النبی ﷺ عن سریر النجاشی حتی رأہ وصلیٰ علیہ۔ (عمدۃ القاری جلد ۶ صفحہ ۱۶۴، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے نجاشی کی چار پائی ظاہر کردی گئی یہاں تک کہ آپ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی لہذا یہ غائبانہ جنازہ نہ رہا۔

حیرت ان لوگوں پر ہے جو نماز جنازہ کے بعد دعا کو اس لیے جائز قرار نہیں دیتے کہ دعا ایک مرتبہ جنازہ کے اندر ہو چکی ہے لہٰذا یہ تحصیلِ حاصل ہے۔ واضح رہے کہ یہ عقیدہ رکھنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔

کچھ وہ ہیں جو غائبانہ نماز جنازہ کے قائل نہیں اور کچھ وہ ہیں جو اس کے قائل ہیں ہمارا روئے سخن اس وقت انہیں کی طرف ہے جو اس کے قائل ہیں کہ اُن کے نزدیک بار بار غائبانہ نماز جنازہ کیونکر جائز ہے؟ جب کہ ایک مرتبہ وہ ادا کی جا چکی ہے کیا یہ تحصیل حاصل نہیں؟ اگر کہا جائے کہ چونکہ یہ سنت سے ثابت ہے اس لیے اس میں کچھ مضائقہ نہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سنت سے تحصیل حاصل ثابت ہے اور جو چیز سنت سے ثابت ہو جائے اس میں میت کے لیے یا اپنے لیے مزید حصولِ برکت ہے تو اس پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا بھی مزید حصولِ برکت کے لیے ہے۔

رہا یہ اعتراض کہ غائبانہ نماز جنازہ کی منع ثابت کریں یہ اعتراض انتہائی مضحکہ خیز ہے کیوں کہ منع تو تب ثابت کریں جب اس کا ثبوت ہو چونکہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے والوں کا تمام تر زور حدیثِ نجاشی پر ہوتا ہے۔ جب کہ ہمارے نزدیک

تو نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ تھی ہی نہیں۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے:

وھم لا یظنون الا ان جنازتہ بین یدیہ۔

وہ صحابہ یہی سمجھ رہے تھے کہ "نجاشی" کا جنازہ ان کے سامنے ہے۔

وما نحسب الجنازۃ الا بین یدیہ۔

ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ "نجاشی" کا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہے۔

فصلینا خلفہ ونحن لا نری الا ان الجنازۃ قدامنا۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

ان تینوں حدیثوں کا ایک ہی خلاصہ ہے کہ صحابہ کرام یہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

چوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نجاشی کی چار پائی تک پیش کردی گئی تھی اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے تو کیا یہ تمام دلائل اس بات کا بین ثبوت نہیں ہیں کہ نجاشی کی نماز جنازہ درحقیقت غائبانہ نہیں تھی۔

بر سبیلِ تنزل! اسے غائبانہ نماز جنازہ تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی ہم اتنی بات ضرور عرض کریں گے کہ علماء نے جن شرائط سے اُسے جائز قرار دیا ہے وہ شرائط تم ثابت کر دو ہم اس صورت میں اس جنازہ کو جائز قرار دیں گے۔

اس مسئلہ میں یہ بات انتہائی توجہ طلب ہے کہ کیا غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی کوئی مدت بھی مقرر ہے؟ اور کیا اس کے عدد کی کوئی تعیین بھی ہے یعنی یہ کتنے

عرصے تک اور کتنی مرتبہ پڑھی جاسکتی ہے؟

اگر اس کی کوئی حد مقرر ہے تو کیا اس کی حد بندی کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے یا قیاس اور رائے سے اگر قرآن وحدیث سے ہے تو وہ آیات اور احادیث پیش کی جائیں جو کہ اس وقت تک ممکن نہیں کہ

حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ

یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزرے یعنی یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر اس کا ثبوت قیاس اور رائے کے ذریعے سے ہے تو احناف کو اصحاب الرائے کہنے والے کیا خود صاحب الرائے نہیں بنیں گے؟

لو خود اپنے ہی دام میں صیاد آ گیا

اگر یہ کہا جائے کہ غائبانہ نماز جنازہ اس وقت تک ادا کرنا جائز ہے کہ جتنے عرصے میں عموماً میت کا جسم نہ گلتا ہے اور نہ بوسیدہ ہوتا ہے تو اس بارے میں اتنا عرض ہے کہ یہ آپ کی اپنی رائے ہے نہ کہ قرآن وحدیث۔ اور اہل حدیث کے نزدیک رائے تو قابل قبول نہیں ہوتی مگر جب اپنے سر پر بن جائے تو سب کچھ جائز ہو گیا۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

جب کہ اس کے ثبوت کے لیے ان کے نزدیک کسی نہ کسی حدیث کا ہونا ضروری ہے اور یہ دلیل اس لیے بھی تام نہیں کہ اس نماز کا تعلق انسانی جسم سے نہیں ہے کیوں کہ جو لوگ غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں وہ اگرچہ میت کی قبر سے سینکڑوں یا ہزاروں میل بھی دور کیوں نہ ہوں وہ اسے روا اور جائز سمجھتے ہیں یعنی ان کے نزدیک میت کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ غائب ہونا ضروری ہوتا ہے جب

ہی تو یہ جنازہ غائبانہ ہو گی۔

اگر یہ کہا جائے کہ نہیں اس غائبانہ نماز جنازہ کا تعلق جسم سے ہے ایسی صورت میں چوں کہ ایک وقت میں بیسیوں مختلف جگہوں پر غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جارہی ہو تو ایسی صورت میں یہ بات ماننی پڑے گی کہ ہر ایک کے سامنے میت ہے اور مسئلہ حاضر وناظر کی حقیقت بھی تو یہی ہے۔

جو اُن حضرات کے نزدیک جائز ہی نہیں بلکہ وہ اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ کے ادا کرنے کی مدت اور تعداد کا تعین شرعاً نہیں کیا گیا غالباً اسی بنا پر فتاویٰ علماء اہل حدیث جلد ۵ صفحہ ۱۵۵ پر باب الجنائز میں یہ بات ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ کبھی کبھی ادا کی جاسکتی ہے اور انہوں نے اس مسئلہ کو قیاس کیا ہے شہداء احد کی آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ ادا کرنے پر (جب کہ ان کی یہ بات بھی محل نظر ہے۔ راقم الحروف)

پس ثابت ہوا کہ ان قائلینِ غائبانہ نماز جنازہ کے نزدیک نہ تو مدت معین ہے اور نہ تعداد ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک کسی بھی شخص کی غائبانہ نماز جنازہ جتنی مرتبہ جب چاہو قیامت تک ادا کرتے رہو، پس جو حضرات اس کے ماننے والے اور اس کے قائل ہیں انہیں یہ چاہیے کہ ایک سال میں کم از کم ایک مرتبہ خلفاء راشدین، اجلہ صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات، اہل بیت اطہار اور دیگر بزرگانِ دین کی غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام کریں تا کہ لوگ حصولِ برکت کے لیے اس میں شامل ہوں اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو اس برکت سے محرومی کی وجہ پیش کریں اور اگر وہ اس طرح کرنے لگ جائیں تو پہلے زمانے میں ان کے اکابرین اس اہتمام کے نہ کرنے کی وجہ پیش کریں ان تمام اعتراضات کے

جوابات کے ذمہ دار وہی حضرات ہیں جو اس غائبانہ نمازِ جنازہ کے ادا کرنے پر فی زمانہ مُصر رہتے ہیں اور جو اس کے قائل نہیں اس سلسلہ میں ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا ہے۔

بہرحال فاضل موصوف محترم جلالی صاحب مسلک اہل سنت کے ایک بہترین سکالر ہیں جو اپنے منفرد اسلوب نگارش اور اصلاح کے جذبے سے سرشار ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت کے لیے اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے زور بیان وقلم میں اور اضافہ فرمائے۔

اور ان کے علم وعمل اور اخلاص میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

(''غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں'' صفحہ نمبر ۳۳۷ تا ۳۴۲

افادات: ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی۔ مرتبین: محمد طاہر نواز قادری، محمد سلیم مظہری۔ ایڈیشن سوم۔ ۲۴ جولائی ۲۰۰۸۔ ناشر: صراط مستقیم پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور)

معین الابواب

تقریظ

از جگر گوشہ غزالی زماں، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ
صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم نیو ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! اہل علم کے ہاں مشہور ہے کہ ''الصرف ام العلوم والنحو ابوھا'' یعنی علوم عربیہ میں مہارت حاصل کرنے کے لیے علم صرف کو وہ حیثیت حاصل ہے جو نسلِ انسانی کی بقا میں ماں کو حاصل ہے اور جس طرح اولاً بچے کی تربیت و پرورش ماں کرتی ہے اسی طرح طالب علم کی علومِ عالیہ کے حصول کے لیے اولاً تربیت و رہنمائی علم صرف کرتا ہے۔

پیش نظر کتاب ''معین الابواب'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے مؤلف فاضل جلیل علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب سعیدی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جو کہ انتہائی محنتی اور تجربہ کار استاذ ہیں، موصوف مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت سہل انداز میں طلبہ کو ذہن نشین کرا دیتے ہیں، امید واثق ہے کہ یہ قلم کی روشنائی کو خشک نہ ہونے دیں گے اور یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔

کتاب مذکور کا اکثر حصہ پڑھا جو مولانا کے ذوق کمال اور شوقِ لایزال کا عظیم

شاہکار ہے اور تشنگانِ صرف کے لیے بمنزلہ آبِ حیات ہے، طلبہ اور اساتذہ کرام کے لیے گراں قدر ہدیہ ہے۔

کتابِ مذکور کثیر فوائد پر مشتمل ہے جن میں سے چند نمونے کے طور پر یہ ہیں:

۱۔ ہر باب کی تفصیل کے ساتھ گردانیں تحریر کی گئی ہیں اور لازم ابواب کی صرفِ صغیر تین طرح سے لکھی گئی ہے۔

۲۔ ہر باب کے ساتھ اس کے مصادر تحریر کئے گئے ہیں تاکہ طالب علم مزید مشق کر سکے۔

۳۔ کتاب کے آغاز میں اصطلاحاتِ صرفیہ پر ایک بہترین مقدمہ تحریر کیا گیا ہے۔

۴۔ ہر باب کے متعلق قوانین کی مطلب خیز تشریح مع امثلہ کی گئی ہے۔

آخر میں بارگاہِ صمدیت میں التجاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق سے اس خدمت کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر سید ارشد سعید کاظمی

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم

(معین الابواب۔ از قاری عبد العزیز صاحب۔ بار سوم۔ ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء

وقایۃ النحو شرح اردو ھدایۃ النحو

تقریظ لطیف

استاذ العلماء فخر المدرسین جگر گوشہ غزالی زماں

حضرت علامہ صاحب زادہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك اللهم على ما وجهت نحونا من سوابغ النعم انت الفاعل المختار والمحكم لكل مفعول من الكائنات ونصلي ونسلم على سيدنا ومولينا محمد المفرد مصدر الفضائل وعلى آله وصحبه ومن نحانحوهم من الاواخر والاوائل امابعد!

علم نحو اُن بنیادی اور ضروری علوم میں سے ہے جن کا پڑھنا، پڑھانا قرآن مجید اور حدیثِ رسول ﷺ کے سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ علم کی مشہور و معروف کتاب "ہدایۃ النحو" جو ہمیشہ سے داخل نصاب رہی ہے اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔ زیر نظر کتاب ان شروح میں ایک قابل قدر اضافہ ہے، جس کے مصنف حضرت العلام الحاج مولانا حافظ نذیر احمد صاحب مہروی ہیں۔ مولانا موصوف ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔

تین روز قبل فاضل مصنف میرے پاس تشریف لائے اور تقریظ لکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اہل علم پر یہ امر مخفی نہیں کہ کسی کتاب پر تقریظ سے قبل اس کا مطالعہ ضروری ہے اور ایسی عظیم الشان کتاب کو تو تین روز میں مکمل طور پر

کماحقہ دیکھا بھی نہیں جا سکتا جب کہ دیگر مصروفیات بھی اپنے شباب پر ہوں۔

اس کتاب کو دیکھنا تو چیدہ چیدہ جگہ سے ہی ہوا ہے مگر جہاں سے بھی ملاحظہ کیا بہترین پایا۔ حضرت الحاج حافظ نذیر احمد صاحب مہروی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ اہم کام سرانجام دیا مزید برآں قارئین کرام کو اس بات کا اندازہ بھی بطریقِ احسن ہوگا کہ اس شرح (وقایۃ النحو) کی صورت میں دنیا کی حسین لائبریریوں میں ایک بہترین نگینے کا اضافہ ہوا۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا کو دینی خدمات کے لیے طویل زندگی عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر نافعِ خلائق بنائے۔ آمین۔

سید ارشد سعید کاظمی۔ شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

وقایۃ النحو شرح اردو ہدایۃ النحو۔ از حاجی نذیر احمد مہروی

ناشران: مکتبہ مہریہ کاظمیہ، مکتبہ مہریہ دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس، اشاعت ثانی صفر، ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵ء ملتان

آدابِ زوجیت

تقریظ

جگر گوشہ غزالیٔ زماں صاحب زادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

زیرِ نظر کتاب ''آدابِ زوجیت'' جو عزیزم مولانا محمد اصغر علی رضوی زیدہ مجدہٗ نے تصنیف کی، مکمل طور پر دیکھنے کا موقع ملا، یہ ایک طالب علم کی بہت بہترین کوشش ہے کہ مولانا موصوف نے چھوٹی سی عمر میں اور موقوف علیہ کی کتب کی تعلیم کے دوران اسے تصنیف کر کے سلف کی یاد تازہ کر دی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو مزید علمی شوق اور لگن کے ساتھ ساتھ عروج اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر مشتے ناکارہ

سید ارشد سعید کاظمی

۹۔ اپریل ۱۹۹۱ء۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(''آدابِ زوجیت'' نمبر ۲۔ مؤلفہ: اصغر علی رضوی، متعلم جامع العلوم خانیوال مکتبہ نور بصیرت خانیوال بارِ اول)

حقوق والدین

تقریظ

پیر طریقت امیر شریعت فاضل جلیل شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول
شہزادہ حضرت علامہ مولانا الحاج سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی
دامت برکاتہم العالیہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد!

حضرت العلام مولانا مفتی محمد عبدالمجید صاحب اویسی ادام اللہ حبہ بین الناس کی فاضلانہ تحریر ''حقوق والدین'' جو کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ شریفہ سے مزین ہے عوام الناس خصوصاً آج کل کے نوجوانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے جیسا کہ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ والدین کے دوستوں سے حسن سلوک بھی وفا کا ایک طریقہ ہے۔

احادیث شریفہ کے مطالعہ سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر والدین مشرک یا کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک بایں طور کیا جا سکتا ہے کہ اس کے اپنے دین میں یا اس حسن سلوک کی وجہ سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کے دین میں خلل واقع نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی مشرکہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کی اجازت خود سید کائنات ﷺ نے عطا فرمائی۔ جس کا ذکر بخاری شریف صفحہ ۳۵۷ پر ہے اور حضرت علامہ موصوف نے بھی یہ حدیث شریف اپنی اس تصنیف میں تحریر فرمائی ہے۔ اگرچہ اس

تصنیف بالطیف کا کثرتِ مشاغل کی بناء پر بالاستیعاب تو مطالعہ نہ کر سکا مگر جن مقامات کو دیکھا ان سے اس چیز کا یقین ہوتا ہے کہ یہ تصنیف اپنے موضوع میں نہایت نافع اور مفید ہے۔ میں اپنے جمیع احباب اور ان کی اولاد کی اصلاح کی خاطر ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنے گھر میں ضرور رکھیں۔ خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھائیں تا کہ فلاحِ دارین حاصل ہو۔

فقیر حضرت قبلہ علامہ مفتی صاحب کے لیے دعا گو اور ان سے دعا جو ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے علم کو مزید نافع بنائے۔ آمین۔

(پیر طریقت امیر شریعت)
احقر سید ارشد سعید کاظمی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۹۴

(''حقوق والدین'' نمبر ۷۔۶۔ مؤلفہ: مفتی محمد عبدالمجید اویسی شیخ الحدیث جامعہ انوارِ رضا سکھر (سندھ) ناشر: جامعہ انوارِ رضا سکھر)

میلاد النبی ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

آج کیسا پر کیف پر سرور دن ہے کہ حضرت العلام منظور احمد سعیدی دامت برکاتہم العالیہ "ساکن چشتیاں شریف" کی عظیم الشان کتاب میلاد النبی شریف ہمارے ہاتھوں میں ہے جو کہ اس موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وہ پر کیف حالات وواقعات جو کہ اجلہ محدثین اور متبحر علماء کی کتب سے جس خوب صورت انداز میں اکٹھے کئے گئے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت مولانا موصوف نے یہ کتاب تحریر فرما کر امام اہل سنت غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاگرد ہونے کا حق ادا فرمایا اور عوام الناس پر احسان عظیم فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع خلائق اور خود مولانا موصوف دامت برکاتہم العالیہ کے لیے وسیلہ نجات اخروی بنائے۔ سید ارشد سعید کاظمی (شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان شریف) ۱۷ مئی ۲۰۰۶۔ ناشر: کتب خانہ سعیدیہ گلشن اقبال گلی نمبر ۷ مکان نمبر ۱۱۴۔ چشتیاں ضلع بہاول نگر

عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم الرؤف الرحیم۔

ثنا خوانِ مصطفیٰ مکرم ومحترم جناب صوفی بشیر احمد قادری صاحب کی کتاب جس کا نام انہوں نے "عکس" تجویز کیا ہے اس کے مختلف مقامات سے چند صفحات دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں انہوں نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے بعض علماء کی مختلف کتب سے اصلی حوالہ جات بمع فوٹو سٹیٹ صفحات وٹائٹل جمع کئے ہیں اور مضامین کے اختتام پر کسی قسم کا تبصرہ یا تنقید نہیں کی اور فیصلہ قارئین پر چھوڑا ہے کہ اگر قارئین اسے عدل وانصاف کی نگاہ سے پڑھیں تو کسی الجھن میں پڑے بغیر حقیقت حال کو معلوم کرلیں کہ صحیح مسلک اور سچا عقیدہ کون سا ہے؟

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ صوفی بشیر احمد صاحب قادری کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

(عکس صفحہ نمبر ۵۔ مرتب: صوفی بشیر احمد قادری۔ مکتبہ آصفیہ قادریہ نزد جامع مسجد اظہار مدینہ محلہ پیر کالو شاہ چوک خونی برج ملتان۔ سالِ طباعت ندارد)

❀❀

فیضان خلیل

تقدیم از قلم جگر گوشہ غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت
حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتھم القدسیۃ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دین لے کر آئے اس کی مختلف شاخیں ہیں۔ اور ہر شاخ کے ثمرات ظاہر کرنے کے لیے مختلف نفوس کا انتخاب کیا گیا جہاں ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ'' کی ضوفشانیوں کے لیے ان علماء کا انتخاب ہوا جن کے بارے میں ارشاد رسول کبریا ﷺ یوں ناطق ہوا ''العلماء ورثة الانبياء'' اور جہاں دین متین میں اجتہاد کی ضرورت ہوئی تو ان مجتہدین کا بیان ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کے مبارک کلمات سے کیا۔ کیوں کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کو ہی اجتہاد کی اجازت تھی اور ان کے باقی حواریین منصب اجتہاد پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ جب کہ اس امت کے علماء کو اجتہاد کرنے کی اجازت ہے۔ تو اسی طرح ارشاد الٰہی ''وَيُزَكِّيهِمْ'' کا اظہار امت میں کچھ ایسے افراد سے ہونا تھا جو بعد میں آنے والی امت کے گناہ گاروں کو صاف ستھرا

کریں اور ان کے دلوں اور نفسوں کے میل وکچیل دور کریں اور ایسے افراد کو صوفیا کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ تصوف عبارت ہے تزکیہ نفس سے۔ انہیں میں سے دور حاضر کی تاریکیوں میں ایک چمکتے ہوئے ستارے کی کچھ حسین داستان اس کتاب ''فیضان خلیل'' میں ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کچھ خرقہ پوش ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں عظیم شمع فروزاں ہوتی ہے اور نقیب طریقہ مجددیہ، فخرِ جیشِ نقشبند، شہباز طریقت، خلیل الاصفیاء، حضرت خلیل احمد صاحب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ انہیں میں سے ایک تھے۔ چنداں حیرت اس پر ہے کہ جہاں دور جدید کے جدت پسند لوگ علماء کے متلاشی رہتے ہیں جن کی یہ صفت ہے کہ وہ کتاب وحکمت کو واضح کر کے بیان کریں۔ اور میرے آقا سرور کون ومکان ﷺ کی نیابت ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ'' کے گوشے میں رہ کر کر رہے ہوتے ہیں۔ تو وہاں جن نفوس قدسیہ سے ''وَيُزَكِّيهِمْ'' کے جلووں کا اظہار ہوا آپ کے علوم ومعارف کے ان ورثا افراد کو کیوں متروک کر دیا جاتا ہے۔

صوفی ازم آیت کریمہ کے اسی جزو کو لے کر چلتا ہے۔ اور یہ پاک بازانِ امت اپنی توجہ باطنی سے لوگوں کے نفسوں کو دھو دیا کرتے ہیں اور ان کو دنیا کی آلائشوں سے نکال کر اللہ کا ہر حال میں خالص عبادت گزار اور شکر گزار بندہ بنا دیتے ہیں۔

میری پہلی ملاقات حضرت خلیل الاصفیاء علیہ الرحمۃ سے ان کے مرید اور خلیفہ مولانا حافظ محمد عبد الرزاق نقشبندی کے گھر پر ہوئی جب وہ تشریف لائے تو بزم کی رونق میں اضافہ ہوا۔ اس کا احساس اس وقت موجود ہر ناظر نے کیا اور یہ احساس

اس وقت شدت پکڑ گیا جب آپ محفل برخواست کر کے اپنے کاشانہ کی طرف
لوٹے کہ ان کے آنے کی کتنی برکتیں تھیں۔ اور کتنا نور کا مینہ برس رہا تھا پس ان
کے تشریف لے جانے سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ رنگِ محفل جاتا رہا اور رونقِ بزم ختم
ہوئی۔ یہ یقیناً انہی اسلاف میں سے ایک تھے جن کے ذکر سے ہر عاشقِ مصطفیٰ
خوش ہوتا ہے۔

اس کتاب میں بزرگانِ دین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کے
مختصر احوال بھی شامل ہیں۔ مزید برآں یہ کہ اس میں بزرگانِ دین بالخصوص
سلسلہ مذکورہ کے اوراد و وظائف کو بھی تحریر کیا گیا جو کہ ہر سالک کے لیے راہ کی
شمع کا فائدہ دیں گے۔ اسی طرح عامۃ الناس کے افادہ کے لیے اخلاقیات
پر مشتمل کئی اہم مضامین بھی شامل ہیں۔ یہ طالبین و سالکین کے ساتھ ساتھ خاص
و عام سب کے لیے ایک بہت مفید مجموعہ ہے۔

مولانا محمد عبدالرزاق نقشبندی زید مجدہ نے اس تالیف کے ذریعے اپنے سلسلے کے
مشائخ کے فیضان کو عام کرنے کا اہتمام کیا ساتھ ہی ہر متلاشیِ حق کے لیے متاعِ
بے بہا فراہم کیا۔

آخر میں حضرت خلیل الاصفیاء علیہ الرحمۃ کے اکلوتے صاحبزادے نقیب سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ جانشین خلیل الاصفیاء پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ
صاحب سراجی نقشبندی مجددی جو کہ ایک نہایت درویش منش اور اپنے اسلاف
کی قدروں کی آشنائی کرانے والے ہیں۔ اور میرے والد گرامی غزالی عصر امام
اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی ہیں۔
۱۹۸۱ء میں جامعہ انوار العلوم سے سند فراغت بھی حاصل فرمائی۔ فقیر ان کے لیے

دعا گو ہے اور ان سے دعا جو ہے کہ پروردگار اس سرمایہ کو مریدین، متعلقین
معتقدین، متوسلین، محبین کے لیے تا دیر قائم رکھے۔

فقط

سید ارشد سعید کاظمی

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

(فیضان خلیل صفحہ نمبر ۲۲۔ ۲۴ از علامہ حافظ محمد عبدالرزاق نقشبندی،
سال طباعت ندارد)

انوار الافادات لتوضیح المقامات

تقریظ جگر گوشہ غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

الحمدللہ رب العالمین والصلوة والسلام علی امام المتقین وقائد الغر المحجلین سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ الذی بعثہ اللہ رحمة وھدی وبشری للمؤمنین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔ ثم علی علماء امتہ العاملین وعلی کل من نھج طریقہ الی یوم الدین۔ امابعد

الحمدللہ! آج کا دن فرحت وسرور سے لبریز ہے کہ ہمارے جامعہ کے اس وقت سب سے قدیمی مدرس اور رئیس دارالافتاء حضرت علامہ مفتی غلام مصطفی رضوی صاحب نے ''مقامات حریری'' کا جو ترجمہ تحریر کیا ہے وہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے ۱۹۵۹ء میں جامعہ انوار العلوم سے سند فراغت حاصل کی۔ اور پھر ۱۹۶۱ء میں جامعہ میں مدرس بنے اور ان کی قابلیت اور علمی تبحر کچھ بھی محتاج بیان نہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے جب ''المعلقات السبع'' کا ترجمہ بمع شرح پیش کیا تب بھی فقیر سے تقریظ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا مگر اپنی انتہائی علالت طبع اور چند ناگزیر مصروفیات کی بنا پر تقریظ تحریر نہ کرسکا۔ جس کی شرمندگی آج بھی دل ودماغ پر نقش ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ العذر الصحیح عند الکرام مقبول

اور اب مقامات حریری کے ترجمہ پر تقریظ کے لیے تعمیل ارشاد کررہا ہوں۔ درس نظامی میں شامل ادب عربی کی تمام کتابوں بالخصوص ''مقامات حریری'' کی اہمیت اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے خالصتاً طلباء کے لیے یہ کاوش کی ہے جنہیں ایک ایک لفظ کے ترجمہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے تحت اللفظ ترجمہ پر بہت توجہ دی گئی ہے۔ اور کمال مہارت سے اسے تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اور الفاظ ومعانی کے باہمی ربط کو برقرار رکھتے ہوئے جدید اسلوب پر ترجمہ تحریر کیا گیا ہے۔ درس نظامی کے نصاب میں شامل ''مقامات حریری'' کے پانچ مقامات کا ترجمہ کرکے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے طلباء کی ایک دیرینہ مشکل کو آسان کردیا ہے۔ یہ خالص علمی اور طلبہ کے لیے بہت مفید کوشش ہے۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلبہ کے لیے نافع بنائے اور مفتی صاحب قبلہ کے علم وعمل اور عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

مورخہ یکم اگست ۲۰۰۵ء

(انوار الافادات لتوضیح المقامات صفحہ نمبر ۳ تا ۴، از علامہ مفتی غلام مصطفی رضوی۔ ناشر: مکتبہ مہریہ کاظمیہ متصل جامعہ انوار العلوم نیو ملتان۔ بار ہفتم دسمبر ۲۰۱۲ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کی رات کتنی حسین ہے کہ برکات غوث الورائی کی بارش برس رہی ہے اور کل جہاں فیضان حضرت السید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ میں نہا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فیضان سے اس احقر کو بھی حصہ عنایت فرمائے۔ حضرت صاحب سجادہ سید محمد اشرف الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر شہزادگان خانقاہ عالیہ (کو) تمام عظمتیں اور رفعتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر العباد السید ارشد سعید الکاظمی

۲۶ جنوری ۲۰۰۹ء

(سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی کے پچاسویں سالانہ عرس کے موقع پر تعارفی یادگاری مجلہ 2011ء صفحہ ۸۴ درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد (فردوس کالونی کراچی)

مرحبا کاظمی

از محمد امین ساجد سعیدی

قوت گویائی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ جس کے ذریعے انسان اپنے دل کی ترجمانی بآسانی کرتا ہے اور فرطِ عقیدت سے پیدا ہونے والے جذبات کی عکاسی کا بہترین طریقہ شعر گوئی ہے۔

محمد امین ساجد سعیدی یقیناً خوش بخت ہیں جنھوں نے اپنی اس خداداد صلاحیت کو اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اور اہل اللہ کی تعریف وتوصیف بالخصوص اپنے پیر ومرشد غزالی عصر میرے شیخ اور والد گرامی رازی دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کے فضائل ومناقب کے لیے وقف کر دیا۔

اس وقت ان کے منظوم کلام کا مشہور مجموعہ ''مرحبا کاظمی'' میرے سامنے ہے۔

حاصل پور جیسے پسماندہ علاقہ سے تعلق رکھنے والے درویش منش انسان محمد امین ساجد سعیدی کا مختلف اصنافِ سخن پر مشتمل یہ مجموعہ کلام بلاشبہ ان کے شیخ طریقت کے روحانی فیضان اور نگاہِ تصرف کا مظہر ہے کہ انہوں نے ماہرین علم وفن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر لغو تشبیب وغیرہ مفاسد سے پاک مسجع ومقفیٰ کلام لکھا اور اس کو مزید استعارات وتشبیہات اور تلمیحات سے مزین کر کے مرشد کامل کی منقبت کا گلدستہ بنا دیا۔ محمد امین ساجد سعیدی صاحب نے جس جدت اور ندرت خیال سے اپنے شیخ کامل کے فضائل وکمالات کو الفاظ کا جامہ پہنایا وہ یقیناً ان کی کمال محبت

وعقیدت اور پختہ قلم کا رہونے کا حسین مظہر ہے نامی گرامی اہل قلم احباب نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور خوب سراہا اور یہ قطعہ۔۔۔۔۔

''سب بزرگوں نے کہا جنت نشاں ملتان ہے
کیف و مستی اور خوشیوں کا جہاں ملتان ہے
میرا دل ملتان ، میرا جسم وجاں ملتان ہے
میرے مرشد کاظمی کا آستاں ملتان ہے''

تو ان کی اپنے شیخ گرامی سے والہانہ وارفتگی وشیفتگی کا بہترین عکاس ہے۔ پنجابی، عظیم صوفیاء کی زبان ہے اور ہمارے موصوف کی بھی مادری زبان ہے اور یہ حقیقت ہے کہ مادری زبان میں انسان زیادہ روانی اور بے باکی سے اپنا مافی الضمیر بیان کرسکتا ہے۔توسعیدی صاحب نے اپنی خاندانی زبان پنجابی میں بھی کلام لکھا ان کے پنجابی کلام نے اس مجموعہ کی عظمت کو مزید چار چاند لگادیے ہیں۔فقیر نے کتاب کے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کر کے یہ چند سطور تحریر کی ہیں۔افسوس ہے کہ اپنی مصروفیات کی بناء پر ساری کتاب کا مطالعہ نہ کرسکا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد امین ساجد سعیدی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے مرشد کریم کو ان سے راضی فرمائے اور دیوان کو مقبول ونافع خلائق بنائے۔(آمین)

فقیر سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

(مرحبا کاظمی کلام محمد امین ساجد سعیدی سال طباعت ۲۰۱۴ء ناشر ادارہ احمد سعید کنز العلوم لاہور پاکستان)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ستمبر 2013ء کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث علامہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کا خصوصی پیغام

آقائے دو عالم نور مجسم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن و حدیث کی بے شمار صریح نصوص سے ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت اساسِ ایمان ومدارِ ایمان ہے۔اس لئے ہر دور میں جمہورِ اُمتِ مُسلمہ تحفظ ختم نبوت کو اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھتی آئی ہے۔دورِ صدیقی سے لے کر آج تک ملت اسلامیہ نے کبھی بھی تحفظ ختم نبوت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔

قادیانی اور ان جیسے دیگر جھوٹے مدیانِ نبوت کا ظہور کوئی تعجب یا حیرانی کی بات نہیں بلکہ یہ تو تاجدارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمان کی صداقت کی دلیل ہے جس میں آپ ﷺ نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی پیش گوئی فرمائی ہے۔جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!میری امت میں تیس ایسے کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔اگر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ پر غور کریں تو عالمِ ارواح میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے جو میثاقِ ازل لیا گیا اس میں بھی اس مسئلہ ختم نبوت کا اجمالاً ذکر موجود ہے۔

دورِ حاضر میں انکارِ ختم نبوت کا سب سے بڑا فتنہ، فتنۂ قادیانیت ہے جس کو

تمام اسلام دشمن عناصر کی مکمل حمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب تاجدار ختم نبوت جناب احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا مصطفیٰ ﷺ کے منصب خاتم النبیین کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ کھلے اور سادہ کافروں سے زیادہ بدتر ہیں۔ یہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ زندیق ہیں۔ کیونکہ یہ اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔

برصغیر (پاک وہند) میں جیسے ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے قصرِ نبوت میں نقب زنی کی کوشش کی تو علماء ومشائخِ اہلسنت اسلاف کی تابندہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اسکی سرکوبی اور مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میدانِ عمل میں اتر آئے۔ جن میں قافلۂ اہلِ حق کے سالار امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت اعلیٰ گولڑوی پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر عمائدین اہلسنت پیش پیش تھے اور تقسیم ہند کے بعد جن علماء ومشائخ نے اس فتنے کی سرکوبی کے لئے اپنی گراں قدر خدمات پیش کیں ان میں میرے پیر ومرشد اور والدِ گرامی غزالیٔ عصر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی سرِ فہرست ہے کیونکہ یہ مسلمہ (اور On the Record) بات ہے کہ 1952ء میں سرکاری سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے حضرت غزالیٔ زماں نے سب سے پہلے باضابطہ عملی قدم اٹھایا اور مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی جو بھاری اکثریت سے منظور کی گئی۔ اس سے پہلے جب 1950ء میں قادیانیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور شادی بیاہ و دیگر معاملات کے بارے میں حضرت والا سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا "جو لوگ مسلمانوں میں سے قادیانی ہوئے ہیں وہ سب مرتد ہیں اور ان کی اولاد جو ان کے مذہب پر ہو وہ کافر ہیں (البتہ

ان میں سے جو قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا وہ مسلم ہے) نصِ قطعی ومتواتر کے اکفار (انکار) کی وجہ سے قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اہلسنت وجماعت کا گروہ مسلمانوں میں سے 73ویں جماعت، جماعتِ ناجیہ ہے اور دوسرے فرقے فِرَقِ ضالہ ہیں۔ صحت نکاح مسلم کے لیے زوجہ کا مسلمہ یا یہودیہ یا نصرانیہ ہونا شرط ہے۔ قادیانی نہ مسلمان ہیں نہ یہودی نہ عیسائی (بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بدرجہا بدتر ہیں) لہٰذا ان سے معاملہ ازدواج کا ترک لازم وواجب ہے ان سے میل ملاپ بطریق مودت اور بلاضرورت ان کے پاس بیٹھنا اور کھانا پینا بھی طریقہ صالحین کے خلاف اور ناجائز ہے۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانے بغیر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان معتبر ہی نہیں۔ امت مسلمہ نے ہمیشہ تحفظ مقام ختم نبوت کا علم بلند کیے رکھا اور تاریخ کے کسی بھی دور میں وہ کسی جھوٹے نبی کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئی۔ لاکھوں لوگوں نے اس مقدس مشن کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اہل حق ہمیشہ اس فریضہ کے لیے سربکف رہتے ہیں۔ خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو ناموسِ رسالت کی پاسبانی کے لیے اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ تاجدار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ کانفرنس نسلِ نو میں ناموس رسالت کے تحفظ کا جذبہ اجاگر کرنے میں سنگ میل ثابت ہوگی۔

سرمایہ اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ خادم حسین صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے جملہ رفقائے کار یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس آڑے وقت اور دہشت گردی کے ماحول میں بھی اس کانفرنس کا اہتمام کیا۔

(سالانہ ختم نبوت کانفرنس لاہور 7 ستمبر 2013 کے موقع پر خصوصی پیغام)

فہرست مراجع وماخذ (تقریظات کاظمی)

۱۔تفسیر ''التبیان'' مع ترجمہ البیان۔ازعلامہ سیداحمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۹۳ء

۲۔''التبیان العظیم فی سورۃ التحریم'' مرتبہ: سیدآل شاہد معینی (راولپنڈی) ۲۰۰۸ء

۳۔(مجموعہ صد احادیث از علامہ کاظمی) کا اردو ترجمہ از علامہ سید ارشد سعید کاظمی

۴۔نورونکہت (اول) علامہ سید محمد خلیل کاظمی امروہی۔۱۹۹۰ء

۵۔مقالات کاظمی (سوم) مرتبہ حافظ نعمت علی چشتی سیالوی۔ساہیوال۔۱۹۹۱ء

۶۔علم تفسیر اور مفسرین۔علامہ مشتاق احمد چشتی۔ملتان۔۱۹۹۳ء

۷۔قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر۔
ازعلامہ ممتاز احمد چشتی۔ملتان۔۱۹۹۶ء

۸۔دراج معرفت۔حکیم حسن خالد الملقب بامنصور عالم۔۲۰۱۱ء

۹۔فتاویٰ حکیمیہ (اول) محمد عمر حیات الحسینی بوسن۔ملتان۔۱۹۹۷ء

۱۰۔ضرب حیدری۔پیر غلام رسول قاسمی سرگودھا۔۲۰۰۹ء

۱۱۔غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی۔لاہور۔۲۰۰۸ء

۱۲۔معین الابواب۔قاری عبدالعزیز سعیدی۔ملتان۔۲۰۰۹ء

۱۳۔وقایۃ النحو شرح اردو ہدایۃ النحو۔حاجی نذیر احمد مہروی۔ملتان۔۲۰۰۵ء

۱۴۔آداب زوجیت۔اصغر علی رضوی،خانیوال

۱۵۔حقوق والدین۔مفتی محمد عبدالمجید اویسی،سکھر

۱۶۔میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔منظور احمد سعیدی۔چشتیاں شریف

۱۷۔عکس۔مرتبہ صوفی بشیر احمد قادری۔ملتان

۱۸۔فیضان خلیل۔مرتبہ حافظ محمد عبدالرزاق نقشبندی۔

۱۹۔انوار الافادات لتوضیح المقامات (حریری) مفتی غلام مصطفیٰ رضوی سعیدی شیخ الفقہ جامعہ انوار العلوم ملتان

۲۰۔اشرفی یادگاری مجلہ ۲۰۱۱ء

۲۱۔مرحبا کاظمی۔از محمد امین ساجد سعیدی حاصل پور ضلع بہاول پور
ناشر ادارہ احمد سعید کنز العلوم لاہور

۲۲۔ماہنامہ العاقب ختم نبوت نمبر لاہور (ستمبر 2013ء)

اپیل

اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا علمی خزانہ آنے والی نسلوں تک بحفاظت منتقل ہوتو آج ہی اپنی فائلیں، گٹھیں، ڈیسک اور الماریاں دیکھیں کوئی تحریر، خط، رسالہ، فتویٰ اور مطبوعہ غیر مطبوعہ مواد ملے تو ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ اس کتاب کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں جلد پہنچے اور حضرت والا کا علمی وروحانی فیضان جاری وساری رہے۔

محمد صفدر علی سعیدی ملانہ

خطیب جامع مسجد قدیمی بازاروالی، سرائے سدھو تحصیل کبیرالا ضلع خانیوال

۲۲ رجب ۱۴۳۵ھ ۲۲ مئی 2014ء

0333-6227425

0301-2609063